که درین جزدان قالب روح خیال وجوهر آیینه مثال سرمایهٔ نکات عجیب
دیوان حبیب
به اهتمام محمد ابراهیم خان اکبرآبادی در بلده حیدرآباد دکن

تقریظ من الحکیم المحقق والفیلسوف المدقق فخر الحکماء المتالہین سلطان الکملاء البارعین الماہر فی العقلیات الحاذق فی الفلسفیات فرید دہرہ وافضل اہل عصرہ طویل الباع الشہیر فی الاصقاع جناب السید مرتضیٰ دامت معالیہ و(حامداً ومصلیاً) بورکت ایامہ ولیالیہ

فقیر جس دیوان کی تقریظ لکھ رہا ہے یہ شستہ تصنیفات اساتذہ شعرائے اردو ہے جسکے چند اجزا وقت تحریر میرے پاس حاضر ہیں اور اسمیں ہر قسم کے اشعار موجود ہیں۔ اگر مذاق توحید حکیمانہ تماشہ کرنا ہو تو یہ مطلع غزل سر دیوان ملاحظہ فرمائے کس رتبہ کا ہے ؎

حسن جب صورت گر ذوق خود آرائی ہوا	ہر بت بیباک گرم لاف یکتائی ہوا

مولانا جامی نے بھی جو اس رنگ کے استاد تھے یہ مطلع خوب فرمایا ہے ؎

حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردہ	پس بچشم عاشقان خود را تماشا کردہ

اسمیں شک نہیں کہ نزاکت معنی کے ساتھ مولانا نے [illegible] اس مطلع میں صرف کیا ہے کہ جسکی نظیر ملنا مشکل ہے جناب حبیب کنتوری نے بھی اس مطلع میں گو صنعت ایہام کو تو مرعی نہیں فرمایا ہے مگر یہ بلاغت صرف کی ہے کہ ذات واجب کو عین حسن قرار دیا ہے اور ملا صاحب نے ایسا نہیں کیا ہے۔ بلکہ اضافت حسن خویش اور آشکارا کردہ ۔ سے مغایرت درمیان ذات واجب اور اسکے حسن کے واضح کر دی ہے۔ اگرچہ مغایرت اعتباری ہے جسمیں وہ مزا مفقود ہے جو عینیت اور ایہام سے اس مطلع میں جلوہ نما ہے ذات واجب کا عین حسن اور عین خود بینی بنا دینا جمال و عین وجود ہونا [illegible] اور کمال اکسری ہے ؎

وکل الی ذالک الجمال یشیرُ		عباراتنا شتیٰ وحُسنُک واحد

آیۂ اللہ نور السمٰوات والارض مین اگرچہ مفسرین ظاہری نور کو بمعنی منور لیتے ہین
اور اطلاق نور بر سبیل حقیقت خدا پہ نہین کرتے۔ مگر صدر المتالہین و شرف الحکما ر العارفین
صدر الدین شیرازی نے شرح آیۂ نوریت تحقیق کی ہو کہ اطلاق نور بر سبیل حقیقت ذات واجب
پر ہو۔ پہر صورت گر ذوق خود ارائی مین اس حدیث کی طرف اشارہ ہو کہ کنت کنزاً مخفیاً
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ متناسب لفظی حسن کا ذوق کے ساتھ واضح ہے۔ لفظ بیباک
مین نفی وحدۃ حقیقی غیر کی طرف پہلا اشارہ ہے لاف مین گویا اوسکو واضح کردیا اور یہ لفظ
موسس لفظ بیباک واقع ہوا اور لاف مین ابطال وحدت غیر اسوجہ سے ہے کہ کل ممکنٌ
زوج ترکیبیٌ علی ما تقرر فی الفلسفۃ الالٰہیۃ یہ طریق ابطال وحدت کا حکیمانہ ہو۔ اس
مطلع مین اور بہی معانی دقیقہ حکمیہ ہین جنکو افسوس کہ بوجہ ضیق مقام کے یہان لکھہ نہین سکتا
تغزل کے پیرایہ مین مطالب حکمیہ الٰہیہ کا ادا کرنا یہ طریقہ حافظ شیرازی کے کلام بلاغت
نظام کا ہو جسکے جناب حبیب اپنے کلام مین سالک ہین۔ اگر صوفیانہ رنگ مطلوب ہو تو اسی غزل
کے دوسرے شعر پر نظر فرمایے ؎

محشرستان تحسین کنج تنہائی ہوا		دیکھکر آئینۂ وحدت مین کثرت کا جمال

یہ شعر اپنے مرتبے مین بہت ہی پر مغز ہے۔ وحدۃ وجود کے مسئلہ کو عجیب عنوان سے نظم فرمایا ہے
اس شعر کے نکات کی تسہیل ادراک کے لیے مختصراً جس مسئلہ کا بیان ضروری ہے وہ یہ ہو کہ ان الموجود
مع کونہ عین الواجب وغیر قابل للتجزی والانقسام قد انبسط علی ھیاکل الموجودات و
ظھر فیھا فلا یخلو عنہ شی من الاشیاء بل ھو حقیقتھا وغیرھا وانما امتازت وتعددت
بتقییدات وتعینات اعتباریۃ ویمثل ذالک بالبحر وظھورہ فی صورۃ امواج کثیرۃ

مع انه لیس هناك الا حقیقة البحر فقط۔ اس شعر میں لفظ محشرستان نے عجیب لطف دیا ہی۔ اسلئے کہ حشر کے معنی جمع کے ہیں۔ مصباح المنیر فیومی میں ہے کہ حشرناهم حشرًا من باب قتل جمعناهم والمحشر موضع الحشر۔ اور تعینات ہی میں وجود حقیقی باعتبار مظاہر کے مجتمع ہے پہر کنج تنہائی سے کیا خوب اشارہ وحدة فی الکثرة کا فرمایا ہے۔ اگر واعظانہ طرز دیکہنا ہو تو اسی غزل کا یہ شعر کیا خوب ہو ؎

کچہہ بجز غفلت نہ ہاتہہ آیا متاع دہر سے
مآل معنیٔ صرف شغل بادہ پیمائی ہوا

وادی مناجات میں یہ شعر کسقدر عمدہ ہی ؎

سناؤں کیا میرے معبود سرگذشت اپنی
مآل یہ ہے کہ خوف معاد سے لیکے پہرا

کس اختصار کے ساتہہ دوسرے مصرعہ میں تمام سرگذشت معاصی بشری کو چند لفظوں میں ادا کر دیا ہے۔ اور (لیکے پہرا) ردیف نے یہاں کیا مزا دیا ہی۔ پہر مآل ومعاد میں کسقدر تناسب ہے ایک دقیق مسئلہ جبر و اختیار کو کس انداز متکلمانہ سے اس شعر میں ادا کر دیا ہی ؎

کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت مسبب کا وجود
جبکہ تہا افعال میں مضمر اثر تسخیر کا

اور حکما کے اس مقولہ کو کہ الا تیان مضطر فی صورت المختار اور حدیث لا جبر و لا تفویض بل امر بین امرین اور حدیث علوی قال لما سئل علی بما ذا عرفت ربك قال عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض الهمم لما هممت حیل بینی وبین همتی وعزمت فخالف القضاء والقدر عزمی فعلمت ان المدبر غیری۔ کس لطافت سے مصرع ثانی میں ادا فرمایا ہی چونکہ یہ مسئلہ سخت مشکل اور فہم عوام سے باہر ہے لہذا صرف اشارہ کافی سمجہا گیا۔ اس مسئلہ فلسفہ الہیہ کو کہ وجود عالم ذات واجب سے مثل وجود کلام من المتکلم یا وجود ضوء من الشمس ہی نہ کوجود الکتاب عن الکاتب اس شعر میں صرف کیا ہی ؎

روز ہے جلوہ نیا اوسکا ازل سے تا ابد ۔ جو نہیں محتاج اک لحظہ کسی تنویر کا

یعنی شمس الوجود جو غنی بالذات ہے اوسی کے جلوہ اور اوسکی ضو سے وجود عالم ازازل تا ابد ہے اور اگر وہ ایک آن افاضۂ نور وجود نکرے تو دفعۃً عالم معدوم ہو جائے کما قال اللہ ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ ف جدال اور مراء جو ذمایم اخلاق میں سے معدود ہے دیکھو احیاء العلوم امام غزالی کتاب آفات اللسان اس کے انجام بد کو اس شعر میں ظاہر کر دیا ہے ٥

باہم یہ بات باتیں کج بحثیاں ہیں مشتہر ۔ ہو جاتا ہے تفاق نتیجہ جدال کا

ف ملاحظہ فرمائے صنعت انسجام کے ساتھہ یہ شعر ضرب المثل ہونیکے قابل ہے ٥

وہ جفا کرکے وفا دار رہے مہر + اک نہ اک روز پشیمان ہوگا = یہ مطلع بھی شاید جدید مضمون اسی رنگ میں ہے ٥

ہمارے دل میں تیری زلف کا خیال آیا ۔ خراب ہو گیا اس آئینہ میں بال آیا

اسطور سے خیال زلف کو شاید کسی نے نہیں باندھا ہے ف ذوق عاشقانہ اور ذوق صوفیانہ کو اس شعر میں خوب جمع کیا ہے ٥

تم رہو دل میں پھریں ڈھونڈھتے ہم غیر نہیں ۔ بدگمان ہوگا نہ ہمسا کوئی غافل ہوگا

یہ زمین بہت پائمال ہے مگر نسیم دہلوی کا ایک شعر اسی زمین میں مجھے یاد ہے بہت خوب کہا ہے ٥

حشر میں نامۂ اعمال دکہائیں گے بہتر ۔ میرے ہاتھوں میں فقط آبلۂ دل ہوگا

حبیب صاحب نے جو غزل اس زمین میں لکھی ہے اوسکا ہر شعر انکی استادی کی دلیل ہے ٥

عاشق زلف ہیں لیلی ابدم حشر کے دن ۔ ہم جہاں ہونگے وہیں شور سلاسل ہوگا

محمل کے قافیہ کو صوفیانہ طرز میں خوب کہا ہے ٥

پھیرا یہ لطف و ستم ہے لگاوٹ یہ حجاب ۔ کہیں مجنون کہیں لیلی کہیں محمل ہوگا

اسی غزل کے مقطع مین کہ ؎ لطف ہو حشر کے دن حسن عقیدت کا حبیب | ساتھ ہر شخص کے اوسکا متوسل ہوگا

اس آیہ قرآنی کیطرف اشارہ ہو یوم ندعو کل اناس بامامھم الایتہ۔ یہ تمام غزل جناب حبیب کی اُستادی پر ایک قاطع دلیل ہو۔

ولہ

چرخ بے مہر کے ہاتھوں نے جو دل کیا کیا	خاک مین اسنے چھپائے مہ کامل کیا کیا
شب فرقت مین تیری اے گہر بحر وفا	بھر گئے دیدہ خونبار سے ساحل کیا کیا

ف مین ناظرین کو اس دیوان کے محاسن سے اسطرف بھی متوجہ کرتا ہون کہ فلسفہ تہذیب اخلاق مین کسی اردو شاعر نے غالباً اسقدر توجہ نہ کی ہوگی جسقدر جناب حبیب صاحب نے فرمائی ہو۔ یہانتک کہ حرف با مین تہذیب ہی کے لفظ پر غزل کے ہر شعر کا اختتام ہو ملاحظہ ہو

؎ مہر و الفت سے ہو مآل تہذیب	خاکساری سے ہے کمال تہذیب

پوری غزل نہایت لطیف ہو۔ اگر بنظر انصاف کوئی شخص اس دیوان کو دیکھیگا تو وہ اس فصل الخطاب مین ایک لمحہ کے لئے توقف نہ کریگا کہ تمام اردو دیوانون مین یہ دیوان مسائل۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ اخلاق پر اسقدر حاوی ہو جسکی نظیر نہین ملسکتی اسپر لطف یہ ہو کہ شاعری کے محاسن اور نکات کو بھی اسمین پورا صرف کیا ہو ف کسی شاعر کے اقتدار کلام کا موازنہ کرنیکے لئے یہ بھی دیکھا جاتا ہو کہ اوسکو مشکل اور ناہموار زمینون پر کیسی قدرت ہے۔ اس مقصد کیلئے جو غزل میرے سامنے ان چند اجزا مین سے وہ ایک جدید برہان جناب حبیب صاحب کی قوت اور قدرت نظم پر ہو۔ وھو ھذا ہر ایک عروج حکومت سے دوپہر کی دہوپ ہمیشہ ہوتی ہو دولت کی چھاؤن ڈھلتی دہوپ۔ اسمین یہ شعر نہایت عمدہ کہا ہو ؎

تم آسکے سامنے غرفہ مین بیٹھ جاؤ اگر	بنے ہمارے لئے چاندنی سے ٹھنڈی دہوپ

اس غزل مین نیچرل شاعری اور مشتاقی مین سے کے مذاق کا یہ کیا اچھا شعر ہے ؎

سنبھلنے وقت مین ایدل دم طلوع و غروب		سُماں دکھاتی ہے قدرت کا دیکھی دہوپ

مقطع بہی ہمشکل کہا ہی ؎ حبیب آگئی پیری سپید بال ہوئے ؛ اٹھو بلند ہوا آفتاب پہیلی دہوپ

دوسری غزل کی زمین مشکل ہی مگر خوب کہا ہے ؎

ہجر مین وصل کی دی دل نے خبر آپ ہی آپ		جسطرف غور کیا آئے نظر آپ ہی آپ

اسمین سیاست مدن پر چند اشعار قابل دید ہین۔ ؎

پہیل جاتی ہی کسی قوم مین تہذیب جہان		سیکھ لیتا ہے ہر ایک علم و ہنر آپ ہی آپ

اسمین لفظ ہنر سے اسطرف اشارہ ہی کہ صنعت و حرفت کے عروج سے علاوہ علوم کے ایک قوم دوسری قوم کو اپنا بندہ اور غلام بنا لیتی ہے جو وہ فن یا ایک سے ہی بے بہرہ ہون فافہم ولہ

ہو گئی مشترک اغراض مین جب خود غرضی	•	رو گئے لاکھہ بپا ہوتا ہے شر آپ ہی آپ

یہ شعر لب لباب اون اسباب کا ہی جن سے مسلمانون کی سلطنت تباہ و برباد ہو گئی۔ اور آج نصاری اونکے مالک الرقاب ہین یہ شعر اس غزل مین ؎

یہ بہی پاتا ہے شرف قطع منازل کرکے		ماہ نو ہو نہین سکتا ہی قمر آپ ہی آپ

اگرچہ یہ مضمون متنبی اپنے قصاید مین لکہہ چکا ہے مگر لفظ شرف سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہو گئی ہی قافیہ ردیف جیم فارسی مین (جہو شہر یج) کی زمین بہت ہی مشکل تہی مگر کسقدر اچہے اشعار اوسمین نکالی ہین۔ یہ شعر اخلاقی طریقہ مین کیا خوب ہی ؎

کیون نہ بہاگون صحبت اہل دول سے دور دور		ہونگے خوش یہ عجب کرون باتین بنا کے پیچ پیچ

تغزل مین یہ شعر ایسی مشکل زمین مین کسقدر نادر ہی ؎

سو رہی باتون مین رات جیسے ہوگیا برہم مزاج		کان مین کچھہ کہہ گئی زلف معنبر [illegible]

اس شعر مین ؎	سر پہ حضرت انسان نے اوٹھایا وہ بار	؛	کوئی مخلوق نہ جسکا متحمل ٹھیرا	

گو مضمون حافظ شیراز کا ہی ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید ✤ قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند -

اس شعر عالی کے حسن کو کوئی بشر کیا لکھ سکتا ہی اور اوسکے تقابل کی ہوس کون کر سکتا ہی اصل آیۃ جسکا مضمون حافظ شیراز نے نظم فرمایا ہی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض فابین ان یحملنہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا مگر جناب حبیب نے جب دیکھا کہ حافظ شیراز نے گویا بخلاف آیہ قرآنی کے صرف آسمان ہی سے نفی بار امانت کی ہی حالانکہ آیہ قرآنی میں آسمان وزمین دونوں سے یہ نفی مذکور ہی تو اونہوں نے یہ تصرف شعری کیا کہ لفظ مخلوق جو دونوں کو عام ہے - اس مقام پر استعمال فرمایا اور اسطرح حملہا الانسان کی وسعت تخیل کو بڑہا دیا ہی جو خاصہ شعر ہی

اس شعر میں کہ ؎ زندگی میں ہوا اوس شوخ کا ملنا دشوار ✤ روح کو جامہ تن پردہ حایل ٹہیرا

اگرچہ اس مضمون کو جناب حافظ شیراز نے خوب فرمایا ہے کہ ؎

حجاب چہرہ جان میشود غبار تنم ✤ خوشا دمی کہ ازین چہرہ پردہ برفگنم

مگر لفظ شوخ نے تغزل کا مزا اصل مضمون عرفانی میں زیادہ کر دیا ہے - یہ شعر ضرب المثل ہو سکنے کے قابل ہی ؎ ہزار ایسے بناوٹ مگر نہیں ملتی ✤ کیا تہا کہ دلوں میں جہان ملال آیا

اس شعر میں مضمون مقولہ حکیمانہ جناب امیر مضمر ہی جو نہج البلاغۃ کے کلمات قصار میں سے کہ ما اضمر احد شیئا الا و قد ظہر فی صفحات وجہہ و فلتات لسانہ - مسئلہ رویت ذات احدیت کو انداز تغزل سے کسقدر خوب لکھا ہی ؎ لاکہوں ہوں ڈہونڈتا نظر آیا نہ کہیں ✤ کیا ٹہکانا ہی ہرجائی کا -

یہ اشارہ دلیل ثالث نفی رویت کیجانب ہی - اسلئے کہ تلاش انسانی اوس شے سے متعلق ہوتی ہی جو کسی جہت میں ہو اور جب جہت ذات واجب سے مسلوب ہو تو پھر رویت اوس کی ممکن نہیں ہی اور دوسرے مصرع میں تمام وجوہ واجب ممکنہ کو دلائل وجود باری تعالی قرار دیا ہی - لہذا وہ اس اعتبار سے گویا ہر جگہ ہو - لیکن کے معنی نہ ذاتی مکان میں ہو سکتے ہیں - [illegible]

حقیقتاً فلا وجوب فیہ لانہ فرع زیادة الوجود علی الماهیة ف یہ شعر دیکھئے لطف زبان سے ساتھ تشبیہ معنا میں بھی کیا حسن پیدا کیا ہے ؎

بادہ نوشا تو صدا آتی شکست دل کی
یہ گیا بادہ گلگوں مرے آنسو کی طرح

دوسرا شعر بہت قابل قدر ہے کہ شیرینی زبان میں علاوہ تشبیہات صادقہ کو ملا کر ایسا قند مکرر بنایا ہے جس سے اخلاقی مضمون کا مزہ دوبالا ہو گیا ہے ؎

اپنی دو دستی ہی دستش نذر کر جھپکے جو اک بار
تو ہم آنکھوں میں بٹھائیں اوسے ابرو کی طرح

ف رعایت ادب کو یا ایک بڑا واجب علمی شاعری کا ہے جسمین متنبی سا شاعر غرا بد نام ہے کہ تمام حقیقت میں تمام ادب شاہ ہمسوال بھی اوسکے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے مگر حبیب نے اس شعر میں قابل دید مراعات ادب فرمائی ہے ؎

حبیب ہیں ہند کا مہرب کہاں نبی شاہ انام کے
نہیں پہونچتے امام تیرے ہی بندہ بوتراب کیسا

یہ مقام مقتضی اس گلہ کا تھا کہ جب امام نے وقت مصیبت میں حبیب کی دستگیری نہیں کی تو وہ امام کیسے مگر نقص نیاز و تقرب اپنا بیان کرکے بتایا ہے کہ خود بندہ بوتراب میں ہنوز استعداد ہی ایسی نہیں آئی کہ امام اوسپر اپنی فیوض و توجہ کو مبذول فرمائیں دیکھیے غالب سے یہ نکتہ رہ گیا ہے ؎

زندگی اپنی جو اس طرح سے گذری غالب
ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

ف اس شعر میں حدوث اجسام عالم کی ایک دلیل کیطرف اشارہ فرمایا ہے ؎

سارے حادث متغیر ہیں فقط تو ہے قدیم
تیری ہستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث

اس شعر میں مصرع اول کے یہ معنی ہیں کہ کل عالم اجسام متغیر ہے اسلئے کہ وہ اعراض متغیرہ سے کسیطرح خالی نہیں ہو سکتے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے لہذا تمام عالم اجسام حادث ٹھہرا چونکہ پہلے مصرع میں مذہب متکلمین حدوث عالم میں اختیار کیا تھا لہذا دوسرے مصرع میں ذات واجب

کو. فاعل مختار بنا بر مذہب اہل کلام کہنا ضروری ہوا۔ اسلئے یہ فرمایا کہ تو اپنے اختیار کی جناب سے جب
چاہے جس حادث کو حیز عدم سے وجود مین لائے اور جب چاہے اوسپر عدم لاحق طاری کرے

ف اگرمین انحصار ان اشعار **دیوان جناب حبیب** کا کرون جن مین انہون نے مسائل
دقیقہ فلسفۂ الٰہیہ اور قواعد شریفۂ فن اخلاق و دیگر فوائد علمیہ کو صرف کیا ہو تو یہ تقریظ ایک مجموعہ منتخب
اشعار دیوان اور اوسکی شرح کی صورت پیدا کرے لہذا اب مین اسی مقصود کو ناظرین اولی الابصار کی حوالے کرتا
ہون جنکی خدمت مین یہ دیوان پہونچیگا۔ اور ایک دوسرے ضروری مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہون حالانکہ
اسقدر گذارش کر دینا اوبھی ضروری ہے کہ مین نے اپنے اس بیان مین اس دیوان کے محاسن فن بدیع کو صرف
اسلئے فروگذاشت کیا ہے کہ اوسکی فراوانی سے گویا ہر ورق اس دیوان کا بوستان بدیع ہو گیا ہے۔ دوسرے مسئلہ اہم کی
تحریر مین مجھے دو مشکلین درپیش ہین۔ ایک تو یہ کہ کتابخانہ میرا وطن مین ہے اور دیوان دواوین
شعرائے اردو بھی میرے پاس نہین ہین البتہ چند دیوان چند شعرا کے وقت تحریر ملگئے ہین جسپر
خامہ فرسائی کی مجال ہوئی مگر انپر سوا سرسری جابجا نگاہ کرنے کے بالاستیعاب دیکھنے کی بھی
فرصت نہین ہے دوسرے اس مسئلہ کی تقریر مین ایک گروہ کثیر کی ناخوشی خریدنا ضرور ہے لیکن
اگرمین اسکو قطعاً متروک کرون تو گویا اس تقریظ کا جزو اخیر علت تامہ مفقود ہوا جاتا ہے لہذا الحقُ
مرٌّ کہکر ناظرین با انصاف سے خطاب کی جرأت کرتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ اذا سمعت
عنی کلام عشیرتی الخ وہ مسئلہ اہم یہ ہے کہ مصنف دیوان کا مرتبہ شاعری مین بیان کیا جاوے
لہذا میرے خیال مین محل بحث یہ کلام ہے کہ جناب حبیب اپنے معاصرین مین کیا مرتبہ رکھتے ہین
جہان تک میری رائے اس مسئلہ مین ہے وہ یہ ہے کہ **جناب حبیب** اپنے اکثر معاصرین مین پر فایق
ہین۔ مگر یہ تقابل ان شعرائے معاصرین سے نہین ہے جو شاعر بالطبع ہین اور وہ انکو علوم ادبیہ
سے اسقدر بے خبری ہے کہ اکثر اغلاط لفظیہ و اصطلاحیہ سے بھی انکا کلام پاک نہین ہے اور بحث

واتفاق کے زور بازو نے اونکو ایک عظیم جاہ و ثروت و قبول کے رتبہ پر پہونچا دیا ہے بلکہ اس تقابل کے موجود شعرا مین جنہون نے کم سے کم صرف و نحو عربی و عروض و ادب کو مقدمات کی حد تک حاصل کیا ہوا اور پہر شاعری کے دائرہ مین قدم رکہا ہو قلیل ماھم اولا مین اونکے کلام کا تقابل عماد الشعرا امیر احمد مینائی مرحوم سے کرتا ہون جو ملک الشعرا اسیر لکہنوی کے نامی شاگرد تہے یہ شعر جناب امیر مینائی کا ہے ؎

روشن دلون کا عیب بہی تشبیہ ہے ہنر	کیونکر نہ بڑہ کے بدر ہو ناخن ہلال کا

اس شعر مین بڑہ کے بدر ہونا ایک زاید کلام ہے۔ اسلئے کہ روشندلون کے عیب کی ہنر سے تشبیہ کے لئے ہلال اور ناخن ہلال کافی تہا اسوجہ سے کہ ہلال گو ناقص ہو مگر پہر بہی محبوب ہے اور یہ گویا اوسکا ہنر ہے حشو مستحسن کی ایک عمدہ مثال کلام ابوطیب متنبی سے گذارش کیجاتی ہو قال یا ابن حارث بن لقمان لا تعدمکم فی الوغی متون العتاق ابوالفتح بن جنی شارح دیوان متنبی نے فرمایا ہو کہ یہان اگر فی الوغی کا لفظ نہ لاتا تو ممدوح ایک چابک سوار ہوتا جسکا پیشہ یہ ہے کہ ہمیشہ گہوڑے پر سوار ہے لیکن شان ملوک یہ ہو کہ اکثر ہوقات وہ اپنی تدابیر ملکی مین اپنے مقام پر صرف کرین اور بوقت ضرورت و جنگ گہوڑہ پر سوار ہون یہ حشو ایک نصیحت اون والیان ملک کو ہو جو اپنے کمالات کا انحصار چابک سواری نشانہ بازی مین سمجہین پس عربی شاعر کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ اوسکا حشو تک ایک مسئلہ سیاست ملکی پر مشتمل ہوتا ہے حبیب صاحب نے بہی نعلرتی پیرایہ مین کسقدر کلام تمام فرمایا ہے ؎

کوشش سے دور ہو نہین سکتا ہو جرم ذات	دہبہ نشانہ چرخ پہ تیغ ہلال کا

اگرچہ بظاہر یہ اعتراض اسپر وارد ہوتا ہے کہ دہبہ جرم قمر مین بحالت بدر یہ نمایان ہوتا ہو نہ ہلال مین مگر قمر مین فی الواقع کلف و سیاہی مین نہین ہو بلکہ اوسکی بعض اطراف بہی اس سے خالی نہین

ہین کما تحقق من آلات الرصدیۃ۔ دوسری ترقی تو دیکھیے کہ اجسام سفلیہ اور علویہ سے بھی ظاہر ہوا عرض زوال و تغیر مین ہین بیدواتی اور بد اصلی کا دہبہ کیا مٹے گا جب اجرام سماویہ سے دہبہ نہ مٹ سکا مگر امیر مرحوم نے اسی طرح مین یہ شعر استقدر بے مثال کہا ہے کہ انصافاً اونکی استادی پر ایک برہان ساطع ہے

اسیر جو تھی رحیم نہ سایہ تھا اسکی	پا	ول لپٹ جاتی زیر قدم پائمال کا

دوسری اسطرح غزل امیر کا مطلع ہے

غیر تو زندہ ہے پہر غم ہے میری جان کسکا		سوگ رکھو ہوئے ہے زلف پریشان کسکا

جناب حبیب کنتوری کا یہ مطلع ہے

غم کرے جزم سے جمعیت دوران کسکا		خاک ہو کر بھی ہر ذرہ پریشان کسکا

ظاہر ہی کہ یہ مطلع جناب حبیب کا جناب مینائی کے مطلع سے بڑا ہوا ہے خصوصیت کے ساتھ جس چیز مین جناب حبیب کے دیوان کو جناب مینائی بلکہ اکثر شعراوین طبقہ اول و طبقہ ثانی شعرائے لکھنؤ و دہلی و دیگر معاصرین پر تفضیل ہو وہ کثرت اشتمال عواطف علیہ و اصول اخلاقیہ و لوازم ارتقاء ملت و قومیہ ہو وقت تھا ذیاً جناب غالب کا دیوان بھی وقت تحریر سامنے ہو سلطان الشعرا جناب غالب کی کمال شاعری فارسی مین تشکیک کرنا شریعت ادراک مین حرام مطلق ہے اور حقیقتاً وہ اپنے زمانہ مین فخر ہندوستان و نادر زمان تھے۔ مگر اونکی اردو اشعار کہین تو غلبۂ فارسیت سے زبان کا مزہ کہو دیتی ہو اور کہین تعقید و اغلاق کے عنقا صیاد لیے رکھے ہین کہ مقصود شاعر واضح ہونا مشکل ہو گیا ہے مگر جہان کہین یہ ارادہ کرلیا ہو کہ اپنے کمال کا جلوہ دکھادین۔ اون اشعار مین الفاظ یہ ہو کہ قلم توڑ دیے ہین۔ پورے دیوان پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ اردو شاعری کو شاید وہ اپنا کمال ہی نہ سمجھتے تھے اسوجہ سے بالاتفاق وہ حکم ترمیمی کے بہت آثار اردو کے اشعار مین۔ نظر آتے ہین ہم اس بیان سے قول کے

اوسکے چند اشعار نقل کرتے ہین۔ جناب غالب کا سر دیوان مطلع ؎

نقش فریادی ہی کسکی شوخیٔ تحریر کا | کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

اس مطلع کے معنی مین لوگ کسقدر غلطان و پریشان ہین اسکی تحریر کی ضرورت نہین ہی جناب حبیب کنتوری فرماتے ہین ؎

آہن آئینہ ہے اوسکے عشق کی تاثیر کا | نقش پا ہو ہر اک حلقہ میری زنجیر کا

زنجیر کے قافیہ مین جناب غالب کا یہ شعر ہے ؎

بسکہ ہون غالب اسیری مین بھی آتش زیر پا | موئے آتش دیدہ ہی حلقہ میری زنجیر کا

یہ پوری غزل دیوان غالب کی اگر دیوان ہٰذا کی غزل ہمطرح سے مقابل کیجائے تو اس دیوان کی غزل ضرور اوسپر فایق ہو۔ دیوان غالب کی غزل ؎

ستایش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضوان کا | وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودون کے طاق نسیان کا

اگر اس دیوان کی اس غزل سے مقابل کیجائے ؎

بڑا رتبہ یہان تک خود فراموشی مین عرفان کا | کہ محراب حرم ہے عکس میرے طاق نسیان کا

دیکھیے یہ مطلع کیا عظمت و شان رکھتا ہے اور غالب کے رندانہ رنگ کے خلاف صوفیانہ مذاق سے مرتبہ فنافی اللہ کو کس حالت سے بیان کیا ہی کوئی عاقل اس مطلع کے تفوق مین صحیح دیوان غالب پر شاید شک نہین کرسکتا اگر پوری اس غزل کا غزل دیوان غالب سے تقابل کیاجائے تو اس غزل حبیب کے سبقت لیجانے مین کوئی شبہہ نہین ہوسکتا۔ خصوصًا فذا دربان کے قافیہ مین دونون کے کلام کو ملاحظہ فرماسے غالب۔

اوگا ہی گھر مین ہر سو سبزہ ویرانی تماشا کر | مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے دربان کا

حبیب پہلا مصرعہ برگشتہ قسمت یاس کے دست + ہوا وہ ہو کہا جب دان اونہی ملیے یہ دربان کا

دیوان غالب کی غزل جسکا یہ مطلع ہی ؎

حسن غمزہ کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد	بارے آرام سے ہین اہل جفا میرے بعد

حبیب کی یہ غزل اسی طرح ہین ؎ کیا دکھا ئینگی حسین نازو ادا میرے بعد ؛ نہ ہو گا کوئی سر مشق جفا میرے بعد

پوری غزل کے تقابل سے صاف ظاہر ہے کہ جو تغزل شیرینی زبان و صفائی بندش کلام حبیب مین ہی۔ غزل غالب اس سے بہت علحدہ ہی۔ اسکے علاوہ واعظانہ اور ضرب الامثال کے طور پر حسین دیوان حبیب اغلب شعرائے اردو کے کلام سے ممتاز ہے یہ دو شعر اس غزل مین کیا خوب لکھے ہین ؎

دوستو یاد رہی شرط محبت ہی یہی	حق سے کرنا میری بخشش کی دعا میرے بعد
بخشدی طاعت واجب ہی قضائی ہیجر	کیا کریگا کوئی یہ دین ادا میرے بعد

میرے بعد کو کیا خوب ثابت کیا ہی۔ اسی زمین مین ایک مشہور غزل زبان زد خاص و عام ہو ؎

آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد	نہ رہی دشت مین خالی میری جا میرے بعد

میرانیس نے بھی ایک سلام اس زمین مین کہا ہی جسکا ایک شعر مجھے یاد ہے ؎

یاد جسوقت کرینگے یہ کلام رنگین	کف افسوس ملین گے شعرا میرے بعد

ثالثاً نظر فقیر مین ابتدا جس نظم نے جناب حبیب کی شاعری کو وقیع بنایا وہ قصیدہ سالگرہ مبارک حضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ ہی۔ جسکی زمین ہی سالگرہ مقالگرہ یہ قصیدہ میرے خیال مین یہ درجہ رکھتا ہی کہ اگر کوئی شخص عمر بھر ایک شعر نہ کہے اور صرف ایک قصیدہ ایسا لکھے تو اوسکی اوستادی کے لئے بس ایک قصیدہ ہی کافی ہے اور پھر کسی غزل اور مثنوی اور دوسرے قصیدہ کی ضرورت نہین ہی اگر ذوق دہلوی جو قصیدہ گوئی مین طبقہ وسطی کے شعرا مین فرد شمار کیے جاتے تھے زندہ ہوتے تو وہ بسبیل اضطرار اس قصیدہ کے داد دیتے اور پھڑک جاتے۔ اور اس شاعری کے ایسے معترف ہوتے کہ بے اختیار کم ترک الاول للآخر پکار اوٹھتے۔ دقت معانی اور شوکت الفاظی اور متانت ترکیب

اور رشاقت تشبیہات و استعارات کو عجب بلکہ معجز انداز سے یکجا فرمایا ہی رابعًا اس دیوان
میں یہ عیب ہے کہ عوام پسند نہین ہی۔ اسلئے کہ اوسکی زبان فاضلانہ ہے اور سبب اس کا یہ ہی کہ
تمام مہذب السنہ دنیا میں ۳ طبقے ہین (۱) زبان افاضل و علما (۲) زبان متوسطین (۳) عوام
کالانعام۔ بازاری لوگون کی زبان معیار اعتبار قسم اول سے ہے یہ زبان دو طرح حاصل ہوتی ہی یا
خود تحصیل علوم و صحبت و خدمت علما سے یا یہ کہ خاندان اعلام روزگار و اہل کمال مین اوسنے
پرورش پائی ہو اور عقل ہیولانی کے بعد ہی سے اوسنے ادراک محسوسات مین وہ الفاظ و
محاورات سنے ہون جو زبان علما پر جاری ہون اور انہین کے امثال الفاظ و محاورات
سے اوسکی زبان آشنا ہو جائے شیخ الرئیس نے فاتحہ باری میناس الشفا مین ارشاد
فرمایا ہے کہ جب بمقتضائے ضرورت مدنیۃ انسان کی زبان پر جریان الفاظ ہوا تو اگر
معاشرت اوسکی اہل علم سے ہے تو اوسی قسم کے الفاظ اوسنے سنے اور اوس کی قوت حافظہ
نے یاد کئے اور وہی اوسکی زبان پر آئے یہ مثل مشہور ہے العلم فی الصغر کالنقش
علی الحجر پھر اسنے اگر مقدمات علمیہ تحصیل کر لئے ہین تو یہ کیفیت اور ملکہ روز بروز راسخ القدم
ہوتا گیا۔ یہانتک کہ اگر اوس سے یہ کہا جائے کہ وہ طبقہ اوسط اور ادنیٰ کی زبان کو اپنی تحریر
و تقریر مین صرف کرے تو وہ اوسپر بالارادہ بھی قادر نہ ہوگا اور اگر ہوگا تو بڑی مشکل سے جناب
حبیب کنتوری ایسے خاندان کے افراد سے ہین جو ہندوستان مین علم و فضل کے
لئے مثل آفتاب کے مشہور ہے اور اس خاندان کے تصنیفات جلیلہ کے آوازہ سے زمین و
زمان مملو ہی لہذا اونکی زبان شعری قسم اول کی ہے جسکو مذاق عامیانہ سے گویا مباینت ہے
اور چونکہ لذت نام ملایم من حیث ہو ملایم کا ہے لہذا عوام کو اس سے کچھ التذاذ حاصل ہونا
گویا محال ہے اور اسیوجہ سے وہ پسند نہ کرینگے۔ بلکہ اگر جناب حبیب ارادہ کرین کہ اپنی زبان

شہری مین زبان قسم ثالث کا رنگ بھرین تو وہ اوسپر قادر بھی نہین ہین عوام الناس کو تو وہی اشعار زیادہ مرغوب ہوتے ہین جو اونکی زبان مین ہون اور اختلاف لسان موجب وحشت ہے۔ اعلی مرتبہ زبان عامیانہ کا وہی جو شاہدان بازاری کا روزمرہ ہے۔ اس زبان کو بموجب قاعدہ مذکورہ وہ شخص بڑی لطافت سے نظم کرسکتا ہی جسنے خود اونکی مہد مین پرورش پائی ہو۔ یا اسکی صحبت اور معاشرت مین ایک زمانہ دراز بسر کیا ہو۔ ایسے شخص کی نظم مثل برق کے اس نحس فروش طائفہ مین ہو چکار ونکے دل اور زبان پر قابو کریگی اور محافل رقص و سرود کی شمع انجمن بنجائے گی لہذا اگر اس دیوان کی غزلین عوام مین بخوبی شہرت حاصل نہ کرین تو کچھ محل استغراب و استعجاب نہین ہے۔ خامساً اس دیوان کا مطبوع ہو جانا اردو زبان کے لئے وہ نعمت غیر مترقب ہو جسکا عدیل و مثیل ملنا اسکو باعتبار استقبال شاید محال ہے۔ اسلئے کہ اب اردو شاعری کی دیوار شکستہ پر صرف چند ہی نقش و نگار باقی رہگئے ہین اور وہ ان چند شعرا کے دم قدم سے ثابت ہین جو اساتذہ سلف کے یادگار ہین وہ لوگ بھی اپنے زمانہ شباب کی منزل طے کر چکے ہین انکے بعد اردو شاعری ملک عدم کو کوچ کر جائیگی اور حسرت و یاس اسپر تا قیامت ماتم کریگی۔ ھذا ما رمت بہ القلم ورخص بہ الرقم ورکض بہ القدم علی جناح الاستعجال والبال فی بلبال وعمس الاحزان موقدة النیران علے نکبات الزمان ولنعم ما افصح الشعراء ابو طیب المتنبی بیت ان الزمان بنوہ فی شبیبتہ ❊ فسرھم واتیناہ علی الھرم ❊ وقد وقع ھو بہت سنہ ❊ فی ضوء من سا الت

تمت فی صبح خامس شہر رمضان المبارک فی شہور سنة ۱۲۹۳ من الہجرة

[illegible] العرفان حررہ [illegible] السید مرتضی [illegible] الغازی غفر

کان اللہ [illegible] ماله

قصیده

در مدح بادشاہ اسلام پناہ رستم دوران افلاطون زمان سپاہ سالار یار وفادار مظفر الممالک فتح جنگ حضور پر نور میر محبوب علیخان بہادر نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ شاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و ادام اللہ علی العلمین برہ و احسانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

پسند طبع ہے اسے شاید خیال گرہ
کر اپنی زلف معقد گرہ پہ ڈال گرہ

ہیں ڈہیر تازہ مضامین کے تو لوئی شہوار
پرو لے انکو و کہا دے کے بال بال گرہ

وہ ہاتی تیغ ادا کی پہرے کمان ابرو
کرے جو توڑ کے توسین کو ہلال گرہ

پکارے حرۂ کاکل کو دیکہہ کر عالم
لگی ہے مصرع قامت پہ بے مثال گرہ

نہ بہول تجہسے کہون جو لگائے انجمن مین
مثال میم[۱] معقد سپہری جبال گرہ

حضور شاہ مین جاتا ہے بہر عرض نیاز
عجیب نہین جو دہن مین ہے بنے مقال گرہ

ہمیشہ مدح مین قاصر ہے گر یہ ذکر چہڑا
لگائے گا سر زانو مین انفعال گرہ

جواب مین یہی کہنا کہ مین یہی کہتا ہون
تناے شاہ بتقریب جشن سال گرہ

کلاوہ بنتا ہے جب رشتۂ حیات جہان
بقا کے قاف کی صورت مجسد قال گرہ

[۱] میم معقد خط الثلث نسخ مین لکہی جاتی ہے اوسکی شکل یہ ہے (م)

امین باغ[1] کے جلسے ہین صحبتین گل کی
وہی گذشتہ[2] و پیوستہ[3] جشن سال گرہ

ردیف ایک ہی پڑہ کر سناو پچھلی غزل[4]
سخن کے رشتہ مین دی پھر اتصال گرہ

غزل

لگائین یوہین گرہ پر ہزار سالگرہ
سعید ہو میرے پروردگار یہ سالگرہ

لٹائے آج نہ کیون چرخ گوہر انجم
ہے شاہ وقت کی نذر نثار سال گرہ

عدو کے بدلے ہر اک تار ہے کلاوے کا
بنے گی صفر کرو گر شمار سال گرہ

خوشی سلامتی شہ کی تھی دلوںمین نہان
جہان مین کرتی ہے پھر آشکار سال گرہ

مثال خضر ہو یارب مرے حضور کی عمر
کرین خوشی سے یوہین بار بار سالگرہ

خطاب جنگی و دولائی پائین گے امرا
بڑہانے آئی ہے جاہ و وقار سال گرہ

شگفتہ ہوتے ہین غنچے ریاض دولت کے
ہمیشہ آتی ہے بنکر بہار سال گرہ

مے طرب سے ہین مسرور سب خواص و عوام
ہے شغل سعید ہوا ہے شہریار سال گرہ

رہین حضور سلامت دعا یہ مانگ حبیب
کرے کشایش ابواب کار سالگرہ

---

[1] امین باغ ایک محلہ کا نام ہے اندرون بلدہ حیدرآباد متصل دلی دروازہ ۱۲

[2] گذشتہ مراد ہے سال گرہ گذشتہ سے جو ۱۳۱۵ ہجری میں ہوئی تھی

[3] پیوستہ یعنی سال گرہ پیوستہ ۱۳۱۶ ہجری۔

[4] پچھلی غزل سے مراد وہی غزل ہے جو ۱۳۱۵ ہجری کے جلسہ سالگرہ مبارک مین بمقام امین باغ پڑہی گئی تھی ۔۱۲

ابھی سنے ہے یاد وہ ترجیع بند[1] بھی سب کو
لطیف و چست تھی ہر ایک جس جال گرہ

ہزار عقدۂ مضمون ہون اس طرح مین جلی
نہ بن سکے کوئی اسے ناخن کمال گرہ

ثنا کے لکھنے سے مضمون یہ ہے ہالیو جشن
رہے نہ جو[2] قلم مین تراش ڈال گرہ

ہو سر خنچے لب معشوق خندہ رو شنجرف
ہر ایک نقطہ کو تا سمجھین لوگ لال گرہ

سواد چشم سے بنے کیا عارض حسینان پہ
یہ کہہ سے نافہ کے مانند کھولے خال گرہ

کہ ہو یہ آصف سادس کی مدح جسکی آج
خدا کے فضل سے تینتیسوین[33] ہو سال گرہ

وہ پادشاہ دکن جسکا ناخن تدبیر
عمل کے رشتے سے کھولے ہر اک محال گرہ

یقین ہے صورت روباہ کانپے شیر فلک
بھوون مین اوسکی جو دیکھے وہ دم جلال گرہ

بہم ہو غیظ مین ابرو سے گر جبین کی شکن
بچھائے روئے زمین پر قضا کا جال گرہ

پڑے جو تیغ کے آئینہ مین بھوون کا عکس
بنائے وقت دغا جوہرون کا حال گرہ

گرائے ہاتھ سے شمشیر ایک ادھر مین
عدو نے ہنسکے آنال کی کھولے ڈال گرہ

کھلے نہ رستم دستان سے گاوزوری مین
جو دے وہ بند کمر مین دم جدال گرہ

عقیل وہ کہ کسی طرح سے طبیعت مین
ملال کی نہ پڑے وقت اشتعال گرہ

ہزار شعر سناتا اسی زمین مین مگر
یہ خوف ہے کہ نہو وجہ قیل و قال گرہ

حبیب وزد سعتا مین کہین نہ گھات مین تنگ
سمجھ کے رکھ قدم اس راہ مین سنبھال گرہ

دعا پہ اپنے قصیدہ کو ختم کرتا ہے
لگی رہے گی دہن مین دم سوال گرہ

[1] اشارہ ہے ترجیع بند الموسوم بہ مدح محبوب کیطرف جو ۱۳۱۱ ہجری کے جشن سالگرہ مبارک مین بمقام امین باغ پڑھا گیا اور بتائید عالیجناب مہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی طبع و شائع ہوا۔

[2] قلم کا وہ حرف جس مین بالا کاتب واپس انقطہ کے درمیان نقش سمجھا گیا ہو ۱۲ حسرت

یہ اوس کریم کا در ہے جہان عطائی گران — دو ہاتھ کے باندھو تو انگشت کہوے نال گرہ

لگادے سلسلۂ عمر و دولت شہ مین — تو عمر خضر سے وادار سے ہال گرہ

مدام اسکے رہین دستگیر عقدہ کشا — شگفتہ غنچۂ صنعت ہو ہر اک محال گرہ

ہو مثل تار شعاعی ہر اک نفس پرنور — لگے عروج کی طالع مین سب بے زوال گرہ

بالخیر تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن حبیب صورت گر ذوق خود آرائی ہوا
ہر بت بیباک گرم لات یکتائی ہوا

دیکھکر آئینہ وحدت میں کثرت کا کمال
محو عرستان تعین کنج تنہائی ہوا

کچھ بجز غفلت نہ ہاتھ آیا متاع دہر سے
مال دنیا صرف شغل بادہ پیمائی ہوا

وادی تحقیق میں چلکر پڑی دلکی خلش
کاروان سالار ذوق آبلہ پائی ہوا

اے جہان سعیدا کی صورت آشنا کوئی نہیں
سب کو اپنا کر لیا کس کا وہ ہرجائی ہوا

عشق نے سارے زمانہ کو بنایا بدگمان
خود بخود میں آپ اپنا وجہ رسوائی ہوا

دست قدرت نے دکہائیں ایسی شکلیں کھینچکر
کوئی از خود رفتہ اور کوئی تماشائی ہوا

رہنما اوسکا ہے تو جو عاشق حیران غیب
جوش وحشت میں غریب دشت صحرائی ہوا

کیا الم غربت میں گر پھر کوئی ہمدم نہیں
تجھ سا مونس جب رفیق کنج تنہائی ہوا

پردہ غفلت اوٹھا جاتا رہا ضعف بصر
مرتبہ تحقیق وجہ خود بینائی ہوا

جیسے ہی حاصل ہوئی دنیا کو جھگڑوں سے نجات
سب سے اقرار بلیٰ [illegible] ہوا

ہوگئی قطرہ میں پیدا آرزوے قرب بحر
سب کے [illegible] کا تحرک شوق یکتائی ہوا

کون ہو سکتا تھا دنیا میں کہیں کا ہوشناس
[illegible] ساقی ہوا

شاد ہیں ہر حال میں سرمست صہبائے الست
انکو کیا غم [illegible] لت [illegible] مینائی ہوا

اے مسبب دور کر دے رنج و حرمان حبیب
وہ بھی کوئی شے ہے جسکا یہ تمنائی ہوا

ملول دل کو تیرے دست شاد لیکے پھرا
ہزار ہاتھ سے نقد مراد لیکے پھرا

کسے ہے راہ طلب میں قرار اے رفتار
میرے غبار کو ہی گرد باد لیکے پھرا

تجھے تو حق نے لیے عدل و داد بھیجا تھا
غضب کیا کہ حقوق عباد لیکے پھرا

ہمارے نالۂ شبگیر کا اثر دیکھا
پہ ستنیخت گیا اور داد لیکے پھرا

ہوئی نہ وادی پرخار عشق میں وحشت
خیال یار مجھے شاد شاد لیکے پھرا

دلایا اشک ندامت نے جوش رحمت کو
وزیر مراد مرا خانہ زاد لیکے پھرا

کہونگا مجھ سے جو پوچھے گا یار کیا لایا
غریب دار فنا تیری یاد لیکے پھرا

نہ قدر نقد قناعت کی ہو سکے فرس
جہان میں نفس دنی کا فساد لیکے پھرا

مجھے نہ کچھ نظر آیا سوائے جلوۂ یار
جدھر جدھر دل روشن سواد لیکے پھرا

سناؤں کیا میرے معبود سرگذشت اپنی
مآل یہ ہے کہ خوف معاد لیکے پھرا

سحر ہوئی شب غم تو الفت حسنین
فلک سے روشنی بامداد لیکے پھرا

ہر اک طریق میں تھا خضر منزل مقصد
حبیب شوق ترا مجھکو شاد لیکے پھرا

آہن آئینہ ہے اوسکے عشق کی تاثیر کا
نقش پا ہو ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

دیکھئے حالت اگر دلبستہ فتراک کی
خود اثر پیدا کرے ہر مرغ دل نخچیر کا

اپنے دیوانہ پہ شفقت آہی جاتی ہے عزیز
مشورہ کرتے ہیں وقت آتا ہے جب تدبیر کا

روز جلوہ ہے نیا اوسکا ازل سے تا ابد
جو نہیں ہے ثانی اک لحظہ کسی تنویر کا

کیوں نہ کرتا ہر سبب ثابت سبب کا وجود
جبکہ تھا افعال میں مضمر اثر تسخیر کا

ہو گئی تقدیر سے وقت اجابت متفق
ذات واجب سے ملا تھا سلسلہ تدبیر کا

ہو سکے مخلوق سے کس طرح خالق کی ثنا
ہیچ صانع میں کھلا کب منہ کلی تصویر کا

ہے خیال نیک سے حسن عمل کی یون دلیل
جیسے ہوتا ہے تعلق خواب سے تعبیر کا

دل سے ہے تیری رضا پر ہر گھڑی شاکر حبیب
پیش آئیگا وہی جو ہے لکھا تقدیر کا

ولہ

سیکھے اوٹھا کے فائدہ اصلاح حال کا
چہرہ سے کھیا عرق انفعال کا

دولت حریص کو ہوئی سامان ملال کا
قرص درم ہے آبلہ دست سوال کا

اچھا ہوا بٹھا دیا رحمت کے جوش نے
اوٹھنے کو تھا غبار کسی پائمال کا

بنجاتی ہے سہی کی طرح دم میں دلفریب
مضمون کی روح پاتے ہی قالب مثال کا

اغیار کو نہ دو خلش باہمی میں دخل
دانتوں میں فصل کرتا ہے تنکا خلال کا

خونکی شفق سے تیرہ درونکو بہار باغ
لاتا ہے تیغ تیز کا پھل پھول لال کا

ادنی کو منہ لگانے میں کچھ فائدہ نہیں
بڑھنے سے حسن گھٹتا ہے عارض کے خال کا

کوشش سے دور ہو نہیں سکتا ہے جو نوشت
دیکھو مثال چرخ پہ تیغ ہلال کا !

پیری میں ہے خضاب کی تقریر رد یہ دو
حیرت فزا ہے نقل مکرر خط و خال کا

آپس مین اتفاق کی فکرین ضرور ہین — موقع نہین یہ غیرون سے جنگ و جدال کا

دانائی فن سنینگے تو فرمائینگے حبیب
پختہ کلام ہے کسی نازک خیال کا

نقشہ دکھا کے روز عروج و زوال کا — گردون سبق پڑہاتا ہے دنیا کے حال کا
محتاج کو صلہ نہین ملتا کمال کا — گاہک بخیل ہوتا ہے مفلس کے مال کا
باہم یہ بات بات مین کج بحثیان ہین قہر — ہو جاتا ہے نفاق نتیجہ ملال کا
کوشش بقائے نام کی ابدال ضروری ہے — کیا اعتبار عمر سریع الزوال کا
ظالم عبث دلون کے دکھانے نہین کہ نگر — کچھ تو بھی خوف کر غضب ذوالجلال کا
جوہر کی قدر صاحب جوہر سے پوچھئے — شہرت پہ حصر کچھ نہین نقص و کمال کا
کیون جمع مال سے نہ ہو دل اپنا نا امید — یان چرخ نہ سا ہی مین اعداد سال کا
امیدوار ہین تیری رحمت کے اے کریم — غل ہے ہماری قوم مین قحط الرجال کا
محمود آجکل نہین مفلس کی کچھ قیمت — انجام جمع مال ہے فکر مآل کا
اہل کمال کو ہے بناوٹ سے احتراز — محتاج وسمہ کب ہوا ابروے ہلال کا

دل سے مٹی ہین رنگ حقیقت پہ اے حبیب
مضمون نہین پسند ہین خط و خال کا

بڑا مرتبہ یہان تک خود فراموشی مین عرفا کا — کرے محراب حرم ہے عکس میری طاق نسیان کا
لہو روتی ہے اب پہلے سے تا کا اور دیدہ کا — ڈبویا دل کو ظالم نے ترا ہو چشم گریان کا
ہوئی کشتہ اہل مضمون آہ سرد ناکامی — بہانہ ہو گیا رحمت کو اشک گرم دہقان کا
مرے ذاموزن کے پتہ کیا قمری کو ہوتا — گمان سرو گلستان پہ ہوا سرو چراغان کا

پھرا وحشت مین مین برگشتہ قسمت یار کے در سے
ہوا دہوکا مجھے وان اپنے ہی سایہ پہ دربانکا

نہ مرغ دل پھنسا وحشی کا تیرے گرچہ صحرا مین
بچھا تھا جال ہر جا حلقۂ چشم غزالانکا

نہ ہونگے عاشق ابرو کبھی منت کش سوزن
محرک زخم دامن دار ہے چاک گریبانکا

شکایت کیا ذبیحہ کی اوس سے جب بپل آیا
کوئی اعزاز کرتا ہے بھلا ناخواندہ مہمانکا

شہیدان وفا کی خاک و خون نے یہ شگفت شا
کہ نقشہ تیغ گل پہ کہنچا شمشیر خونشانکا

چلا ہے قافلہ اشکون کا اے دل خون ہو کے
ہوئی منزل جو کھونٹی سے ہے تہنک میر سامانکا

بہار آئی تو گل پہنے بناؤ ن جامہ تن پر
سبق لون مین زبان خار صحرا سے گلستانکا

پس مردن بھی میرے پاس آ سکتا نہین کوئی
تن وحشی کے ڈر سے بند ہو دروازہ زندانکا

سنا تھا کل حبیب وہ کشتہ نے مے سے توبہ کی
وہ پیتا آج اک بوتل کو اک جزو اپنے دیوانکا

نہین کم کیف مے سے نشۂ افزونی دولت کا
رہا تو نکو گران ہے شکر منعم کی عنایت کا

یہ وہین اندوہ سے پہلو نکل آتا ہو راحت کا
نتیجہ جیسے طلوع نور سحر ہے شب کی ظلمت کا

نہ ہے شوق ریاضت اور نہ غرہ ہے عبادت کا
سہارا ہے حبیب پیشوا کو تیری رحمت کا

نفس کی آمد و شد سے تن کا ہیدہ ہلتا ہے
نمونہ کاغذ تصویر ہے میری نقاہت کا

چھوٹا ہاتھ سے کلفت مین استقلال کا دامن
یہ آسائش ثمر ہے ای تحمل تیری قوت کا

جنہین ہم آشنا سمجھے تھے وہ سب خود غرض نکلے
کسیکو بھی نہ آیا پاس کچھ صاحب سلامت کا

رہا پھر آ نہین سکتی ہے لذت خوشحالی کی
حریص زہد کرتا ہے تصور حور جنت کا

نجات انسان کو ممکن نہین دنیا کی جھگڑون سے
علایق کی کمی اچھا ذریعہ ہے فراغت کا

کمال دلبری سے عاشقون کا حال لکھ کر
جہان حسن مین کر دیجیے دعوی کرامت کا

دل پر آرزو کا خون نہ کرا ی پاس تو ناحق
سمجھ اتنا کہ سرمایہ ہے یہ کب [illegible] کا

ڈھونڈوں کیوں دل میں تاب آفتاب روئے حضرت
نہ ہوگا کیا [illegible] سایہ تیرے [illegible] کا

خدا ستار ہو گر ہے حبیب [illegible]
مخالف کیا اثر ڈالینگے اسپر خبث طینت کا

یہ ناراضی ہوئی آخر صلہ کیوں میری خدمت کا
بھلا کہیے تو صاحب کوئی باعث بھی کدورت کا

جسے دیکھا ملا ساتھی وہ گویا اچھی حالت کا
نہیں یاروں میں باقی پاس کچھ بھی سلامت کا

طریق توبہ کا ہادی ہے شغل میکشی واعظ
سبب آخر کوئی تو ہے ہماری ترک بیعت کا

قناعت سے بقا ہے نیکنامی کا سبب یوں ہے
مدار زندگانی جیسے سامان حفظ صحت کا

نہ ہو مجلس جب کوئی تو تنہائی غنیمت ہے
بلائی جان آخر ہوتا ہے ناملیح صحبت کا

نہیں افسوس کچھ ہم اپنی گمنامی پہ شاکر ہیں
سبب نااہل کی تحسین ہے گر عام شہرت کا

جہاں تک ہوسکا دیکھا تماشاگاہ عالم میں
ملا ہمیشہ یا رب ہر نمونہ تیری صنعت کا

بچائے خود نہ رکھوں کس طرح سے محترم ہم کو
ہے آنکھوں کو بھی رشک اپنے عمل پر تیری خلوت کا

ابھی سے تجھے مہرباں اب دیکھتا ہوں تیغ خونریز
بدلنا ہے ستم بیٹھے بٹھائے آپکی عادت کا

حریص بادہ بنکر آج میخانے کو چلتا ہوں
کہاں تک دے گا تو ساقی امتحان ساقی کی ہمت کا

قیود انتظامی کس طرح جزو طبیعت ہوں
اثر زائل نہیں ہوتا کبھی قانون فطرت کا

گماں بیجا ہے تو ننگا حبیب رند مشرب پر
طبیعت اسکی ہے آزاد بندہ ہے محبت کا

نہ پوچھو حال کچھ نا کامیوں سے ضعف ہمت کا
کرینگے امتحان اکبار لیکن اور قسمت کا

رہی راحت نہ جب بیجا ہے ایذا رنج کا گلہ
کہ پایاں غضب غم ہے پیدا ہونا صبح عشرت کا

نگاہ سوز ہے ازبسکہ جلوہ عارض
کوئی حسین ترا آئینہ دار ہو نہ سکا

وہ آئینگے یہ خبر سنکے پھر استقبال
ہم اونکے گھر کو گئے انتظار ہو نہ سکا

جو تو نے فرض کیا تھا وہ ہیشعر سب مجھسے
معاف کر مرے پروردگار ہو نہ سکا

مئے الست کا اتنا تو ہے حبیب اثر
سرور رفع رنج خمار ہو نہ سکا

محبت مین تری خون دل ناشاد ہونا تھا
تاسف کیا ہوا جو اسے ستم ایجاد ہونا تھا

نہ تھا قسمت مین جسکی اوس رخ روشن کا نظارہ
اوسے دنیا مین ایسا کور مادر زاد ہونا تھا

رقیب بوالہوس اوٹھنا نہ تھا دلبر کے کوچے سے
ہماری طرح ملتا تھا وہین برباد ہونا تھا

سبب تجھے پہچانتا تھا پھر کسی کی جبر ناتھا پر آپکے
مقدر مین اسیر دام اسے صیاد ہونا تھا

پسند آئی نہین نشو و نما سے سبزہ مرقد
فلک تجھکو عدو ایسا در پئے بیداد ہونا تھا

دم آخر نہ تھا گر شربت دیدار قسمت مین
پئے تسکین آب خنجر فولاد ہونا تھا

سوال وصل پر برہم ہوئی کیون اسقدر صاحب
نہ تھا منظور گر کچھ اور ہی ارشاد ہونا تھا

نہو جب سر ہو تن جدا و آکر بیڑیان کاٹے
اسیرونکو تمہارے اسطرح آزاد ہونا تھا

پس مردن اثر دکھلا رہی ہین الفتین میری
وہ روتے آئے ہین لاشے پہ جنکو شاد ہونا تھا

لگایا پہلے دل جب ہم ہوئی عاشق کو یہ غفلت
وہ اگلا ربط اب اسے بلاکے بیداد ہونا تھا

دل عاشق نہو صد پاش کیون کر اس تغافل سے
نظر انداز ہین وہ داغ جن پر صاد ہونا تھا

چمکتا زخم تیشہ سے بنکے تاج تارک خسرو
ادہر دیکھو تمہین شیرین ترے فرہاد ہونا تھا

حبیب خوش بیان کرتا دو بالا نام ناسخ کو
اسے قید علایق سے مگر آزاد ہونا تھا

سوز الفت جو نمایان ہوگا ۔ تن مرا سر و چراغان ہوگا
کبھی وہ شوخ جو مہمان ہوگا ۔ پھر تو کچھ اور ہی سامان ہوگا
وہ جفا کرکے وفادارون پر ۔ اک نہ اک روز پشیمان ہوگا
تم اگر اوٹھ کے چلے جاؤگے ۔ مرنا جینا مرا یکسان ہوگا
دلکو وحشت ہے خدا خیر کرے ۔ پھر کوئی جان کا خواہان ہوگا
نظر پڑتے خدا اوسکو بچاوے ۔ کچھ دنون مین سر شہ خوبان ہوگا
کل تو تھا شغل فغان و فریاد ۔ آج کیا ای شب ہجران ہوگا
میری ناکامی و وحشت سنکر ۔ کوئی گریان کوئی خندان ہوگا
ظاہری ہے یہ لگاوٹ ساری ۔ دل تہین دیگا جو نادان ہوگا
ابتو اچھا ہون بہار آئیندہ ۔ جیب ہوگی نہ گریبان ہوگا

عشق مرحوم کی ہے طرز حبیب
خود کہیگا جو سخندان ہوگا ۔

اے مکتب سنبل یہ ہو موسم بہار کا ۔ آفت ہی تو تھا قہقہ بادہ خوار کا
دہر کا حساب کاسہ نہ ذرہ ہی فشار کا ۔ واثق ہی ہی وعدہ رحمت پروردگار کا
پیری مین جانگسل ہین جوانیکی حسرتین ۔ وہ وقت کیف تھا یہ ہی عالم خمار کا
شہباز جان سنے ڈالدی تنک کی بال پر ۔ قابو ملا نہ مرغ جنونکے شکار کا
وان کردے آسمان کو ادہر کوئی یار کو ۔ ہے دید لی فشار ہمارے غبار کا
طے کرلئے نشیب و فراز جہات تمام ۔ پھرتا ہوا سفید ہین کوہسار کا
معشوق کی زبان ہے پسندیدہ دست ۔ ہر دل عزیز ہوتا ہے نغمہ ہزار کا

چھوڑا گیا نہ روح سے اوس حور وش کا ساتھ
دل کو بنایا آئینہ تصویر یار کا

رونے سے میرے دیدۂ یعقوب کیطرح
مونھ ہوگیا سپید شب انتظار کا

خود میرے حال دل کی خبر اونکو ہو گئی
اے برق آہ تو نے کیا کام تار کا

رکھو خیال خاطر احباب اے حبیب
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

ہمارے دل مین تری زلف کا خیال آیا
خراب ہو گیا اس آئینہ مین بال آیا

کسی کی چشم سیہ کا ہمین خیال آیا
نظر جو دشت جنون مین کوئی غزال آیا

لگا کے ہاتھ مرے منہ کو ہٹ گئے پیچھے
زبان پر کبھی بوسہ کا گر سوال آیا

تمہاری سحر بیانی نے سبکو ہے ڈالا
غش آیا رندونکو اور زاہدونکو حال آیا

خوشی کے مارے مرے ہاتھ پانون پھولگئے
چمن مین سامنے جب وہ پری جمال آیا

دہن پہ قفل توکل تھا آگے بڑھ نہ سکا
زبان تک بشریت سے گر سوال آیا

کھڑے ہین کیون دم آخر ہماری بالین پر
حضور آج کہان آگئے کیا خیال آیا

ملا ہر ایک کا مانند جستجو جب کی
ترا حبیب زمانے مین بے مثال آیا

ہمیشہ دھیان رہا آپکو رقیبون کا
برا بھلا نہ ہمارا کبھی خیال آیا

کفن مین خاک لحد کے جو لگ گئی مجھے
غبار خاطر احباب کا خیال آیا

ہزار کیجیے بناوٹ مگر نہین بنتی
گیا تپاک دلون مین جہان ملال آیا

پری جمالون نے مارا ابھرتے ہی ہمکو
دم عروج سے پہلے یہان زوال آیا

جھکڑ دی گور غریبان مرے غبار کو پھر
کہ ہو کے کوچۂ قاتل سے پائمال آیا

رو میرے حال پہ گیا مہربان ہو کے
گیا تھا اپنے حرم مین واسطے تو بحال آیا

گناہ گار چلے سوئے نار جب وم حشر
کمال رحمت معبود کو جلال آیا

شب سرور جوانی گئی حبیب اوٹھو
خمار بادہ پڑا وقت انفعال آیا

تو دل میں ہے دل گم ہے ستمگر نہیں ملتا
خود رفتہ ہیں ایسے کہ ترا گھر نہیں ملتا

ہاتھ آئیگا کیا خاک ہمیں گوہر مقصود
سر پھوڑنے کو چاہیں تو پتھر نہیں ملتا

توبہ کی سزا دیتے ہیں یاران قدح نوش
بے مانگے ہمیں دور میں ساغر نہیں ملتا

بیتابی فرقت کبھی ایسی نہیں ہوتی
جب تک کہ دل اے شوخ ستمگر نہیں ملتا

سوجھے ہمیں کیونکر دہن یار کی تشبیہ
میکش کو کبھی ساغر کوثر نہیں ملتا

کہتے ہیں وہ اغیار سے یاد آتا ہوں جب میں
ویسا کوئی بیداد کا خوگر نہیں ملتا

بیدل جو ہوا مانتے ہیں اہل دل اوسکو
دل سب کے ہے ہر شخص کو دلبر نہیں ملتا

حیران ہے سراپا سے ترے صانع قدرت
ایسا کسی تصویر کو پیکر نہیں ملتا

سچ ہے ماہ جبین یار کی خورشید سے عارض
پر ماہ سے یوں مہر منور نہیں ملتا

چھپ جاتا ہے زینت سے ترا حسن خداداد
اس عیب سے خالی کوئی زیور نہیں ملتا

کھلتا نہیں کچھ حال حبیب متوکل
احباب سے بھی اب تو وہ اکثر نہیں ملتا

آج شہرہ ترا اے خنجر قاتل ہوگا
کوئی ہیجان کوئی گھائل کوئی بسمل ہوگا

تم رہو گھر میں پھریں ڈھونڈتے ہم غیر کہیں
بدگمان ہوگا نہ ہم سا کوئی غافل ہوگا

چشم خونبار کی گھٹ جائیگی جب طغیانی
میرا یہ دامن تر دامن ساحل ہوگا

جان دیکر بھی ہوئے حق محبت نہ ادا
دل یہ کہتا ہے کچھ اونکا ابھی فاضل ہوگا

عاشق زلف ہین اسے اہل عدم حشر کو دن
ہم جہان ہونگے وہین شور سلاسل ہوگا

دیکھ لو کچھ نہین پہلو مین سوا داغ کے
ہم تمہین نعش بھی دیدینگے اگر دل ہوگا

نکل سکہا ئینگے ببجے جامہ دری فرقت مین
سبب وحشت دل شور عنادل ہوگا

چشم عاشق مین جو وہ جلوہ فگن ہوجائین
کون سا پردہ نشین حرم دل ہوگا

نہ پڑین غیر و نہ چھینٹین مرے خون کی جلاد
ورنہ ہر اک شہدا مین ترے [illegible]

سب مرے حال پریشان کی تماشائی ہین
کون اوس شوخ ستمگر کا رستہ تاقل ہوگا

گر ہوئے جلوہ فگن نقش و نگار حسرت
قابل دیدیہ عبرت کدہ دل ہوگا

جان آئی تن قاصد مین کہا جب یہ دوست
نہ دیکھینگے اگر ملنے کے قابل ہوگا

کوچۂ یار مین اکدن مری تربت کا نشان
خلق کو آئینہ دار سر منزل ہوگا

ہے حبیب ایک ہی ثابت قدم راہ وفا
لاکھ ایذا مین ہون یہ کب متزلزل ہوگا

جو غنی ہے وہ دنارت پہ نہ مائل ہوگا
غیر کا دست نگر کیون ترا سائل ہوگا

عالمون مین کبھی ممتاز نہ جاہل ہوگا
دور کسطرح سے فرق حق و باطل ہوگا

تیرا یہ لطف و ترحم یہ لگاوٹ یہ حجاب
کہین مجنون کہین لیلی کہین محمل ہوگا

پھر تو عشق پیدا ہوگا سقدر دیکھو
داغ یان سینہ پہ ہے چہرہ پہ وان تل ہوگا

ایک عالم مری حیرت کا تماشائی ہے
تنکی کہا نیگا جو آئینہ مقابل ہوگا

تیرے دیوانیکی زنجیر کا ہر ایک حلقہ
عجز وا عصا صفت عقدۂ انامل ہوگا

نالۂ دل کو سنکر جب لگے خاموش تھا مین
یہ نہ سمجہا تھا یہی جوشش کا حاصل ہوگا

یکبیک ہوگئے وہ در پئے آزار رقیب
کسکی خاطر تھی سمجھ سے گا جو عاقل ہوگا

وصال مین بھی ٹھہرتا نہین تمہین دیکھو — ہے میرے دل پہ ابھی تک اثر جدائی کا

شراب مانگونگا ساقی سے یار سے ہوتے — رکھونگا شغل غنی ہو کے بھی گدائی کا

سمٹ کے آبلۂ پا بنا ہر اک قلزم — قلق ہوا ہے ہماری برہنہ پائی کا

سوا تری نہین دیکھا ہے ہمنے ایک عالم — کبھی کسی مین یہ انداز دلربائی کا

وطن سے چھٹے ہوے مدت ہوئی حبیب مگر
وہی ملال ہے احباب کی جدائی کا

کبھی وصل یار ہوتا کبھی انتظار ہوتا — تجھے عمر خضر ملتی تو یہی شعار ہوتا

نہین چھوڑنی تھی لازم ابھی مشق تیر ظالم — ترا ہاتھ صاف ہوتا مرا دل فگار ہوتا

تجھے دیکھ مرغ بسمل مجھے یاد آگیا دل — کہ وہ سینہ مین جو ہوتا یونہین بیقرار ہوتا

کیا قتل کا جو وعدہ کیا کیون نہ اسکا ایفا — مری آرزو بر آتی ترا اعتبار ہوتا

وہ چلے ہین اوٹھ کے جسدم نہ بدن مین دم تھا ہمدم — کبھی اشکبار ہوتا کبھی بیقرار ہوتا

یہ بڑی تھی بیقراری تری ہجر مین کہ پیارے — کبھی صبر بھی جو کرتے تو نہ اعتبار ہوتا

چلے رفتہ رفتہ ایسے کہ نہ خاک تھی نہ ہم تھے — کہ جو لوگ دفن کرتے کسی جا مزار ہوتا

ترا عہد ہے جو سچا تو ہے میرے دل کو تسکین — نہ اوسے ثبات ہوتا نہ اسے قرار ہوتا

نہ پڑا حبیب اونکا ناوک دل منتظر بچارا — مری آرزو بر آتی جو جگر کے پار ہوتا

نہ خفا ہو چارہ ساز و تو یہی ہے خواہش دل — مجھے غم دیا تھا جس نے وہی غمگسار ہوتا

غم حشر رنج دنیا نہ حبیب دل کو ہوتا
مری عمر ختم ہوتی جو نہ اور خوار ہوتا

کیون نہ خلق سے برتر کہین ہم ترا پایا — مجھے تو نہ عالم مین تجھسا وہمسا پایا

پیچ بے مہر کے ہاتھون سے دل کیا کیا
خاک مین اسنے ملانے کا مل کیا کیا

تیغ ابرو کے تصور مین کئے دل کیا کیا
عشق کی وہ ہین بلائین ہوتے ہین نازل کیا کیا

گرمجوشی پہ تھی شمع کو طپش دل کیا کیا
مجھکو تڑپاتی رہین سوزش دل کیا کیا

یا خدا جلد سے صحبت یاران وطن
جذبہ شوق مین طے کرتے ہین منزل کیا کیا

دیکھئے وصل ہو تقدیر مین اوسکے کہ نہین
سختیان ہجر کی جھیلی تو ہین ایذا کیا کیا

صحبت کا کل جانا نکا اثر یا کے ہوئے
ہاتھ سے شانہ کے وا عقدہ مشکل کیا کیا

شب فرقت مین تری او گھبر بجر جف
ہو گئے دیدہ خونبار سے ساحل کیا کیا

مانع وحشت نوردی سے مجھے کوئی صحرا
کئے حداد نے تیار سلاسل کیا کیا

درد و ایذا و غم و غصہ و بدنامی و رنج
کشتۂ عشق مین ہوتے نہین حاصل کیا کیا

نہ ملا حبیب کوئی ثابت قدم راہ وفا
مار کر مجھکو پشیمان ہوا قاتل کیا کیا

مطرب و ساقی و مینا سے و ساغر سے بھم
رات کو لطف اوٹھائے اہل محفل کیا کیا

جنکو معلوم نہین کہتے ہین شاعر سکو
پوچ گوئی پہ ہین مغرور وہ جاہل کیا کیا

تنگ ہون شیخ و برہمن کی کشاکش سے حبیب
اپنے مین کرتے ہین دونون مجھے شامل کیا کیا

دل مین سکون محال ہے خوف وعید کا
رحمت نے غل مچا دیا ہر دل مین مزید کا

پیش آتی ہین حصول مقاصد مین مشکلین
اکثر مزہ ہے تلخ دوائے مفید کا

کل طائران سدرہ چھٹا ینگے پر سحر
مٹنے تو دو ذرا رقم اپنے سفید کا

سمجھے ہم ایک چشم زدن مین جہان کا رنگ
نقشہ کھنچا نظر مین سیاہ و سپید کا

جوش بہار دیکھئے تو ہے دل ہے سیر
ساقی زمانہ آگیا عہد جدید کا

کیون شاق ہو نہ صدمہ پستی منزلت — ہمت سا نردبان ہے بام امید کا
ظالم کو کب ہے کیفر کردار سے مفر — ہے سخت انتقام بھی ظلم شدید کا
بستہ نہ پائیگی کوئی حد انتظار کی — نکلے گا دم بھی آنکھون سے مشتاق دید کا
دن رات ہے دعا کے لیے چشم منتظر — محتاج کب ہے باب اجابت کلید کا
کلفت سے تیس روز کی جب تک دے نجات — کیونکر بنیگا سر مہ نو چاند عید کا

رکھ سختیون مین اپنے خدا پر نظر حبیب
آسان ہے اوسکو موم بنانا حدید کا

زخم کھانے سے خوشی ایک طرح دل ہوتا — جا شے ہر موئی بدن ناوک قاتل ہوتا
قلب مغموم کو آزار نہ دیتا یہ حجاب — پردۂ چشم اگر پردۂ محمل ہوتا
چین آتا کی ریاضت پہ نہ ہوتی جو نظر — طعمۂ برق حوادث مرا حاصل ہوتا
شب تاریک مین تم رخ سے اولٹتے جو نقاب — ایک عالم کو گمان مہ کامل ہوتا
اوسکے کوچے سے اوٹھاتا نہ لاشہ میرا — بعد مردن بھی غبار رہ قاتل ہوتا
ہم شب قدر سے ہر شب کو سمجھتے بہتر — گر مے و مطرب و ساقی لب ساحل ہوتا
دم آخر مرے بالین پہ نہ آتے گر آپ — چھوڑنا خانۂ تن جان کو مشکل ہوتا
دیکھ کر نخوت منعم کو نہو رو دیتا — چشم بے نور نہ گر کاسۂ سائل ہوتا
ابتدا سے تیری الفت ہو نہ کرتی مجبور — کبھی بیداد کا خوگر نہ مرا دل ہوتا
طالب وصل کو تھی اسلئے مرنیکی خوشی — روح کو جامۂ تن پردۂ حائل ہوتا
توڑتے آپ نہ آئینے اگر جھنجھلا کے — دعوی یکتائی کا مجلس مین نہ باطل ہوتا
آنکھ سے آنکھ کا ملنا ہی قیامت تھا حبیب — خواہش دید نہ کی ہوتی جو عاقل ہوتا

کاہش فرقت مین ایسا ہم لاغر ہو گیا / دوش پر اپنے مجھے بار گران سر ہو گیا

موجزن طوفان چشم تر کبھی گر ہو گیا / دیکھ لینا اک کف سیلاب بستر ہو گیا

خط شوق اپنا روان مثل کبوتر ہو گیا / صاف کاغذ طائر مضمون کو شہپر ہو گیا

میہمان آکر اگر وہ حور پیکر ہو گیا / پاسبان رضوان سے جنت مرا گھر ہو گیا

نالہ کیسا آہ بھی آنے نہ پائی تا بہ لب / دل تڑپ کر بارہا پہلو سے باہر ہو گیا

میل اون کی طبع نے کچھ غیر کی جانب جو کی / خود صفائی قلب سے یان دل مکدر ہو گیا

فرقت جانان مین وہی جان سوی گردون دیکھ کر / خلق کو عکس ہلال عید خنجر ہو گیا

اتحاد اوس بت کے کب سختیان ایسی ہین / نرم تھا جو قلب مثل موم پتھر ہو گیا

دیکھ کر روئے عرق آلودہ گلشن مین ترا / تر ندامت کے عرق مین ہر گل تر ہو گیا

روئے رنگین پر ہزارون بلبلین شیدا ہوئین / نیند سینہ تمہارا ہر گل تر ہو گیا

بعد میرے پھر کوئی جا کر نہ صحرا مین پھرا / جادۂ دشت جنون سد سکندر ہو گیا

وقت بیتابی نکلنا تھا سحر قابو سے مگر / طائر دل اپنا سیمابی کبوتر ہو گیا

خوش ہوئے احباب شادان دیکھ کر تجکو حبیب / روئے حاسد آب غیرت سے مگر تر ہو گیا

اتفاقاً اونکا آنا ہو گیا / دن لگے جانے کو بہانا ہو گیا

تھا سبک رو توسن عمر روان / عشق کا کل تازیانہ ہو گیا

کہتے ہین سن سن کے ان ہر گیا ہوا / حال میرا اک فسانہ ہو گیا

تم جو آئے سب کو حیرت ہو گئی / میرا گھر آئینہ خانہ ہو گیا

کیسے کیسے نامور آتے گئے / کچھ دنون سب کا زمانہ ہو گیا

کیا خبر کیسے ہین یاران وطن / پھنس کے غربت مین زمانہ ہو گیا

دن بہت گذرے بدلنا چاہیئے ۔ جامۂ ہستی پرانا ہوگیا
میری توبہ کیا ہتی تو ہے اے غفور ۔ تیری رحمت کو بہانہ ہوگیا

پوچھتے کیا ہو کہاں ہے اب حبیب
مرکے بھی اوسکو زمانہ ہوگیا

کب چھپا رہتا ہے الفت کی نظر سے دیکھنا ۔ کھل گیا راز محبت چشم تر سے دیکھنا
ہوگئی کیا معلوم یوں حالت دل صد چاک کی ۔ چاک ہر پہلو مرا ہمدم ادھر سے دیکھنا
اپنے عصیاں کی ندامت سے کھلے جاتے ہیں ہم ۔ ہر گھڑی جاری ہیں آنسو چشم تر سے دیکھنا
بولے گھبرا کر وہ نالے جب سنے بیتاب کے ۔ یہ نکلتا ہے جنازہ کسکے گھر سے دیکھنا
جذب الفت سے ہے ہر یک ناطیس و آہن کا اثر ۔ کھینچتا ناوک ندا سے قاتل جگر سے دیکھنا
دیکھکر غش میں مجھے کہتے ہیں وہ ہنس کر کہ تم ۔ مر گیا یہ شدت درد جگر سے دیکھنا
وصف ہو کس طرح سے موئے میان یار کا ۔ کب ہوا مثل نظر ممکن نظر سے دیکھنا
خاک میری ہو امانت کوئی جاناں میں صبا ۔ ہوگئی برباد اوڑ کے یہ اس رہگذر سے دیکھنا
کرتی ہے چھڑکاؤ شبنم قبر عاشق پر سدا ۔ گلفشاں ہے شمع کس سوز جگر سے دیکھنا
نکلے وہ اس راہ سے پر ہم نہیں ایسے ناتواں ۔ دو قدم چلکر ہوا ممکن نہ در سے دیکھنا
حال دل کیا اونکو لکھوں ہیں بہت جو بائی ناز ۔ سہل ہے خط بھیجے وصل نامہ بر سے دیکھنا

فاتحہ کو ایکدن آیا نہ مرقد پر حبیب
جو نہ ہونا تھا ہوا اوس بے خبر سے دیکھنا

قرب حاصل ہو اگر شاہا تری درگاہ کا ۔ تو وہ ہے پایہ گراں ہو جائے سر کا
والہ و شیدا ہوں دل سے در خدا گواہ کا ۔ جھکے آگے سر جھکا کیسا ہے گدا بادشاہ کا

پیشرو راہ حقیقت کے ہین اہل معرفت
جو نہ اس مسلک پہ ہو پابند ہے افواہ کا

واجب و ممکن مین رابطہ کیون نہ بنیتا لام وصل
ہاے ہے بَی سے مقدم ہے الف اللہ کا

بحر ہستی مین حباب آسا ہے نقش زندگی
اے دل ناآشنا مشکل ہے ملنا تھاہ کا

نفس سرکش کے ہوے ہین اہل ریاضت کیسے مطیع
چل نہین سکتا ہے حیلہ شیر سے روباہ کا

ہے طریقت علم باطن ظاہری تعلیم شرع
بے کسی رہبر کے سمجھا کسنے پھیر اس راہ کا

موجزن ہے دیدۂ عارف مین وہ دریای نور
خلق مین جاری ہے چشمہ جس سے مہر و ماہ کا

دیکھیا داد ریاضت کشتگان عشق کو
باغ مین ہر سرو پیکر ہے نگینہ آہ کا

دلکو گر تیری محبت کا اثر کرو ہے عشق
تیری ملک سے نشان ہے جا ہے حب جاہ کا

ہے یہ سبب کہ نسبت خموشی مین نفس کا جزر و مد
کھینچتے ہین صوفی دم پہ الف اللہ کا

ایک مدت سے دل مشتاق جو یا ہے حبیب
قائم آل محمد محبت اللہ کا

باتون باتون مین ہوئی برہم طبیعت دیکھنا
وہم مین ہوجاتی ہے یون بخشش کی صورت دیکھنا

سر کو ٹکراتا ہون دیوارون سے وحشت دیکھنا
کی ہے برپا مین نے زندان مین قیامت دیکھنا

راہ دیکھی اسقدر آنکھون کی بینائی گئی
اب میسر ہو الٰہی اونکی صورت دیکھنا

آہ سوزان سے جلا کر خاک کر دیگا تجھے
پھیر سے منہ چرلیتا نہ خورشید قیامت دیکھنا

جان جاتی ہے بلا سے جاتی کچھ پروا نہین
خون بہا سے منہ ترا وقت شہادت دیکھنا

فائدہ پہونچا ہمین جیب کی بدی بدخواہ نے
اسکو کہتے ہین تال حسن نیت دیکھنا

ہو کے رسوائی ہے لعنت پھر بہت پھیرے
دل پھنسا یا دیدہ وابستہ شامت دیکھنا

پردہ داری سے گنہگارون کی آمرزش کیساتھ
اپنی نافرمانیان اور اوسکی رحمت دیکھنا

وسے رہے ہین حکم اب غیرونکو وہ بیداد کا
ہمکو کرتے ہین عطا [illegible] نہ [illegible] تا

خلق مین ہمکو نہ کچھ جانکاہیون کا پھل ملا
کون پاسے حاصل [illegible] تا

جنکی آنکھیں عیش و عشرت مین گئی ہین آسمان
اونکے حق مین سب تماشا [illegible] دیکھنا

پڑ گیا کچھ کام جب رکھنے لگے کانوں پہ ہاتھ
آجکل [illegible] ہے [illegible]

جگیا غم ایسا دل بہلا لیا احباب نے
رائگان جاتی نہین صاحب [illegible]

خاکساری مین ہمیشہ سرفرازی ہے عجیب
پاس بھی آنے نہ پاتے یون نے نخوت دیکھنا

کسی مخلوق سے خالق سے بتایا جاتا
اوسکا ثانی جو کہین ہوتا تو پایا جاتا

چھپ نہ سکتا کبھی ہرگز جو چھپایا جاتا
تیرا جلوہ تو سب ہر چیز مین پایا جاتا

تو بتا سے جسے رحمت سے نکالی اوسی کون
پھر بھی بد خواہ سے کس طرح مٹایا جاتا

باتین کہنے کی ہین سب گر وہ نہ لیتے ترا نام
کوئی مردہ نہ مسیحا سے جلایا جاتا

یاد کرتے ہین معبود کسی حال مین ہون
نام تیرا سب کہین دل سے بہلایا جاتا

ہولی گر آپ سے امید نہ دلداری کی
تیغ یہ ہے دل بھی نہ ہاتھون سے گنوایا جاتا

دیکھتا تو مجھے مین خواب مین جاتا ترے پاس
ہوتا پھر ضعف کا احسان جو نہ آیا جاتا

راہ ہستی سے اگر منزل مقصود تھی دور
راستہ اور کوئی [illegible] یا جاتا

سخن حق جو زمانے کے موافق ہوتا
نہ کبھی دار پہ منصور چڑھایا جاتا

پوچھو عاشق سے غم عشق مین لذت کیا ہے
تلخ ہوتا تو نہ اس شوق سے کھایا جاتا

اپنے عشاق کا گر آپ کو ہوتا کچھ درد
بے سبب روز مرا دل نہ دکھایا جاتا

ہین کہاں اونکو مری یاد دلانے والے
دل کبھی یاد جو آتا تو بھلایا جاتا

رات دن جلتے نہیں سوز محبت سے مجھے
شمع ہوتا تو فقط شبکو جلایا جاتا

ساتھ غیروں کے وہ گلگشت کو نکلے ہیں حبیب
آج تو راہ میں ہوتا تو اٹھایا جاتا

اب بھلا قابو سے دل چھینیں پا ئینگے کیا
ہم چلے دنیا سے کہدو نامہ بر جا ئینگے کیا
جا چکے ہوش و خرد جب چارہ گر آئینگے کیا
ایک منزل ہے عدم کی ایک دم کا راستہ
مٹ نہ جائیں داغ الفت کے ٹھہر اتنے تو تم
مرتے ہو پوچھتے اونکا نہ اب نام و نشان
خوب واقف ہیں یہ سب ہر حال و سیر ابتدا
پختہ کاران محبت کو سمجھ بو الہوس
ہیں بہار باغ قدرت عارض پر نور یار
سیر ہیں اب کس کے جو سیر باغ و صحرا کی ہوس
ہے فنا ہیں تیرے کشتوں کے لئے لطف بقا
روکنے سے ناصح پڑھ رہا ہے جذب شوق
دم لبوں پر منتظر ہے اوسے یہ کہدے کوئی
دلکو اب باقی نہیں عشق مجازی کی ہوس
گو شب ہجران بہت آزار دیتی ہے مگر
ہوسکا جینے نہ جیتے جی کبھی ہم التفات

جلوہ فرما جس جگہ تو ہے وہاں آئینگے کیا
اب خبر دیں موت کی پیغام پہونچا ئینگے کیا
ہم سنینگے اونکی کیا وہ ہمسے فرمائینگے کیا
آگے جانیوالے ہمسے آگے بڑھ جائینگے کیا
ان نشانوں کے سوا ہم اونکو دکھلائینگے کیا
آپکو ہو لے ہوسے ندامت کے یاد آئینگے کیا
کاتب اعمال آخر لکھ سکے لیجا ئینگے کیا
جو ہوا اچھا ہوا دل دیکے پچتا ئینگے کیا
گل کھلیں لاکھوں مگر یہ رنگ وہ پائینگے کیا
مردہ دل خوش ہو سکینگے کیونکر جا کو بہلائینگے کیا
یہاں مسیحا قم باذن اللہ فرمائینگے کیا
سالک راہ محبت ہم ہیں باز آئینگے کیا
جان میری جب نکل جائیگی جب آئینگے کیا
دامن پاک اپنا ان خاروں میں الجھائینگے کیا
جان تو جب تک ہے سب ہے ہم جیتے گذر جائینگے کیا
قتل کر کے مجھکو وہ جلاد پچتائینگے کیا

بادۂ احمر ہو گر خون دل ہے ای حبیب
ساقیان بادہ پیما مجکو ترسانے کیا

کر کے طے راہ خرابات جہان دل ٹھہرا
شام کے وقت [illegible] منزل ٹھہرا

کر کے طے بحر ہوس شیشہ مین کچھ دل ٹھہرا
کف دریا کی طرح سے [illegible] ساحل ٹھہرا

سر پہ خود حضرت انسان نے اٹھایا وہ بار
کوہ بھی تحمل نہ جسکا متحمل ٹھہرا

چارہ سازونکو ہمیشہ رہی تسکین کی فکر
نہ ملا شاہد مقصد نہ میسر دل ٹھہرا

مہر عارض کی تجلی سے بہا یخ کی طرح
آئینہ کب سے جو ہو کے مقابل ٹھہرا

خلق مین دست و گریبان رہین عروج اور زوال
ایک حالت پہ نہ دو دن مہ کامل ٹھہرا

تیری تصویر مین عاجز ہوا مانی خیال
اسکو جو دعوی اعجاز تھا باطل ٹھہرا

زندگی مین ہوا اوس شوخ کا ملنا دشوار
روح کو جامۂ تن پردۂ حائل ٹھہرا

چمن دہر مین دو روز شگفتہ رہے دل
اہل دنیا کی ریاضت کا یہ حاصل ٹھہرا

نہین آسان بڑے وقت مین ثابت قدمی
پاؤن ٹھہرا بھی کسی کا تو یہ مشکل ٹھہرا

قید ملت سے رندو کا عجب آزادی سے
ایک دم ہو کے نہ پابند سلاسل ٹھہرا

قیس کی طرح سے سرگشتہ ہون ای [illegible]
تو میری لیلی مقصود کا محمل ٹھہرا

نامہ جب اونکو لکھا سوچکے کچھ چاک کیا
کوئی اسرار محبت کا نہ حامل ٹھہرا

راستی کب ہوئی مرغوب زمانیکو حبیب
جسنے حق بات کہی دار کے قابل ٹھہرا

نہ لیجے وبال اپنے سر پر کسیکا
بھلا فائدہ دل دکھا کر کسیکا

ترا عکس رخ پڑ کے گل پر بٹھا کیا
اتر وا لیا جیسے زیور کسی کا

رولاتا ہے عشق مژہ خون دلکو
چبھا ہے رگ جان میں نشتر کسیکا

گیا بزم سے کون صورت دکھا کے
ٹھہرتا نہیں قلب مضطر کسی کا

کہے کیوں نہ پاکر وہ بت حسن یوسف
خدا ہوں کسی کا پیمبر کسی کا

بناوٹ کی تقریر رندوں سے واعظ
پسیجے گا دل خاک پتھر کسی کا

ہے آسان نکل جائے گر جان تن سے
جدا ہو نہ پہلو سے دلبر کسی کا

وہ ہر بات پر آج ہوتے ہیں برہم
اولٹتا ہے دیکھو مقدر کسی کا

بہت دکھ دے تمنے عاشق کے دلکو
نہ سمجھے کہ ہے نازپرور کسی کا

بنایا سلیمان کا ناحق گدا کو
ہما بن کے آیا کبوتر کسی کا

ق

کجا حسن صورت کجا دلفریبی
یہ منظر مصور ہے مظہر کسی کا

کسی لب کو جان بخشیاں ہیں کرامت
لیا ہوش جلوہ دکھا کر کسی کا

کوئی دلق تھا سلب طوفان کا ہا عشق
بنا خلعت دار پیکر کسی کا

ہیں اس دور میں وابستہ اہل دولت
بنے کیا حبیب اب ثناگر کسی کا

کیا بخت نے کیا بگڑ کر کسی کا
چھپا کب چھپانے سے جوہر کسی کا

چلے آپ اللہ رے بے نیازی
نہ دیکھا کہ قدموں پہ ہے سر کسی کا

کرو رحم سرمہ کا دنبالہ پوچھو
بہائیگا پھر خون یہ خنجر کسی کا

بلا وجہ کرتا نہیں کوئی خدمت
چلے کس طرح کام بے زر کسی کا

نہ سر ہے کوئی تیرے سودے سے خالی
نہ دل تیرے قبضے سے باہر کسی کا

وہ گل تیرے عارض ہیں کہ جنکے سونگے
مشام تمنا معطر کسی کا

ہے اس بے نیازی پہ بھی فکر سبکی / توسل نہین تجھ سے جز تو کسی کا

شب تار کیونکر نہ ہو دن سے روشن / جو آنکھون مین ہو روے انور کسی کا

سیہ بخت عاشق کو کیون منہ لگایا / بنا خال عارض پہ اختر کسی کا

ہو زیر نگین کشور نظم جنکے / کرین خوف کیا وہ سخنور کسی کا

ق تماشے کی جا ہی گذرگاہ عالم / بسا گاہ اوجڑا کبھی گھر کسی کا

ٹھہرنے کو کوئی جگہہ ڈھونڈھتا ہے / کسی جا سے اوٹھتا ہے بستر کسی کا

یہان ہے کوئی بیکسے دلسوز عالم / کوئی شاد ہے دل دکھا کر کسی کا

ہوا و ہوس کا ہے پابند کوئی / علایق سے دل ہے مکدر کسی کا

کسی سر کی زینت ہے تاج سعادت / جہان مین لقب ہے سکندر کسی کا

ملا جو وہ ہے حال مین اپنے بیخود / نہین زور یہان کچھہ کسی پر کسی کا

حبیب اپنے رہبر کا دامن نہ چھوڑو
سہارا تو ہو روز محشر کسی کا

نہ ہو سامنا اب ہمارا کسی کا / کہ ہم ذکر کرتے ہین تنہا کسی کا

کرے کیون نہ بیچین وعدہ کسیکا / قیامت ہے امروز فردا کسی کا

کبھی تیرے کوچہ مین رہنے نہ پاتا / مرے دلپہ قابو جو ہوتا کسی کا

غضب کی ہے صاحب تمہین بدگمانی / ستم ہو گیا نام لینا کسی کا

سراپا بنا ہون مین تصویر حیرت / نظر مین ہے ہر دم سراپا کسی کا

نہ دو ہر گھڑی جھڑکیان عاشقون کو / بڑی بات ہے دل دکھانا کسی کا

تہہ بام ہین نقش دیوار عاشق / پڑی ہین تک کے اترا ہے سایہ کسی کا

وہ خود مجھ سے صاحب سلامت نکرتے
ہوا ہو نہ ہو آج دھوکا کسی کا

غضب مین وہ چھینا یہ جبین آرہی ہین
کہین خون ناحق بہایا کسی کا

گلی کوچہ یون ہوکے رسوا نہ پھرتا
اگر سر مین ہوتا نہ سودا کسی کا

غضب ہے ہوا ہون مین نا دیدہ عاشق
زمانے مین ہن بسکے شہرا کسی کا

ہو بچپن مین کیا قدر بیتابیٔ دل
تماشا ہے اونکو تڑپنا کسی کا

حبیب حزین سخت مشکل تھا جینا
نہوتا اگر کچھ سہارا کسی کا

دل مین داغ عشق یار مہ جبین پیدا ہوا
شکر ہے اس قصر عالی کا مکین پیدا ہوا

نفس امارہ سے اطمینان باطن کھو دیا
پیچگر بت سکے مار آستین پیدا ہوا

کیا عجب باہم ہوا گر ارتباط جسم و روح
درد سے پہلے مرا قلب حزین پیدا ہوا

مبداء قدرت سے حسن صورت آرائے ازل
اوسنے جب آئینہ دیکھا اک حسین پیدا ہوا

عزت وہ محبت کیون نہ دین ہمکو ملک
جس سے روشن ہی قمر وہ مہ جبین پیدا ہوا

دیکھکر روئے ضیا پرور ترا ای رشک مہر
دیکھ دل مین مرے نور یقین پیدا ہوا

لفظ ہستی کا نہ لکھا خامۂ ایجاد نے
عالم امکان مین جب تک تو نہین پیدا ہوا

ہو گئی زایل ترے دم سے سیاہی کفر کی
تام ظلمت مٹ گیا مہر مبین پیدا ہوا

مظہر قدرت سب تجھے کہکر پکارے حق پرست
پردہ دار عرش رب العالمین پیدا ہوا

خاتم ہستی تھی مثل حلقۂ خاتم تہی
جب ہوئی نامی یہ جب تجھسا نگین پیدا ہوا

دب گئی از خود یہ ہجر کی آتش قہر و غضب
جب سے تو ای رحمۃ للعالمین پیدا ہوا

معصیت کا روز کی بخشش کا بہانہ ہو گیا
نفس خان مرے شفیع المذنبین پیدا ہوا

مے پرستونکو لگی ہے بادۂ کوثر کی چاٹ
شیخ کا سونکو مذاق انگبین پیدا ہوا

فرش سے تا عرش ہے اک تہنیت کا غل حبیب
نفس پیغمبر امیر المومنین پیدا ہوا

جفا کر کے عاشق پہ کیا پائے گا
سمجھ لیجئے دل مین پچھتائے گا

نصیحت ہوئی ناصح مشفق بس
کہین یہان سے تشریف لیجائے گا

شکایت کی کچھ حد ہی جان پر تو دو
مرے ہم تو گر یون ہی شرمائیگا

شہیدان خنجر کریان پہول ہوکے آتے ہین جب
سنین گے جو کچھ اور فرمائے گا

کبھی اسکی تسکین جی مد نظر ہو
کہانتک مرے دل کو ترپائے گا

چلے دل دکھا کر یہ اتنا تو کیجئے
کہ اب آپ تشریف کب لائیگا

الجھتا ہے دل رات تھوڑی [illegible]
کہانتک نئی زلف سلجھائیگا

نہ بگڑیگا کچھ آپکا ایک دم [illegible]
مین جی جاؤنگا گر ٹھہر جائے گا

نہ مانا کہا مہربان اب تڑپئے
کہین اور پہر دلکو الجھائے گا

حبیب آپ سودا کرین [illegible] حق کا
یہان دیجیے گا وہان پائے گا

سر ہے جبتک ترے سودائی کا
شور کم ہوگا نہ رسوائی کا

کھینچنا اوسکی خیالی تصویر
شغل ہے میری تنہائی کا

لاکھ ڈھونڈا نظر آیا نہ کہین
کیا ٹھکانا ہے اس ہرجائی کا

دیکھو عشاق کے دلکی حالت
چھوڑ دو شغل خود آرائی کا

دیجیے چشم بصیرت اسکو
دل تو ہو سیر تماشائی کا

چشم خونبار یم رحمت ہی — ابر دامن ہے تماشائی کا

کیا خط و خال کی حاجت ہے جہان — حسن سرمایہ ہو زیبائی کا

سب عزیزون کی جدائی سے ہو شاد — متمنی تری یکجائی کا

دیکھیے چہان کے خاک رہ دوست — سرمہ لگ جائیگا بینائی کا

اونکے احباب سے رکہتے ہین نیاز — یہ ذریعہ ہے شناسائی کا

فیض ساقی کا ہون ہر دم مشکور — دل نہ توڑا کبھی صہبائی کا

چست خونریزی پہ باندھی ہی کمر — اور دعوی ہے مسیحائی کا

ہم بھی خاموش ہین کرو بیداد — امتحان گر ہے شکیبائی کا

اونکو کروٹ بھی بدلنا ہے شاق — شور تہا جنکی توانائی کا

حفظ کی فکر نہین کہہ بیٹہی ہی عبث — خاتمہ ہو گیا دانائی کا

ہے رہ منزل مقصد اے دل — عوض اوس بادیہ پیمائی کا

جو کہا خوب کیا تو نے حبیب
بس یہی حسن ہے گویائی کا

زبان سے ہجر کا کلمہ نہ گر ارشاد ہو جاتا — کوئی دم اور وقت واپسین دل شاد ہو جاتا

تمنا تہی لحد کی قید سے آزاد ہو جاتا — غبار اپنا تمہاری راہ مین برباد ہو جاتا

نہین دیکھا جسے کیا ہو گی اوسکی سعی نظارہ — ہی صورت آشنا کب کور مادر زاد ہو جاتا

بگڑتا تھا نہ کچھہ گر اک نظر تم دیکھتے جاتے — ہماتین آرزو مین دل ہمارا شاد ہو جاتا

یہ کہتے ہین ترے نقش قدم سر مردم دیدہ — سیہ خانہ غبار رہ سے آباد ہو جاتا

مسیحا منتظر تھی روح لب پر تہی تو کیا اٹھتا — زبان سے قسم کی جا کچھہ بہی اگر ارشاد ہو جاتا

کمی کیسی تسکین ہی جنون مین میرے کہ تہی | اگر ہر خار صحرا نشتر فصاد ہو جاتا
ملاتے سیلہ سے گر جام سے مینا کبھی ٹیکا | لبون تک آتے آتے قہقہہ فریاد ہو جاتا

حبیب خوش بیان گر ایکدم بہی مطمئن ہوتا
زمین شعر پر شہر ارم آباد ہو جاتا

کرامت کا دعوی عجب ہوگیا | جو کچھ تمنے موُنہہ سے کہا ہوگیا
تمہین دیکھتے ہی تھما جوش اشک | پہٹا ابر پانی ہوا ہوگیا
ہوا شیفتہ شکے وصف جمال | مجھے بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوگیا
ہوا جان دینے سے یہ فائدہ | کہ حق محبت ادا ہوگیا
منور کیا دل غم عشق نے | مرا درد مجکو دوا ہوگیا
چھپا کب چھپانے سے الفت کا راز | یہی تذکرہ جا بجا ہوگیا
تصور تری زلف شبرنگ کا | مرے حق مین کافر بلا ہوگیا
بتون کی محبت مین تڑپا یہ دل | کہ آخر کو قبلہ نما ہوگیا
بڑہا یہ جوانی مین بار گناہ | کہ پیری مین کاسہ دوتا ہوگیا
جلے خار درد والم وسکے ساتھ | چلو صاف اب راستا ہوگیا
نظر آیا جلوہ ترا خواب مین | مرا بخت خفتہ رسا ہوگیا
شکایت کرونگا جو محشر مین | خدا کا اگر سامنا ہوگیا

بنا آج کہتے ہین تائب حبیب
یہ میخوار بہی پارسا ہوگیا

جو حق تہا عبادت کا گر وہ نہ ادا ہوتا | فرمایا تہا جو تو نے وہ مین نے کیا ہوتا

کیون بہول کے رستہ کو آفت مین پہنسا تو | کہویا مجہے ہونے نے ہوتا نہ تو کیا ہوتا
کچہہ تمنے سنا ہوتا کچہہ مین نے کہا ہوتا | کیا اسمین بگڑتا تہا کام اپنا بنا ہوتا
پاس اونکے پہونچتا مین گر بخت رسا ہوتا | دیوانون کی حالت مین رسوا نہ ہوا ہوتا
پہچان سکے سالک سیارون کی ہستی کو | گہٹتا نہ کبھی ان مین گر نور خدا ہوتا
سمجھے ہین قدیم اوسکو حادث ہی وجود اپنا | دریا سے نہ ملتا جو قطرہ نہ فنا ہوتا
حاصل نہ ہوا کچہہ بہی بیتابی و حسرت سے | کیا خوب تہا گر شیوہ تسلیم و رضا ہوتا
رندون نے عبث روکا اک لغزش ٹہر جانا | کیا کہنے کو تہا واعظ کہنے تو دیا ہوتا
کیا خوب کیا میرے درپے نہ ہوے ناصح | یہ عشق کا سودا تہا رکنے سے سوا ہوتا
تم آ گئے دل ٹہرا اسوقت یہ عالم تہا | چہپ کبہی نہ رہا جاتا کہتے تو گلا ہوتا
دنیا کو سمجہتا مین اک تل سے بہی کم رتبہ | جلوہ ترا آنکہون مین گر نور فزا ہوتا
جو شاہ ہمارے ہین آج اونکی وہ حالت ہے | مجبور نہ تہا کل تک جسطرح گدا ہوتا

ممکن تہا حبیب اب بہی منزل ہمین ملجاتی
ہر شخص لگا بوسے گر آبلہ پا ہوتا

سیماب وار ہوگا کشتہ نہ پیکر اپنا | ملنے پہ خاک مین بہی چمکے گا جوہر اپنا
ہے بادۂ ولا سے لبریز ساغر اپنا | حامی ہے دو جہان مین ساقی کوثر اپنا
یان عیب پوش کب ہو زر مثل فلس ماہی | رکہتے ہین نقد معنی دل ہے تونگر اپنا
گردش کا کیا ہے شکوہ یکسان ہے دشت و گہر | دیتا ہی دینے والا رزق مقدر اپنا
گر حسن ہی بیان مین تاثیر ہے زبان مین | ہر نکتہ رس جہان مین ہوگا مسخر اپنا
پہونچا دیا اگر اوس بلقیس حسن کو نامہ | لیجائے گا ہما سے بازی کبوتر اپنا

ہووے سا نازپرور قابو سے جبتک باہر / سکیے کوئی بھروسا دنیا مین کب ہو اپنا
دشمن سے خوف کیا ہے حامی اگر خدا ہی / ہم کیون کرین مکدر قلب منور اپنا
کچھ کم نہین ہے واعظ یہ ابتدا کی نعمت / اوسکے کرم سے ہوگا انجام بہتر اپنا
ہر چیز مین ہے قدرت ہر شے ہی ایک صنعت / تو نے بنا دیا ہے عالم کو مظہر اپنا
ق
یوسف کو جب بہ بلے کنعان کا تب القدر / آنکھون مین پھر رہا ہے اوسکا ہی گھر اپنا
جائیگی دل سے کیونکر کنتور کی محبت / اوس خاک سے بنایا خالق نے پیکر اپنا

ہوتا تھا دل مکدر بیمہریون سے جنکے / کب ہی حبیب مصلح اوسکے برابر اپنا

آج دانا کل کا غم کیون کہائیگا / ہوگا جو قسمت مین اسکے آئیگا
ساقیا کب تک ہمین ترساے گا / یاد رکھ پہر دے گا جو پھر پائیگا
دل مین پنہان کیون نہ رکھین داغ ہجر / جی اندھیری قبر مین گھبرائیگا
بیخبر داور حشر مین کرنہ بحث / ساتھ کیا لایا ہے کیا لیجائیگا
آ اگر آنا ہے اسے وعدہ خلاف / تا بہ کے دلکو مرے ترسائیگا
یاد رکھین سے ستم پر جسکو ناز / کل یہ ہنسنا اشک خون رلوائیگا
ہے خبر کسکو تلون آپ کا / آگے چلکر رنگ کیا کیا لائیگا
ق
بن رہے ہین خود غرض ہمکلام [illegible] / ان سے کیونکر داد کوئی پائیگا
۲ کوہ کے پہلو مین ہین دل کیطرح / یہ سان بھی مدتون یاد آئیگا
۳ سچ رکھین دینگے ظالم کیا جواب / منتقم جب سامنے بلوائیگا
۴ ہے جہان مین راحت و غم پر شباب / نیک و بد کا نام ہی رہ جائیگا

جلد اوسکی بساط انبساط | کیا ہمارا صبر خالی جائیگا

شکر موجودہ حالت پہ حبیب
آگے جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا

بھلا ہو جس کام میں کسی کا تو اوسمیں وقفہ نہ کیجیے گا۔
خیال زحمت نہ کیجیے گا ملال ایذا نہ کیجیے گا

وہ مجھسے فرما رہے ہیں ہنسکر ہمیشہ ملنے کی آرزو پر
ملال ہوگا محال شے کی کبھی تمنا نہ کیجیے گا

حباب ہے زندگی کا نقشہ کہاں کا دن ماہ و سال کیسا۔
ہوا ہے یہ دم کا کیا بھروسا امید فردا نہ کیجیے گا

کیا تو ہے عشق حضرت دل لیا ہے سر پہ بار مشکل
ہوا اگر مدعا نہ حاصل تو راز افشا نہ کیجیے گا

جو آپ آئین سے پے عبادت یقین ہیچ ہو جائے مجکو صحت
مگر برائے خدا یہ زحمت کبھی گوارا نہ کیجیے گا

جو اہل دنیا کے تھے مخالف ہوئے وہ دنیا کے اور شیدا
سمجھتے اب خاتمہ ہے دین کا جو فکر دنیا نہ کیجیے گا

یہ تھا عہد و رسم و راہ کا ہے خیال دو نو طرف ہو یکسان
کسیکو پروا نہ ہوگی جسم کسی کی پروا نہ کیجیے گا

تعلق اہل جہان سے ہو گر تو رکھیے بیم و رجا برابر
سپاہ حسن اسکے کیجیے اور کبھی بھروسا نہ کیجیے گا

عزیز ہے جوہر امانت کسی سے الفت ہو یا عداوت
اگر ہے کچھ غیرت شرافت تو راز افشا نہ کیجیے گا
بیان کی احتیاج ہے کب رہا ہے صرف اکحرف مطلب
حبیب کا درد دل سنا سب اب اسکا چارا نہ کیجیے گا

بام پر آکر جو وہ ابرو کمان ہو جائیگا
ایک عالم کو مہ نو کا گمان ہو جائیگا

آ سکے اونکے جب کبھی ہمنے کیا اظہار عشق
ہنسکے بولے خیر اک دن امتحان ہو جائیگا

بزم مین ہوگا شاہد مقصد بنا رہبر جو بخت
ناقۂ لیلیٰ کا مجنون ساربان ہو جائیگا

ابتدا سے عشق مین علق تہا اسکا خیال
ایکدن افسانہ ہر زار زبان ہو جائیگا

کیا بھروسا کیون کسیکو دو کلید عافیت
ہو گی آفت گر مخالف رازدان ہو جائیگا

اکتساب فن مین کوشش چاہیے اکدن یہ شغل
خلق مین وجہ حیات جاودان ہو جائیگا

صحبت احباب سے تہی دو گھڑی کی دلگی
یہ گمان کب تہا وہ ظالم بدگمان ہو جائیگا

ڈر خدا سے ہنس نہ ای آسودہ دل غافل کہ
ہر تبسم اوسکے دلکو اک سنان ہو جائیگا

دیکہنا حالت جو پہونچا جلوہ گاہ یار تک
دامن نظارہ کشت زعفران ہو جائیگا

اس طرف بہی اک نگاہ فیض ای جانبخش خلق
چارہ گر میرا ترا لطف نہان ہو جائیگا

خوف کیا گر دشت مین پہنچا ہمیت بہ خرام لے
رحمت حق سے یہ صحرا گلستان ہو جائیگا

خاکسارونکو چہپا کر لیگی دامن مین زمین
بس یہ ہوتا ہے جو دشمن آسمان ہو جائیگا

دل کی استغنا نے بخشی ہے تکلف سے نجات
یان شریک ماحضر ہر میہمان ہو جائیگا

ہوتی ہے امیدواری کی بہی صاحب انتہا
تا بکے سنتا رہون آخر مین ہان ہو جائیگا

دیکہو پچہتاؤگے دل دیکر یہ کہتا ہی حبیب
سو طرح معلوم ہے جیسا زیان ہو جائیگا

آ کے خود بالیں پہ میرے مرگ ناگہانی دیکھنا
تیشۂ شستہ موڑا اجل نے سخت جانی دیکھنا

آئینہ توڑا نہ بھایا اپنا ثانی دیکھنا
اونکا بچپن ہیں ابھی ہے یہ عالم جوانی دیکھنا

وقت پر دونگا طبیعت کی روانیکا ثبوت
سنگدل یاقوت ہیں ہوجائینگے پانی دیکھنا

اپنا جلوہ دیکھتے ہیں سنکے قصہ طور کا
یا الٰہی ان بتوں کی لن ترانی دیکھنا

تو سہی رہجا سے بت بنکر رقیب سخت جان
اونکی محفل میں مری جادو بیانی دیکھنا

صفحۂ دل پر ہے صورت یار کی اے چشم تر
ہو نہ سپید رونق یہ شکل زندگانی دیکھنا

میری بیتابی کا چہرے پر اثر مطلق نہیں
درد دلکو وہ سمجھتے ہیں کہانی دیکھنا

کیا کہوں میں کسقدر دلکو رقابت شاق ہے
اپنے سایہ سے ہو وحشت بدگمانی دیکھنا

ہم ہیں غافل رفتن وہاں فکر اسکے مال کی
حب قومی اور شوق حکمرانی دیکھنا

اب شعر لغو ہے ہمیں نہیں پاس نمک کیسی ذلیل
ہیں یہی بدنامی دولت کے بانی دیکھنا

کرتے ہیں برباد اپنا گھر ہم اپنے ہاتھ سے
انتزاع ملک و دولت کی نشانی دیکھنا

طالب کین پہ را آکر بنے ہیں معتمد
بدنصیبی اپنی اونکی کامرانی دیکھنا

جنکا دل غمخوار ہے اونکو مبارک ہو حبیب
مرگ سے پہلے ہماری نوحہ خوانی دیکھنا

قتل کرکے ایک نظر دیکھا نہ میں تڑپا کیا
یہ تغافل ہے ستم جلاد تونے کیا کیا

زندگی بھر راہ میں دیکھا کیا تڑپا کیا
بعد مردن دیکھنے آئے بہت اچھا کیا

کیا کہوں سودای زلف یار نے کیا کیا کیا
در بدر مجکو پھرایا جابجا رسوا کیا

ہوتی شادی مرگ گر تشریف فرما ہوتے آپ
وعدہ کرنے پر یہ حالت تھی کہ میں تڑپا کیا

کشتۂ تیغ تغافل کو نہیں اصلا گلہ
خوش رہو پیاری کیا جو کچھ بہت اچھا کیا

کی بہت کوشش مگر کچھ اسپہ بس چلتا نہین
وحشت دل نے تنہا نہین مجھے رسوا کیا

عمر بھر مین آج پایا لطف زخم دلکشا
اوسکی ناوک افگنی پر مرغ جان تڑپا کیا

یاد ایام گذشتہ آگئی جسدم مجھے
دیر تک زانو پہ سر رکھے ہوئے رویا کیا

سامنے غیرون کے بیتابانہ لوٹا خاک پر
راز میرا آج طفل اشک نے افشا کیا

قافلہ منزل پہ پہونچا اور مین حسرت زدہ
کیا کہون حال اپنی غفلت کا پڑا سویا کیا

اب سبب سے یہ عارضہ کیا دشمن جان ہو حبیب
کچھ علاج ابتک نہ تمنے وحشت دل کا کیا

دشت مین پہرنیکا سامان کبھی ایسا تو نہ تھا
یہ جنون دست و گریبان کبھی ایسا تو نہ تھا

لب پہ ذکر رخ جانان کبھی ایسا تو نہ تھا
سوز پوشیدہ نمایان کبھی ایسا تو نہ تھا

وہ پریوش میرا مہمان کبھی ایسا تو نہ تھا
عشرت و عیش کا سامان کبھی ایسا تو نہ تھا

ہون مین ہمسایۂ پہلوے جانان کبھی ایسا تو نہ تھا
درد دل کا کوئی درمان کبھی ایسا تو نہ تھا

یاد قاتل مین ہر ایک دیدہ و دل خون رویا
زخم خندان مژہ گریان کبھی ایسا تو نہ تھا

سر بکف مین ہون اگر تیغ بکف ہے قاتل
شکر ہے قتل کا سامان کبھی ایسا تو نہ تھا

رشک گوہر سے لکھتا ہون اوس غنچہ لعل
شغل وصف لب و دندان کبھی ایسا تو نہ تھا

کیا صبا کا گل دلدار کی خوشبو لائے
غنچہ دل ہرا خندان کبھی ایسا تو نہ تھا

خون کے آنسوون اٹہتا ہون دکھا کر ہوت
جی کا سیر کے کوئی خواہان کبھی ایسا تو نہ تھا

بھولے الفت کا مدہم ہیں ہم گلشن
دیکھو ہر غنچہ پریشان کبھی ایسا تو نہ تھا

دل ہر بیتاب ہر غمزے سے شیدا حبیب
جوش وحشت بیجان کبھی ایسا تو نہ تھا

پھر سے بہشت پہ نہ وہ رشک ماہتاب ملے
جگر کو داغ ملے دلکو اضطراب ملا

لقب ضعیف ہوا ناتوان خطاب ملا
تمہارے چھٹنے سے کیا خاک ہمین شباب ملے

دہنے تری چتون پہ نالے عبث ہین اے زنجیر
اسیر زلفکو حصہ مین پیچ وتاب ملا

بدن کو سوز کلیجہ کو داغ دلکو درد
جو کچھ ملا ترے چھٹنے سے بیحساب ملا

اٹھا دیا تھا جسے آج کچھ ستا ہی ادھر
تری گلی سے نکلکر لحد کا باب ملا

جو پیچکے بادۂ الفت گزک کی خواہش کی
جگر برشتہ ملا ہمکو دل کباب ملا

جفا و جور مین ناز و ادا مین صورت مین
وہ شوخ ساری حسینون مین انتخاب ملا

خط اونکا آیا پس مرگ خوبی قسمت
جواب نامہ کی جا نامہ کا جواب ملا

مقرر ہوا اثر سوز عشق کا صیاد
کہ سیخ تیر پہ ہر مرغ دل کباب ملا

چھپی گناہ کی سیاہی سپید بالون مین
قصور خلد مین پہرا ہوا اسے غیب ملا

جب آیا سامنے ڈوبا عرق مین غیرت سے
کبھی نہ رنگ رخ یار مین گلاب ملا

اگے جو خاک سے عاشق کی یہ سزا پائی
کہ داغ لالہ کو سنبل کو پیچ وتاب ملا

بھرا جو جام بلورین کو میرے ساقی نے
عیان ہوا مہ کامل سے آفتاب ملا

جہان مین نیک کو ہرگز امان نہین ملتی
کھلا یہ خار جو ہم پہلو سے گلاب ملا

حبیب عزت و توقیر منت بی منت
جہان مین عوض مدح بوتراب ملا

اے دل غم فرقت کا اظہار نہ کرتا تھا
گر ضبط نہ تھا ممکن جی ہی جی مین کڑھتا تھا
مطلب یہ کہ لاتا تھا [illegible]
پہلو سے مرے اونکو دل لیکے نکرتا تھا
دریا تھا جہان رہتا تھا [illegible]
غافل دم عالم سا یہان [illegible]

کچھ حال نہ پوچھو تم پیاری شب فرقت کا
میں کہہ نہیں سکتا ہوں جینا تھا کہ مرنا تھا

پوچھی نہ مری حالت دکھلا کے چلے صورت
آئے تھے اگر صاحب دم بھر تو ٹھہرنا تھا

کیسی ہے عطا تیری ابتک نہ ہوئی سیری
اکبار تو ایسا ہی ساغر مرا بھرنا تھا

سمجھے تھے وہ ایسا کب حیران ہیں اعزا سب
دشوار ہے مجھ سے بگڑے گا سنورنا تھا

کی قافلہ والوں نے تقدیم زلیخا پر
جس چاہ میں یوسف تھے پانی کو بھرنا تھا

ہاتھ اوسنے جو رکھا ہی قدرت کا مداوا ہے
اس زخم جگر تیرا مشکل ابھی بھرنا تھا

بیتابی سے ہوں نالاں ظاہر کئے سب ارمان
یاں آیا تھا جب مہمان کچھ دیر ٹھہرنا تھا

رکھتا تھا حبیب اپنے مالک پہ نظر ہر دم
بیداد مخالف سے ہرگز نہیں ڈرنا تھا

کام غفلت میں ہو گیا دل کا
نہ سنا تم نے مدعا دل کا

کب دشمن کو بھی نہ آزردہ
اسقدر ہمکو پاس تھا دل کا

کون کرتا ہے کسکی ہمدردی
کون سنتا ہے ماجرا دل کا

درد سے کردیا تہی پہلو
خون آنکھوں سے بہ گیا دلکا

اہل دل ہے وہی زمانے میں
پاس جسکو ہو اک ذرا دل کا

پھر گئی بے سبب تمہاری نگاہ
ہو گیا خون بے خطا دل کا

ہجر میں اک غریق رحمت کے
ہے غم تازہ آشنا دل کا

مردہ ہے جو ہو نہ پیرو نفس
سخت مشکل ہے روکنا دل کا

اپنی وقت پسند یوں ہی ملا
مانگتے کس سے جو نہ تھا دل کا

زندگی تک مجھے ساتھ بھی ورجا
مٹ گیا آج داغ غم دل کا

خود غرض اس کی قدر کیا جانیں
پاس کرتے ہیں باوفا دل کا

بخیۂ زخم تیغ یاس نہ کر
چارہ گر کام ہو چکا دل کا

چھوڑ دنیائے بے ثبات حبیب
ہے تقاضا یہ بار بار دل کا

رفیق بعد فنا عشق یار تک نہ رہا
او تجھے یہ صفائی کہ دل کا غبار تک نہ رہا

جو دل کے لینے میں تھا وہ قرار تک نہ رہا
بتوں کا ظلم حساب و شمار تک نہ رہا

تمام کر دیا کیا جلد دورِ ساقی
ہمارا آج سے تجھے انتظار تک نہ رہا

ہوا یہ موت کا حیلہ مری عیادت کو
وہ آیا اور دم احتضار تک نہ رہا

جنوں کے ہاتھ سے باقی برائے نام کوئی
کہیں ہمارے گریباں کا تار تک نہ رہا

یہ باغباں کو ہوئی کد کہ آشیانہ مرے
نشان بھی آمد فصل بہار تک نہ رہا

سزائے عشق ہمیں دی تو روز حشر گڑا
ہزار شکر کہ روز شمار تک نہ رہا

صبا کے جور سے اک ذرہ غبار مرا
سم سمند سبب شہسوار تک نہ رہا

نہ پوچھی ایک نے مرقد کی سرگذشت افسوس
کوئی رفیق پہونچ کر مزار تک نہ رہا

بلند قصر سے تجھے تہمت کی طرح جھکا دیں ہیں
فلک نے ایسا مٹایا غبار تک نہ رہا

سرور کھنچو نیلے یہ علت ہو ساقی
دوا ہے کہ ہمیں جس دم خمار تک نہ رہا

غم فراق میں خون ہو کے چشم تر سے بہا
ہمارے پاس دل داغدار تک نہ رہا

دل حزیں کو نہایت تھا جوش بیتابی
مگر پہونچ کے سبب گلعذار تک نہ رہا

گھلا گنہ کی ندامت سے شمع ساں صد حیف
تن ضعیف سزائے فگار تک نہ رہا

حبیب کا کسک پہلو میں درد بھی ہوتا
دل حزیں کا کوئی یادگار تک نہ رہا

کب دل مین خلل غیر کا یہان جا نہ تھا
کسدن خیال یار مرا میہمان نہ تھا

الفت مین کوئی دل کے سوا رازدان نہ تھا
رسوا کریگا اسپہ مجھے یہ گمان نہ تھا

کہتا نہ اونکے سامنے کیون اپنا درد دل
مانند حلقۂ اشک تو مین بے زبان نہ تھا

آئے کہان سے عیب مین دیکھی شباب
اوسوقت اسپہ عمر گذشتہ گمان نہ تھا

سینہ سے سوز عشق کے شعلے بلند ہین
یہ کوہ اسطرح کبھی آتش فشان نہ تھا

سب حال کہکے چارہ گری اوسپہ چھوڑ دی
جس سے قریب میرا کوئی مہربان نہ تھا

رحمت کا جوش کہتا ہی کیون در سے پھیرا
کیا ملتفت تجھے مرا اک آستان نہ تھا

خم کردیا مثال کمان بار عشق سے
یہہ بوجھ دیکھنے مین کچھ ایسا گران نہ تھا

کسدن مجھے نہ یہہ شکستگی ناگوار تھی
احسان کب عزیز بنکا طبع پر گران نہ تھا

کہتے ہین لوگ دار عنا باغ دہر کو
شاید یہان کبھی کوئی دلشادمان نہ تھا

اوسنے دلائی ہین وہ امیدین حبیب کو
پہلے کسیکا جن مین سے نام و نشان نہ تھا

یہ خیال وضع تہا عمر بہر کہ عیان نہ راز درون ہوا
پہر سے خاک ہونے پہ کو بہ کو بس مرگ جوش جنون ہوا

تمہین کیا جفاؤن سے ملگیا کہو ایسے جور سے فائدہ
ہوئین خاک سیکڑون حسرتین دل ناشکیب کا خون ہوا

ترا دل مین نقطہ بار اعزہ مو جہد سفر تھا
ہوا جب تب نہ وہ گہر بنا وہ نشان ہوا ہے فسون ہوا

ہے شکل دیکھتے چارہ گر کہ ہین ساری کوششین بے اثر

وہ سنبھالے لئے گئے جسقدر مر احسال اور زبون ہوا

ہمین لیچپلی سے ہے قضا جہان ہی یقین کہ حور ملے وہان
دم نزع آئے ہو جانجان یہ عجیب نیک شگون ہوا

تہا شباب یا کہ کوئی فسون وہ ہجوم شوق وہ جوش خون
جسے لوگ کہتے تھے سب جنون وہی مٹکے سبز شگون ہوا

دم ضبط خشم معین تہا دم جوش حرص امین تہا
جو نظر میں نور یقین تہا سبب صفا سے بطون ہوا

نہ سہام طعنہ سے کچھ ڈرا نہ خدا سے دلمین رہی حیا
کیا تجربہ بت کو جو بر ملا مجھے عشق راہنمون ہوا

تہا حبیب طالع زشت مین ۶ کین تہا بغض میری کشت مین
تہا فساد اسکی سرشت مین جو معین سفلہ ودون ہوا

تا صحا بس ورنہ دلکا حوصلہ بڑھ جائیگا
پہر گھڑی سکے جو پھر نیسے آبلہ بڑھ جائیگا

گر یونہین ایذا فراق یار کے سہتے رہے
اشتیاق وصل سے مطالبہ گلہ بڑھ جائیگا

نازپرور نوجوانو دم طلو دہر کا یہ سبب
تم پڑھنے رہجاوگے اور قافلہ بڑھ جائیگا

مفت لے لینگے وہ دل پھر کہتا دیا گمان
ہم یہ سمجھے تھے کہ قیمت سے صلہ بڑھ جائیگا

نامہ و پیغام سے ہوتا ہی پیدا ربط ضبط
شکوے گھٹ جائینگے جب سلسلہ بڑھ جائیگا

دل ہتا مجنون پھر کر کل ہوشمند
دیکھ بیٹھ جائیگا پھر جب راحلہ بڑھ جائیگا

عاشقون کو چہا ہون کا ہی پہر تو وہ
واہ کہدینے سے انکا حوصلہ بڑھ جائیگا

[illegible]
دیکھکر از خود تیرا [illegible]

راہ مقصود کو سراب آسا نہ چلو اے حبیب
جب قریب آئیگی منزل فاصلہ بڑھ جائیگا

غم کسے چیز ہے جمعیت ویران کسکا / خاک ہو کے بھی [illegible] پریشان کسکا
ابتدا سے ہو نہاں رہتا ہے ارمان کسکا / آیا آہی دل بیتاب سے [illegible] کسکا
یہی دو نقش ہیں رفتار جہاں تک اے دل / کسکی شادی نہ ہوئی [illegible] ان کسکا
ہے بلا خیز کہیں روز قیامت سے سوا / آج گھونٹیگی گلا تو شب ہجران کسکا
حسرتوں نے پر طاؤس بنایا تن کو / کیا کہیں داغ عیاں کسکا ہے وہ پنہان کسکا
مستند ہے رہ عشرت میں قتل عشاق / سوگ رکھتی ہے تری زلف پریشان کسکا
دشت و صحرا میں چمن پھرتے ہیں گھبرائے ہوئے / آجکل خانہ امید ہے ویران کسکا
لے وہ چھپ چھپکے جو آتا تھا گیا سوئے عدم / تاک رکھیں گے تری حاجب و دربان کسکا
یاد کسکی ہے جو اک لحظہ نکلتی ہی نہیں / تنگ آیا ہے دل حسرت زدہ زندان کسکا
طعن ہے حضرت واعظ میں آزادی میں / تیرہ ملت کسی کے کہتے ہیں ایمان کسکا
سبزہ نیل مری تربت پہ یہ چلاتی ہے / خاک مجنون سے بنا ہے تن بیجان کسکا
کہہ چکیں وعظ تو واعظ سے یہ پوچھیں کہ جناب / شکوہ تھا ہاتھ میں ساقی کے گریبان کسکا

مستند ہوئی ہے شہرت کسی ہوئی ہے حبیب
دیکھیں دم بھرتے ہیں مشہور سخندان کسکا

زلف کو رخ پہ ترے اوس رہتا دیکھا / آج ہمنے سحر و شام کو یکجا دیکھا
رخ جانان میں فروغ کف موسی دیکھا / لب جانبخش میں اعجاز مسیحا دیکھا
ہو گئی اہل جنون جب تو نہ کیا کیا دیکھا / کبھی زندان میں بیٹھے کبھی صحرا دیکھا

آہ نے راز کو میرے کیا افشا دیکھا
تھا جو ہمدم وہی اب کرتا ہے رسوا دیکھا

ہمنے ساقی کی جدائی میں نہ ہو پیسی کبھی
سر اوٹھا کر طرف ساغر و مینا دیکھا

حسرت دید میں دی جان تڑپ کر دوستے
تجھے ظاہر نہ ہوئے عاشق شیدا دیکھا

داغ جبیں کہ ہوں دست فلک سے دوچار
ایک دل ہمنے زمانہ میں نہ ایسا دیکھا

مثل عشاق رہا کرتا ہے گردش میں مدام
اوس جوان کا فلک پیر کو شیدا دیکھا

سامنے سے ترے ہوتا نہیں آئینہ جدا
ہوگیا محو جمال رخ زیبا دیکھا

پڑ گئی ہے تہ دل سنبل میں گرہ الفت کی
جیب سے اوس دلبر طرار کا جوڑا دیکھا

صاف کہتا نہیں کیوں دل کا ہے کیا حال حبیب
آسکے بوقت ترے پاس تڑپتا دیکھا

رنگ میں بو میں ثمر میں ترا جلوا دیکھا
تو ہی تو تھا نظر غور سے جیسا دیکھا

باغ و صحرا و جبل معدن و دریا دیکھا
ایک عشق رخ دلدار میں کیا کیا دیکھا

بھولے سب جب سے تمہارا رخ زیبا دیکھا
جو کچھ اس عمر میں تھا ہمنے سنا یا دیکھا

اقربا ترک وصیت سے پشیمان ہوئے
اوسکے کوچہ سے نہ اوٹھا مرا لاشا دیکھا

چشم مشتاق کو آغوش تمنا سمجھے
شکل دکھلا کے چھپے وہ یہ تماشا دیکھا

وائے قسمت کہ سوائے نگہ گرم کبھی
ایکدن بھی نہ ترا لطف و مدارا دیکھا

ہوگیا صورت تصویر بحیرت نگران
جسنے اے آئینہ رو تیرا سراپا دیکھا

نہیں معلوم کہ ہے کب سے رواں چشمہ چشم
ہوش جب سے ہوا ہمنے اسے بہتا دیکھا

دلمیں انکے تھا وہی کہدیا جو تو نے حبیب
سب ز خود رفتہ میں حال اہل ولا کا دیکھا

ملال آپ سمین اس سے دلبر ہنسی سے ہو نہیں سکتا
لگا کر منہ خفا ہو یہ کسی سے ہو نہیں سکتا

نہ بولیں اون سے اگر ان یہ تو جیسی ہو نہیں سکتا
کنارا دو گھڑی کی دلگی سے ہو نہیں سکتا

کبھی عسرت کا حیلہ ملتجی سے ہو نہیں سکتا
کہ سائل تب یہ جا یہ غنی سے ہو نہیں سکتا

مرا بگڑا ہوا کام اور میرے درد کا درمان
کسی سے بن نہیں پڑتا کسی سے ہو نہیں سکتا

نہ ڈر رہتا ہے خلقت کا نہ دل میں خوف خالق کا
سوائے کبر و نخوت کچھ غنی سے ہو نہیں سکتا

ہزاروں جان بلب عاشق ہیں اک معشوق پر مرتا
نظر کرنا نگاہ سرسری سے ہو نہیں سکتا

بلا کے الفون کی لی سر پر عوض میں نقد جان دیکر
یہ سودا اک سوا میرے کسی سے ہو نہیں سکتا

نہیں ممنون کیوں اہل توکل اہل دولت کے
گوارا ننگ محتاجی غنی سے ہو نہیں سکتا

یہاں بھی اور وہاں بھی ہیں وہی مالک وہی حاکم
جدا ہاتھ اپنا دامان علی سے ہو نہیں سکتا

ہمیشہ ہے عدو کی عافیت نا اہل کی صحبت
کوئی دل خوش بد نگی دوستی سے ہو نہیں سکتا

حبیب مبتلا ایسا تحمل درد فرقت میں
کبھی سے ہو نہیں سکتا کسی سے ہو نہیں سکتا

شب کو مطرب تھا شراب ناب تھی پیمانہ تھا
وہ پری وش کیا نہ تھا گویا کہ سب کچھ تھا نہ تھا

سوز دل سے لب پہ ہر دم نالہ بیتابانہ تھا
ہجر ساقی میں کسی پہلو قرار اصلا نہ تھا

جلوہ گر دل میں خیال عارض جانانہ تھا
گھر کی زینت تھی کہ زینت بخش صاحب خانہ تھا

کیا کروں اب مبتلا ہوں آپ اپنے حال میں
دی تھی نعمت اگر جب لب پہ میرے شکوہ تھا

شہرہ آفاق ہوتی میری از خود رفتگی
خیر یہ گذری کہ آنکھوں سے تجھے دیکھا نہ تھا

عقل گم میں جو چھپاتے دیکھکر [illegible]
پھر میں جنون جگر نہ تھا وحشت نہ تھی [illegible]

کیا کہوں [illegible]
[illegible]

گر نزاکت مین نہ ہوتا مثل تار عنکبوت
خوب الفت سے زمانہ مین کوئی رشتہ نہ تھا

یون ضعیفی آگئی گویا ازل سے تھی نحیف
اور شباب ایسا گیا جیسے کبھی آیا نہ تھا

ق

ہے یقین عاشق تمہارا مر گیا ہو تو خبر
شیفتہ کل دیکھا تھا جا کر حال کچھ اچھا نہ تھا

نیم باز آنکھین تمہارا نام تھا ورد زبان
زخم دل پر ہاتھ تھا لب پر مگر شکوہ نہ تھا

بخت کی برگشتگی گذری ہی حد سے ای حبیب
دیکھتے ہین اونکے تلوے جنکا منہ دیکھا نہ تھا

جبین پہ کیون شکن ہے اے جان منہ ہے غصہ سے لال کیسا
ہزار باتین ہون ایک ہین پھر بھلا یہ باہم ملال کیسا

نہین ہے اب تاب درد فرقت کہان کی عزت کہانکی غیرت
ہین مبتلا اپنے حال مین ہم کسیکا اسدم خیال کیسا

بتاؤ مجکو یہ کیا ہوا ہے یہ کون سا درد لادوا ہے
یہ کیون مرا دم اولجھ رہا ہے ہے خود بخود جی نڈھال کیسا

تمام عالم ہوا جو شیدا تو کچھ تعجب نہین ہے اسکا
بت ستمگر تجکو بخشا خدا نے حسن و جمال کیسا

گئے سے سیری ہوئی نہین ہے یہ کہتے ہین سب اجل قرین ہر
قلق مین ہر دم دل حزین ہے کہ ہوگا اپنا مآل کیسا

جا اوس ستمگر سے کوئی کہدے مریض فرقت کی اب خبر لے
جو کٹ رہی زندگی کی گھڑیان کہان کا دن ماہ سال کیسا

[illegible] ہر دم غم ہے دل حزین کو

لہو کے دہبے ہین آستین پہ تو دامن انکون سوال کیسا

ہوس ہے ہر ایک جی کی جی مین ہوئے جو غش وصل کی خوشی مین
تمام شب گذری بیخودی مین جواب کیسا سوال کیسا +

جہان چھاتا پھرا ہے کب کا فلک پہ وحشت کا اب ہے شہرا
کہا نکا مغرب کہا نکا مشرق جنوب کیسا شمال کیسا +

وہ مہر ہون مین ہوا جو طالع تو اک زمانہ نے خاک اڑائی
چمکنے دیتے نہین ہین بد مین عروج کیسا زوال کیسا +

حبیب کر کے بتون کی الفت ابھی سے ہے ہجر کی شکایت
رہے گا اب حشر تک یہ جھگڑا یہان بھلا انفصال کیسا

شراب پی جان تن مین آئی الم سے تھا دل کباب کیسا
گلے سے لگیا وہ آو صاحب کہان کا پردہ حجاب کیسا

اب آو بھی بے طرف تکلف نقاب کیسی کہان کا پردہ
جھکاے کیون ہو شرم سے تم عیان ہے رخ سے حجاب کیسا

بڑا جو مین رکھکے غیر دستی کہا یہ ہنسکر چڑھا کے تیوری
ہٹو خدا ہو غش مین رہو جی سنبھالو دل اضطراب کیسا

تمہین مبارک ہو جو لیا ہے بھلا دو جو ہمکو دیدیا ہے
جو ہو گیا اسکا ذکر کیا ہے یہ دوستون مین حساب کیسا

بہار کے دن ہین کیا مزہ ہے شراب کا دور چل رہا ہے
لگا ہے سبزہ چمن کھلا ہے برس رہا ہے سحاب کیسا

مین رشک مجنون ہون دیکھ ادہر تو نہ لا صبا گلستان کی خوشبو
غبار کی ہے دماغ کو خو کہان کا عطر اور گلاب کیسا

وہ چشم کرتی ہے صید آہو ہین اتنے تیر مژہ ترازو
پکار ہوگی یہ کل کو ہر سو کہ یہہ ہے مشکناب کیسا

کبھی وہ مستی مین رنگ لائے کبھی کیا شاد مسکرائے
عجب طرح کے مزے اوٹھائے وصال کی شب مین خواب کیسا

نہ میل کر ساقیا یوہین دے پسند مجکو نہین کوئی شئے
جگر پہ چرکا لگے ہے پیاسے کہان کا پانی گلاب کیسا

نہین ہے دوزخ کا دلکو کچھ غم مری بھی سن ناصحا ذرا تھم
رحیم وہ پر گناہ ہین ہم عذاب کیسا ثواب کیسا

ہو روز سے رخ تو زلف سے شب ذقن ہے مانند چاہ نخشب
یہ حال ہے کچھ نہین یارب تو ہوگا عہد شباب کیسا

یہ دور ہے چشم سرمہ گونکا فلک ہے اک قطرہ بحر خونکا
جہان مین رنگ ہے فسون کا ہے مست ہر شیخ و شاب کیسا

عجیب ہین بندکام تیرے کہان ہین شاہ انام تیرے
نہین پہونچتے امام تیرے ہے بندہ بوتراب کیسا

روح پرور وقت بد بین ہے سبب بیداد کا
صید کا خون رہنما بنتا ہے خود صیاد کا

ای دل مضطر ٹھہر وا رعنا ہے باغ دہر
ای زبان خاموش یہ موقع نہین فریاد کا

پند ناصح کی خلش بہتر ہے لطف عیش کو
حکم رکھتی ہین یہ باتین نشتر فصاد کا

عذر کیا جب لے اجازت دیکہا پیر مغان
ہین تو ابتک منتظر بیٹہا تہا اس ارشاد کا

کیون کمی کرتا ہی گر بیداد ہی منظور ہے
شاید اکدن یہ بہی ہو جاے وسیلہ یاد کا

دے نہ ای غافل متاع نیکنامی ہاتہہ سے
پیش پا ہے راستہ ملک عدم آباد کا

پہیر سکتے رہتے ہین جو ہر دم ضمیرین تونکی
لین اہی کچہ دن سبق لا تخلف المیعاد کا

آفرین عاشق کے دلپر ورنہ یہ فرقت کی آگ
ایکدم مین توڑ دے دم کوہ حداد کا

دلکو ملتی تہی جناب عشق سے داد سخن
نکتہ سنجی حق نہ ہر حق بجا [illegible] استاد کا

ایکسان رہتی نہین نادان ہواے روزگار
دیکہہ لی قرآن مین افسانہ قوم عاد کا

ہو سکا جو کچہ کیا وہ دست بازو سی حبیب
مین نہین خوگر ابہی تک غیر کی امداد کا

دیکہہ شہر انتظار آنے سے ترے دل کسکا
بنگیا قبلہ نما طایر بسمل کس کا

کون ہے تیرے سوا رازق وجواد وکریم
کبہی محروم پلٹتا نہین سایل کسکا

جلگئی ہیرے سوا کشت تمنا کسکی
نا امیدی سے بدلتا رہا حاصل کسکا

چاہیئے طالب عزت کو عزیزون سے سلوک
یون ادب کرتے ہین اقران وا ماثل کسکا

پہر کہان آپ چہپین سکے جو کہو داور حشر
آج پہچان لین سب کون ہی قاتل کسکا

مین ہون یا وہ کہ ملاقات کا باعث ہین جنون
ہو گیا تازہ طریقہ غلط حاصل کسکا

ہدہد بہجا تا ہے اپنی ہی تک وہ دوسی ہلال
ہوا منظر سندہ احسان ۔ ۔ کامل کسکا

ہم بہی ہین تم بہی ہو اہی حضرت واعظ کہو
نیک انجام کرے خالق عادل کسکا

آج ہین عاشق جانباز اشارہ کر دے
دل ہے ان سب مین تری نذر کے قابل کسکا

اہی صبا کون گلی انام مہرے سے گذرا
ذکر کرتے ہین آپس مین عنادل کسکا

یہان تو اکثر یہ حسینون کا رہا دیوانہ
دیکھیں محشر مین طرفدار بنے دل کس کا

چھوڑا اسے شیخ نگر نگر حبیب مدہوش
کچھ خبر ہے تجھے ہشیار ہے غافل کس کا

بنے گی اونسے کیونکر ابتدا انجام کیا ہوگا
سنا ہے پھر خفا ہین کچھ کسی نے کہہ دیا ہوگا

زیادہ ہوتی جاتی ہے شب فرقت کی بیتابی
سحر سے مین اسی تشویش مین ہون آج کیا ہوگا

گدا ممکن نہین ساکنان کوچہ دلبر
گئے تھے ہم بھی ملنے کے لئے تم نے سنا ہوگا

کوئی پہلو نہین ملتا ہے وعدے سے مکرنیکا
کچھ چوری وہ مجھسے کہتے ہین اچھا کہا ہوگا

مزہ دیکھو کیا ہے قصد سینہ کا زاہد نے
ٹھہر کر ہر جگہ کہتا ہے کوئی دیکھتا ہوگا

قطعہ

ادا سے اوس پری وش کی کہہ رہی ہین چپکے سے
۱ یہ چتون جانستان ہوگی یہ قامت فتنہ زا ہوگا

رہیگی اندن اک عاشقون کی بھیڑ کوچہ مین
۲ کوئی دیوار سے در سے کوئی سر پھوڑتا ہوگا

گریبان جوش وحشت مین کوئی پھاڑیگا دامن تک
۳ جگر پہ ہاتھ رکھے کوئی بسمل لوٹتا ہوگا

نشانہ سنگ طفلان کا بنیگا کوئی دیوانہ
۴ کسی کے قتل کا سب کی زبان پر تذکرہ ہوگا

ٹپکتا ہے مگر یہ رنگ جسکی حسن صورت سے
۵ جو سیرت بھی ہوئی اچھی نہین معلوم کیا ہوگا

اونہین جب سے لکھ کے خط بھیجا ہے ہر دم یہ تصور ہے
اب اونکے پاس پہونچا ہوگا قاصد چل دیا ہوگا

خدا شاہد ہے ہمنے جتنے ناز اونکے اٹھائے ہین
زبان سے گو نہین کہتے مگر دل جانتا ہوگا

حبیب خستہ جان سے لئے خوب الفت کی مہربانی
ذرہ پوچھو تو اس سے پھر کسیکا مبتلا ہوگا

گھٹیں گی خواہشین ایدل تو حاصل مدعا ہوگا
ذرا یہ بھیڑ چھٹ جائے تو پیدا راستہ ہوگا

ابھی تک مین تمہاری دوستی پر ناز کرتا تھا
نہ تھی امید یہ اغیار سے ہر دم گلا ہوگا

سنا دیا جو بہت سے کہہ دیا مجھے
وگرنہ سخت دلون مین ملال آجاتا

بچایا سنگدلون سے حبیب نے پہلو
وگرنہ آئینہ دل مین بال آجاتا

حال اپنا خلق کو قصہ کہانی ہوگیا
عشق مین مرنا حیات جاودانی ہوگیا

خط مین جو وعدے کو سمجھے اونسے ایفا ہو
آپکا لکھنا بھی پیغام زبانی ہوگیا

کہتے ہو بے اعتنائی دوستی کی شان ہے
خوب غصہ بھی دلیل مہربانی ہوگیا

عیش مین اپنی سیہ کاری کا جب آیا خیال
کچھ نہ پوچھو شرم سے مین پانی پانی ہوگیا

خودغرض سمجھے دیا جان بازیون کا یہ صلہ
واہ صاحب مین تو نذر بدگمانی ہوگیا

سیدھی باتون مین نکالا تمنے وہ حسن ادا
شوخی جسمین شہرۂ جادو بیانی ہوگیا

چرخ نے پنہان کئے کیا کیا حسین زیر زمین
نوجوانون کا عدو [illegible] ہوگیا

سنکے شہرہ دل کا آجانا بت بے مہر پر
میرے حق مین اک بلائے آسمانی ہوگیا

خدمت خلق خدا ہے موجب عظمت حبیب
منصب شاہی طریق پاسبانی ہوگیا

بساط دہر پہ پھر کیون بچھائے دام آز اپنا
کبھی سوچے اگر انجام تو اسے حیلہ ساز اپنا

ہر اک تدبیر گویا فکر بہبود دنی دشمن تھی
کیا بیتابی دل نے غضب افشای راز اپنا

زبان تک حرف مطلب آسکے اونکے نہ لانا تھا
تملق پر محول ہوگیا عجز و نیاز اپنا

یہان اندوہ محرومی سے برق خرمن ہستی
دکھاتی ہے کسی کی شمع کو سوز و گداز اپنا

سما سکتی نہین وہم و گمان مین بھی عطا تیری
کہان تک ہوگا دامان ہوس یارب دراز اپنا

کہانسے مجھکو غش [illegible] انسانیت تجھے
کوئی یون ہاتھ سے دیتا ہے حسن امتیاز اپنا

عجب حالت ہے جوش آرزو نہیں کوئی نگہ لکو
تمہارے در سے پھرتا ہی نہیں ہے رند نیاز اپنا

ہوس ہے رہنما ہر دم در ارباب دولت کی
قناعت کہتی ہے بیٹھو خدا ہے کارساز اپنا

نکلکر آنکھ سے آنسو دکھا دیتا ہے مردم کو
یہ پستی ہے نشیب اپنا وہ رفعت تھی فراز اپنا

تجھے منظور ہو دنیا تو یہ کیا روک سکتا ہے
ذریعہ ہے حقیقت میں خداوند مجاز اپنا

ہوئی تب بزم ہستی انکی خوشبوئی سے عطر آگیں
گلوں نے وقت گلچیں کر دیا جب اہتزاز اپنا

ہوا آخر یہ طے دونوں طرف الفت برابر ہے
تجاوز کر گیا جب حد سے ناز اونکا نیاز اپنا

حبیب مبتلا کو صبر نے کیا کیا تسلی دی
مصیبت میں بھی تھا ایک یار دلنواز اپنا

عقل پر پتھر پڑے الفت میں دیوانہ ہوا
دل جدا کثرت سے اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا

کہہ گیا جو جی میں آیا ایسا دیوانہ ہوا
بوند میں کم ظرف کا لبریز پیمانہ ہوا

سچی باتوں میں بھی ہوتا ہے قیامت کا اثر
تذکرہ میرا عجب دلچسپ افسانہ ہوا

بدنما سمجھا گیا پیوند استغنا و حرص
تنگ دلق فقر کشکول گدایانہ ہوا

زنگ غفلت سے دل شیدا مربع بنگیا
یہ خدا کا گھر بھی اس صورت سے بتخانہ ہوا

مخرب بنیاد آسایش ہے رفتار جہاں
بستیاں اجڑیں کبھی آباد ویرانہ ہوا

جان ہے مول اسکا ای عشق جوانی جان لے
نقد دل حسن یوسف ثانی کا بیعانہ ہوا

تیرہ بختی کی بلا سے یوں نکلنا چاہیے
جسطرح سلجھا کے زلفوں کو الگ شانہ ہوا

جذب دل یہ ہے اسے کہتے ہیں باطن کی کشش
اونکے پرتو سے منور میرا کاشانہ ہوا

کیا شکایت اسکی صاحب اپنا اپنا رنگ ہے
غیر ہیں نا ہم تمہی سے جب غیر سے یارانہ ہوا

لگ گئے دونوں میں تھی جلنے کی قوت ایک سی
میل جنسیت سے جزو شمع پروانہ ہوا

اوسکی شان عالم آرائی پہ کی حسبِ دم نظر | گوشۂ دولت مرا دربار شاہانہ ہوا
قالب خاکی مین ساقی تو نے پہونکی ہے یہ روح | قلقل مینا سے پیدا شور مستانہ ہوا

خوب ہی رنگ جوانی شیب کی کھویا حبیب
محو ولے بہی خیال روے جانانہ . ہوا

سر سے اونچا جب یہ سیلاب فنا ہو جائیگا | کہتے ہین نا آشنا ہر آشنا ہو جائے گا
ساز و سامان نذر طوفان بلا ہو جائیگا | نوح کی کشتی ہمارا بوریا ہو جائے گا
رنگ لائینگے کبھی نقش و نگار آرزو | اک نہ اکدن یہ چمن بھی جانفزا ہو جائیگا
سکو ہی معلوم ہین جینے کے اوسکی لاکھ تہہ | ورنہ حاجتمند کیا حاجت روا ہو جائیگا
صبر لازم ہے جو رک دے پا کر قابو خود غرض | ایکدن حال اوسکا خود عبرت فزا ہو جائیگا
مہربان جب ہونگے وہ ہوگی نہ حاجت عرض کی | ہر اشارہ اپنا حرف مدعا ہو جائے گا
ابتو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین مثل نقش پا | یا اٹھین گے یا مقدر رہنما ہو جائے گا
سبے وہ انسان جو بقائی نام کی کوشش کرے | ملکی دولت زیادہ گر تو کیا ہو جائے گا
جھک کے مل سب سے اگر ہے سرفرازی کی ہوس | پٹ پڑیگا گر یہ نسخہ کیمیا ہو جائے گا
بیقراری کو کریگی دور جب سچی کشش | مرغ دل خود طائر قبلہ نما ہو جائے گا
کر ریاضت اسقدر زنگ کدورت دور ہو | رفتہ رفتہ عاقل خذ ما صفا ہو جائیگا
غیر کے سایہ سے بچکر چل طریق عشق مین | ورنہ یہان رہزن ترا خود رہنما ہو جائیگا

جو دیا ہے اوسنے اوسکا شکر کر لے حبیب
وجہ استغنا تجھے فضل خدا ہو جائیگا

بنا کے آئینۂ تصور جہان دل واغدار دیکھ

فراق مین لطف وصل پایا خزان مین رنگ بہار دیکھا

تمام کامون کا راستی پر ہمیشہ دار و مدار دیکھا

فساد طینت مین جنکی پایا ہر ایک صحبت مین خوار دیکھا

سنبھالا جسدن سے ہوش ہمنے وطن کو کل جیند بار دیکھا

نہ کی عزیزون کی غمگساری نہ پھر سکے اپنا دیار دیکھا

ہوئے جو مانوس کجروی سے پھرے رہ صدق راستی کر

نہ بیٹھے اکروز وہ خوشی سے نہ کچھ بجز انتشار دیکھا

ہے مہر اہل دول مین رنجش معاہدون مدام کاہش

نہ ہمنے پایا اسی کو بیغش نہ اوسکو کامل عیار دیکھا

بساط عیش و طرب ہے برہم یہ ہے نشیب و فراز عالم

پیادہ ہین اونکو دیکھتے ہم جنہین ہمیشہ سوار دیکھا

پڑی ہے پیچھے کچھ ایسی شامت شمار ہے ہین نشان ثروت

بہت عزیزونکو بہر شہرت گنواتے اپنا وقار دیکھا

جما تھا جسوقت رنگ صحبت تہا نیک و بد مین بہی لطف خلت

مگر خزان آئی یا قیامت نہ پہول دیکھا نہ خار دیکھا

دل و جگر کو ہوا گوارا کہان سرور خراب ہستی

ملا کبھی منتظر رہین یہ کبھی اوسے بیقرار دیکھا

گیا وہ دور سیاہ مستی رہا فقط نام سے پرستی

جو ضعف پیری مین آنکھ کھولی تو کچھ طبیعت پہ بار دیکھا

حبیب ہم ہیں صفیر بلبل ہمیشہ سے تھے گلشن جہان میں
وفا کی خوشبو ہو جسمین وہ گل نظر نہ آیا ہزار دیکھا

ہچکیاں آنے لگیں ہیں تیز تر ہونے لگا
خود بخود لو انتظار نامہ بر ہونے لگا

دور تک جانے لگی وے لگے دہر کرنے کی صدا
فرقت قاتلین پھر ٹکڑے جگر ہونے لگا

دی اجازت نام لینے کی تو چل نکلے حضور
ذکر غیر و نگاہ مہربان رات بھر ہونے لگا

دھوؤ دامن کو تنگ کوئی گریبان گیر ہو
شور قیس عاشق شوریدہ سر ہونے لگا

فصل گل آتی ہے یا پیغام جانان آجکل
جوش وحشت پھر مجھے دو دو پہر ہونے لگا

دیر میں کعبہ سے آکر پرستش کی تو کیا
شکر ہے اوس بت کے کوچہ تک گذر ہونے لگا

پھر میں گلزار کا رہنا نہ راس آیا ہمین
شور بر غمان چمن سے درد سر ہونے لگا

کوچۂ الفت کی چالین ہمنے ساری سیکھ لین
عشق سا استاد جب کہ راہبر ہونے لگا

روئی جاتی ہے شب عشرت تمہارے ساتھ شام
دیکھلو صدمہ سے فق روئے سحر ہونے لگا

یاد آیا پھر عندلیب خوش بیان ہمکو حبیب
کنج تنہائی بڑا مضطر جگر ہونے لگا

نہ نکلا منہ سے کچھ جبتک کہ دم لب پر نہین آیا
گئی جان پر زبان پر شکوۂ دلبر نہین آیا

بنی جان پر مری گو کچھ وہ بن ٹھنکر نہین آیا
ادا سے جب چلا حیرت سے ہے کیون مجھ ششدر نہین آیا

بتا اے نرگس بیمار کیون پتھرا گئین آنکھین
اجل آئی سبب تجھے یا قاصد دلبر نہین آیا

چھنی افشان جبین پہ موتیون کی حسن خوبی نے
پسینہ شرم سے اے گل ترے منہ پر نہین آیا

کہون کیا تم سے مر مر کے جیا ہون درد فرقت مین
مرے سینہ مین دم دو دو پہر اکثر نہین آیا

نجانے پھر رہ وہ شیخ کہتا ہے محبت کے
کبھی دن سے جفاؤن کا مری خوگر نہین آیا

جو چلتے چلتے لے لیتا خبر تیری رنگھٹ جاتی
گلی تک تیری اے قاتل تیرا خنجر نہین آیا

توکل نے دکھایا لطف شاہی کا گدائی مین
جو سرکش تھا ہمارے در پہ کب جھککر نہین آیا

بہار آئی گل اندامون نے پہنے ہار پہولونکے
مرا طوق و سلاسل پہنکے آہنگر نہین آیا

حبیب رند مشرب نے نہ لی ناوکے ساغر مین
زبان پہ جسکی نام ساقی کوثر نہین آیا۔

تامل قتل مین جو ہوا خوب ہوا
دلپہ جو داغ تھا ناسور ہوا خوب ہوا

ہوگیا میرے تڑپ جانے پہ قاصد برہم
ورنہ زخمون سے بدن چور ہوا خوب ہوا

بڑھگیا حسن جو بکھرائے وہ منہ پہ گیسو
دن مثال شب دیجور ہوا خوب ہوا

سنگ رہ جانکے سر کو مرے ٹھکرا تو دیو
آبلے جانے مین یہ دستی ہوا خوب ہوا

میرے اٹھ جانے پہ غیرون سے وہ ہنسکر بولے
بی کے پاس سے یہ دور ہوا خوب ہوا

بڑھگیا سوز جگر گھٹ گئی طاقت دل کی
نالہ کرنیسے بھی مجبور ہوا خوب ہوا

مستحق دار کا عشق قد دلبر نے کیا
خلق مین ثانی منصور ہوا خوب ہوا

مجکو محجوب جو دیکھا اونہین رحم آہی گیا
رنگ رخ شرم سے کافور ہوا خوب ہوا

شکر ہے میری طرف سے نہ ہوئی کوئی کمی
ترک الفت اونہین منظور ہوا خوب ہوا

مین نے خود کہدیا جب چھپ نہ سکا عشق کا راز
تیرا دیوانہ جو مشہور ہوا خوب ہوا

خود نہین آئیگا ہے وضع کا پابند حبیب
اونکی صحبت مین یہ مذکور ہوا خوب ہوا

توڑ کر دلکو مرے تیر سے پہلو ٹوٹا
منہ یہ ہین کیون قدر انداز کا بازو ٹوٹا

میرا منہ دیکھین گے حیرت سے سب اہل محشر
گرگرانباری عصیان سے ترازو ٹوٹا

محتسب ہوگا یہ پانی ابھی سب آب مضاف
مجھسے میخوار کا شیشہ جو لبِ جو ٹوٹا

تیرے ہر تار سے وابستہ ہے جان عاشق
سوت ہی رشتۂ الفت جو کہین تو ٹوٹا

سشم کو دیکھکے شرمائی تری انکی سختی
دست بیداد سے کب برگ لب الو ٹوٹا

سر جھکا جب ہوا باعث وہ سرفرازی کا
کبھی تہہ کرنے سے طاعت مین نہ زانو ٹوٹا

نکرو دور نظر سے کہ ہون مانند سرشک
سلسلہ اسکا ملا کب جو سر مو ٹوٹا

شب فرقت سے ہے شمع سے تہین شعلہ دلمین
تارہ ٹوٹا کہ مری آنکھ سے آنسو ٹوٹا

حفاظت رکھتی ہے تری ستم ایجاد و نکو
نہ سر وہی کیطرح خنجر ابرو ٹوٹا

سب کو حیرت ہے کہ غائب ہوا کیونکر مرا دل
چاک سینہ ہے کہین اور نہ ہے پہلو ٹوٹا

شکر ہے بچگئے بدخواہ کے حملے سے حبیب
ہاتھ بیکار ہوا کوئی نہ بازو ٹوٹا

نور سے تیرے منور کہان ہونے لگا
مہر عارض رشک مہر آسمان ہونے لگا

ابتدائے عشق مین خو شکیبائی نہ تھی
کیا تحمل کا ہمارے امتحان ہونے لگا

تخم معنی کیلئے اچھی نہین یہ سرزمین
بوستان فکر تاراج خزان ہونے لگا

ہے گسستہ ناقۂ لیلائے مقصد کی مہار
قیس قسمت کا مخالف ساربان ہونے لگا

خشک ہے کشت تمنا سے چمن آرائے نظم
خارزار فکر باطل گلستان ہونے لگا

عندلیب باغ کو ہے کنج تنہائی نصیب
زاغ اسود بلبل ہندوستان ہونے لگا

جس ستمگر کو مرے حد وفا پر ناز تھا
ہے یہ قسمت کی کجی وہ بدگمان ہونے لگا

کسکے دلکی آرزو خو کر لب ہنستے عدو
جب ذرا ہموار انکا پاسبان ہونے لگا

ہوگئے سودا خدایا چھوڑ دو جب یاد کو
ہر طرف سے اٹھا شور الامان ہونے لگا

عود کرتی ہے جوانی کی حرارت دلمین — ہے بجا پیر کرین گر ہوس جام شراب

لیچلا کھینچ کے ہمکو سوئے میخانہ حبیب
جرم توبہ کی سزا مین عکس جام شراب

سہو الفت سے آل تہذیب — خاک رہی ہے کمال تہذیب

ہے وہ آرایش حسن باطن — جسکو کہتے ہین جمال تہذیب

کم نہین مردمک چشم سے کچھ — رخ انسان پہ خال تہذیب

آج کل ہم مین اگر سچ پوچھو — شکل عنقا ہے مثال تہذیب

کبھی ہوتا نہین بدوضع کا خوف — ہے عجب جاہ و جلال تہذیب

رخنہ کرتا ہے متانت پیدا — دل مین آتے ہی خیال تہذیب

اپنے مطلب کا جہان کچھ ہوگا تو — نہین رہتا ہے خیال تہذیب

قوم کا اپنے نہ گھٹتا وہ عروج — ہو نہ جاتا جو زوال تہذیب

جام جم سے ہے کہین بڑھ تمکین — بزم ملت مین سفال تہذیب

اسکا خون کرتے ہین جو ناحق کوش — اون کی گردن پہ وبال تہذیب

مردہ قومون کے لئے آب حیات — بنتا جاتا ہے زلال تہذیب

بدر بنجائیگا چند سے مین حبیب
حق نے چاہا تو ہلال تہذیب

تری جفا کے سوا ہے مری وفا کا سبب — مری وفا ہے ستمگر تری جفا کا سبب

ہمیشہ ہے مری بیچارگی کا پاس اوسے — ہوئی شکستہ دلی رحمت خدا کا سبب

تباہ کرتی ہے خود بینی و خود آرائی — ہے عجب جاہ و حشم فخر و غضب کا سبب

خدا کو بندون پہ حجت تمام کرنا تھا
ہوا ہمیشہ یہ ترسیل انبیا کا سبب

جدا نہین ہے کبھی بحر سے نمود حباب
تری بقا نہو کیونکر مری بقا کا سبب

نہین جو دلپہ موثر کوئی سخن واعظ
برا نہ مانئے حضرت یہ ہے ریا کا سبب

حسد عزیزونکو ہوتا ہے کامیابی پر
ہے بیشتر یہی بیداد اقربا کا سبب

ترے جمال کا پرتو ہے داغ الفت مین
ہے نور مہر مبین ماہ کی ضیا کا سبب

نہوتی اتنی جسارت جو آپ رکھتے خیال
کہین حضور سے کیا عرض مدعا کا سبب

کسی سے شرم ہو کیا جب خدا سے شرم نہین
کچھ اسمین شک نہین ایمان ہے حیا کا سبب

وہ اپنے وقت پہ آتی ہے ٹل نہین سکتی
ذرہ سی بات بھی ہوجاتی ہے قضا کا سبب

بقا کے بعد فنا ہے فنا کے بعد بقا
بقا مین کسلئے سمجھو فنا کا سبب

کریم جلد بتا دے حبیب کو وہ راہ
مدام دار فنا مین ہو جو فنا کا سبب

حشر کے دن بھی نہ پاس آئیگا ڈر سے آفتاب
خوب واقف ہو مرے سوز جگر سے آفتاب

ہجر کے صدمے سے آنکھون مین جہان تاریک ہے
چھپ گئے تم ہو گیا پنہان نظر سے آفتاب

بام پر وہ مہروش ہے راہ مین مین محو دید
کیا کشش ہے بندھ گیا تار نظر سے آفتاب

سینہ پر داغ پر جھپٹ کر گریبان آگیا
چاند نکلا ہو گیا پنہان نظر سے آفتاب

وصل کی شب باتون باتون ہی مین ہوجاتی ہے صبح
کیا نکل آتا ہے کچھ پہلے سحر سے آفتاب

ترپ سے ہے جرم فصل بت نہین سکتا کبھی
نکھو سکا وہ [illegible] قمر سے آفتاب

ہون مین مثل آئینہ حیرت سے اہل نظر
دیکھ غافل کہہ رہا ہے ہر بشر سے آفتاب

[illegible]
آج نکلا ہے خدا جانے کدھر سے آفتاب

آجتک اوس صبح کا آنکھون مین پھرتا ہے سمان
گھر سے وہ نکلے ادہر نکلا اودہر سے آفتاب

مین چھپاکر سوز دلکو گر پڑپتا ہون کبھی
جہانکتا ہے رخنۂ دیوار و در سے آفتاب

وقت رخصت رخ تہا سوے کوچۂ جانان حبیب
حال پوچھو چلکے پلٹا ہے سفر سے آفتاب

افسوس جا رہی ہے جوانی گیا شباب
اب خلد مین ملیگا یہہ بچھڑا ہوا شباب

بیچین کر رہا ہے دلون کو ترا شباب
ایسا کسی کا کب ہوا جیسے ترا شباب

کیون ہو نہ سیر بیعت پیر مغان سے دل
کیفیتین تھین رندی و مستی کی تا شباب

گذرا وہ وقت چھوڑ دئے بچپن کی خوشیان
پڑھ لیجئے رسید کا خط آگیا شباب

جب سے ہوے جوان معیشت کی فکر ہے
سودا تھا سر مین عشق کا جب تک رہا شباب

رکھی حزین فراق کے صدمون سے جان زار
تمنے ملایا خاک مین اے دلربا شباب

پیری مین آہی جاتی ہے کچھ کچھ صلاحیت
ہے وقت امتحان ثواب و خطا شباب

دیکھا نہین زمانہ مین ایسا عروج حسن
ہے آپ کی نرالی جوانی نیا شباب

کہتا ہے دل یہ جھیل کے پیری کی زحمتین
اک سلطنت ہے آئے اگر دوسرا شباب

ساقی نے پھونکدی ہے بدن مین وہ تازہ روح
دہوکا ہے دلکو شیب مین پھر آگیا شباب

قامت جھکا جو بار الم سے تو کیا عجب
جینے کا کچھ مزہ نہ رہا چل بسا شباب

غفلت مین مفت ہوگئی آخر بہار عمر
کرنیکے کام کچھ نہ کئے کھو دیا شباب

نکلی ابھی نہ پوری تمنا کوئی حبیب
پیری بھی آگئی گذری جوانی گیا شباب

گل پہ شیدا ہوگئی دیوانہ پن مین عندلیب
نام بیر الیتی ہے ہر دم چمن مین عندلیب

آگئی کس سرو رعنا کے گل عارض کی یاد
لیگئی از خود زبان میرے دہن مین عندلیب

زلف مشکین مین لگایا گل کا طرہ یار نے
کیون نہ اب تنکے چنے دشت ختن مین عندلیب

ہر طرف گلزار مین شور مبارکباد ہے
آج صدر آرا ہے مرغان چمن مین عندلیب

شعلۂ گل ملکر نہ زیب بزم ہو اے شمع رو
جان دیگی سبکے پروانہ لگن مین عندلیب

جسکے گل ہین عالم غربت مین ہم بیکس خار
وہ اعزا ہین گلستان وطن مین عندلیب

سوسن گل دیکھ کر ایسا خوشی کا جوش ہے
اب نہین پھولے سماتی پیرہن مین عندلیب

دیکھین کب آتے ہمارے باغ مقصد مین بہار
ابتو ہے ہر آرزو سے لگے چمن مین عندلیب

ساتھ رہنا نوحہ خوان میرا جنازہ جب اوٹھے
لیٹی ہوگی چادر گل ہی کفن مین عندلیب

ق

لے بہار آئی بنا اب شاخ گل پر آشیان
رہ چکی ہے مدتون رنج و محن مین عندلیب

مست چہکنے سکھے یہ دات او نغمہ ہائے شوق کر
درد دل کہتی تہی تو دیوانہ پن مین عندلیب

سنکے یہ حیران نہ ہوتے کیون نوا سنجان دہر
بنگئے ہین زاغ بستان وکن مین عندلیب

ہستی رنگین مقالی اوسکی ہوگی اے حبیب
خوش بیانی سے بنے جو اہل فن مین عندلیب

ردیف باے فارسی

ہجر مین وصل کی دیدینے خبر آپ ہی آپ
جسطرف غور کیا آئے نظر آپ ہی آپ

پاس آہستے نہ بیٹھو امید مین انسان
دور ہو جائیگا سب خوف خطر آپ ہی آپ

میری تقدیر کی گردش کا تماشا دیکھو
پھر گئی چاہنے والون کی نظر آپ ہی آپ

عین صانع مطلق کی صدف بنتا ہے
قطرہ بنتا نہین دریا مین گہر آپ ہی آپ

کوئی بیہودہ اگر بوے گا تخم ہستی
ہاتھ آئینگے ریاضت کے ثمر آپ ہی آپ

امتحان کی ہی جگہہ کہتے ہین دنیا جسکو
فاش ہوجاتے ہین یان عیب وہنر آپ ہی آپ

ہے بشر فاعل مختار نکوئی و بدی
پیش آجاتے ہین سب نفع و ضرر آپ ہی آپ

دوستی ہو کہ عداوت نہین رہتی پنہان
دلکی ہوجاتی ہے ہر دلکو خبر آپ ہی آپ

قطعہ

۱
پھیل جاتی ہے کسی قوم مین تہذیب جہان
سیکھ لیتا ہے ہر اک علم و ہنر آپ ہی آپ

۲
ہے اسیطور پہ افعال ذمیمہ کا رواج
کارگر ہوتا ہے صحبت کا اثر آپ ہی آپ

بہر دئے کان کسی نے نہین کچھ اسمین کلام
یون پلٹتی نہ کبھی اونکی نظر آپ ہی آپ

روح پر ہوتی ہے خود ہیبت حق کی تاثیر
دل ہلا دیتا ہے اللہ کا ڈر آپ ہی آپ

ہوگئی مشترک اغراض مین جب خود غرضی
رو کئے لاکھہ بپا ہوتا ہے شر آپ ہی آپ

حصن آہن مین بہی ہو گر کوئی آزاد خیال
توڑ لیتا ہے وہ دیوار مین در آپ ہی آپ

اپنی باتون مین کرے غیر کا مطلب جو ادا
اوسکو ہوجاتی ہے ہر دلپہ ظفر آپ ہی آپ

یہہ بھی پایا ہے شرف قطع منازل کرکے
ماہ نو ہو نہین سکتا ہے قمر آپ ہی آپ

تم کرو فکر سخن چھوڑ کے افکار حبیب
کیا عجب قدر کرین اہل نظر آپ ہی آپ

لائین تشریف لحد پر جو پس مردن آپ
کیجئے گا نہ کہین پہر خدا شیون آپ

ہم کے صدمے بھی غم عشق سے نیت نہ بھری
عیش و راحت کے لیئے مفت ہین ہم دشمن آپ

اسے رنگت دو اور ہوا نے بڑہا دست نظر
صفت مژگان کی طرح ہٹنے لگے چلمن آپ

نہ بہار گیتی کبہی پہر دیکہئے عارض کی چمک
ہارتے آتش گل پر نہ اگر دامن آپ

گہنے سے کا اثر چارہ گر وکمیں ہوگا
نام ہوجائے دعا دو وہ مستحق آپ

بیگانی سے جفا کرکے وفادارون پر
خیر خواہون کو بتاتے ہین عبث دشمن آپ

فائدہ خوف جہنم کا دلا کر واعظ
غضب حق سے لرزتے ہیں یہ تردامن آپ

یوں مری آنکھوں میں ہوتا نہ زمانہ تاریک
منہ چھپاتے جو نہ دکھلا کے رخ روشن آپ

ستم ایجاد چھپا ہے کہیں خون ناحق
جس طرف جائیگا کہدیگی تری چتون آپ

[illegible] ارباب غرض کی باتیں
یہ سبب ہوتے ہیں ہر ایک سے کیوں ملتے ہیں آپ

روکنے سے نہیں رکتی ہاتھ کی تیغ قضا
[illegible] سے سینہ پہ اگر لیں سپر آہن آپ

عشق کی راہ میں کھٹکا ہے بچیے حضرت دل
نہ بنیں راہبری کر کے کہیں رہزن آپ

یہ زمانہ ہے سمجھ بوجھ کے چلیو تو حبیب
کس موقع پہ نکر دیا بہت انسلاتین آپ

ہر اک عروج حکومت ہے دوپہر کی دھوپ
ہمیشہ ہوتی ہے دولت کی چھاؤں ڈھلتی دھوپ

حجاب ہو جلوہ تجلی اوٹھائیں گر وہ نقاب
جلے ابھی ورق زر کی طرح ساری دھوپ

نہیں قرار ہے اوس مہر وشی الفت میں
خیال کسکو ہے سایہ کہاں کا کیسی دھوپ

تم آ کے سامنے غرفہ میں بیٹھ جاؤ اگر
بنے ہمارے لیے چاندنی سی ٹھنڈی دھوپ

زمانہ کھوئیگا جب زنگ تیرہ بختی کا
طلا بنائیگی آہن کو یہ سنہری دھوپ

فلک کریگا ستمگر سے بھی وہ بیمہری
بنے گی خرمن عیش عدو کو بجلی دھوپ

عروج ہے شہ خاور کو خاکساری سے
غرور ہوتا اگر کیوں زمین پہ پڑتی دھوپ

سہانے وقت ہیں اے دل دم طلوع و غروب
سماں دکھاتی ہے قدرت کا دیکھی دیکھی دھوپ

جو قوم آج ہے پستی میں کل تھا اوسکا عروج
کسی جگہ پہ ٹھہرتی کبھی نہ دیکھی دھوپ

یہ عارضوں کا ہے سبزہ اور وہ ہے پرتو مہر
خدا کی شان ہے دیکھو تو کتنی سمٹی دھوپ

حبیب آگئی پیری سفید بال ہوئے
اٹھو بلند ہوا آفتاب پھیلی دھوپ

ردیف تاے مثناۃ فوقانی

اکدن خیال یار رہا تھا تمام رات
روشن تھی شمع داغ تمنا تمام رات

درد جگر سے خواب نہ آیا تمام رات
تڑپا تمام رات کراہا تمام رات

لکھی ثنائے زلف چلیپا تمام رات
ظلمات مین پھرا مین اکیلا تمام رات

کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا
اس زلف کی قسم نہین سویا تمام رات

اوس مہروش کے نور سی روشن تھی بام دور
گھر مین تھا میرے دیکھا اجالا تمام رات

دی جان مریض عشق نے آخر دم سحر
آیا نہ جب وہ رشک مسیحا تمام رات

اللہ رے حسن تارونپہ افشان ہی خندہ زن
ہنستا ہی چاند کو رخ زیبا تمام رات

پھیلے جہان مین نافہ مشک ختن کی بو
سوئین جو آپ کھولکے جوڑا تمام رات

کی خوب ساتھ ساقی مہوش کی میکشی
بر مین رہی عروس تمنا تمام رات

سینے لب پہ جان زار تمہارے فراق مین
غش ہی تمام دن تو ہے سکتا تمام رات

خود بوسے گل تھی بلبل باغ شباب یار
تھی سیر صنعت چمن آرا تمام رات

دل مین جو اوس قمر کا تصور رہا حبیب
بستر سے اوٹھ کے صحن مین ٹہلا تمام رات

تھا اشتیاق ابروئے دلبر تمام رات
دیکھا کیا مین خواب مین خنجر تمام رات

سو جاؤن مین وہ آکے کہین یہان پہونچائین
جھپکی نہ آنکھ اے دل مضطر تمام رات

پھرا کے دکھو مہر کا در پہ حضور کے
اور پاسبان ہے ماہ منور تمام رات

پرستیون سے معدون کی سب پہر بہگئے
یکجا تھے جمع شیشہ و ساغر تمام رات

انگور پھٹ گیا ہے کسی زخم کا ضرور
بیچین تھا بہت دل مضطر تمام رات

جی بھر کے تا نہ دیکھ سکا ہون وقت صبح بھی
پیہم رہا ہے اوسنے سینہ پہ خنجر تمام رات

کرتا ہون مے کشی مین بسر اپنے دن مگر
رہتی ہے یاد ساقی کوثر تمام رات

اوس ترک کو جو عشق ستم کی نئی ہے چاٹ
تلوار کو چباتا ہے پتھر سا تمام رات

یون گیسوے صنم کا بندھا ہے ایک خیال
سینہ پہ لوٹتے رہے اژدر تمام رات

دن بھر تو شغل دشت نوردی ہی ہے [illegible]
کرتا ہون کانٹے تلوون سے باہر تمام رات

ق

جب نام میرا سنتا ہی کہتا ہے وہ نگار
قصہ اوسیکا سنتا ہون گھر گھر تمام رات

جسدم سنا کہ کل ہی شہادت کا سامنا
اللہ بخشنے ہاتھونپہ تھا سر تمام رات

ساقی کی چشم مہر کچھ ایسی ہوئی حبیب
چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے ساغر تمام رات

ہے نگہبان رخ کا خال روئے دوست
حافظ قرآن ہوا ہندوے دوست

ہم نہ ہون پتھر ہو ہم پہلوے دوست
آئینہ لوٹے بہار روئے دوست

پھر گئی جب نرگس جادوے دوست
سب مسلمان ہو گئے ہندوئی دوست

بھا گئی ہے دلکو ایسی خوئے دوست
آتی ہی ہر گل سے مجکو بوئے دوست

ہے خیال عارض و گیسوئے دوست
گہ مسلمان ہون کبھی ہندوے دوست

سو بلائین آگئین عشاق پر
جب کمر تک آگئے گیسوے دوست

ہڈیان میری نہ کھانا اے ہما
دانت رکھتے ہین سگان کوی دوست

آگ بھڑکے کیون نہ پہلو مین مرے
غیر ہین ہر آن آج ہم پہلوے دوست

اہل ہے سرے قتل محراب جسم
سجدہ واجب ہے تہ ابروئی دوست

تیغ ابرو پر کٹے لاکھوں سے تنگ
تنگ یا گنج شہیداں کو ہے دوست

دل ہوا مفتوں نگاہ یار کا
شیر افگن ہو نہ کیا آہو سے دوست

بعد مردن قبر میں آ ٹوٹ پے
آئیگا مجکو خیال روے دوست

پھر رہا ہے آج پتلی کی طرح
میری آنکھوں میں قد دلجوے دوست

ہے خیال خال مشکیں رات دن
دل کو میرے جان لو گیسوے دوست

اب وہی سر ہے کہ ٹکراتا ہوں میں
وصل میں یہ تھا سر زانوے دوست

کیا کوئی آفت ابھی باقی ہے اور
لے چلا ہے دل مجھے پہلوے دوست

لے اوڑی بیساختہ دل کو مرے
آگئی جب سم ہوا سے کوے دوست

رنگ الفت سے مٹا رنگ دوئی
ہوگئی ہے مجھ میں پیدا بوے دوست

غیرت منصور ہوں میں ای حبیب
ہر گھڑی ہوں حرف ہاے دعوی دوست

اوس سے کیا چھپ سکے بنائی بات
تاڑ جاتے ہے جو دل کی آئی بات

کیسے گذری ہے ایکساں کس کی
کبھی بگڑی کبھی بن آئی بات

رہے دل میں تو ہے وہ بات اپنی
منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات

میں سمجھتا ہوں یہ نئی چالیں
کبھی چھپتی نہیں سکھائی بات

کہدیا اپنے دل کو خود بیرحم
چھین لی میرے منہ کی آئی بات

رکھ لیا عاشقوں نے نام وفا
گئی جان پر نہ جانے پائی بات

رنگ بگڑا ہے اونکی صحبت کا
اب نہیں ہے وہ ابتدائی بات

مجھ سے یوں جھوٹے ہو بدظن
کر کے باور سنی سنائی بات

کیا ہوا اوسکا مزاج اسکا کوئی ــ روٹھنا کھیل سے لڑائی بات
غیر کا ذکر گر نہ تھا صاحب ــ میرے آتے ہی کیون اوڑائی بات

دل مین رکھتا ہے خوب سنگی حبیب
خواہ ہے اپنی ہو یا پرائی بات

اوٹھتا کسی مخلوق سے کیا بار محبت ــ ہوتا تھا زمین حامل اسرار محبت
ساقی وہ پلا بادۂ سرشار محبت ــ آجائے نظر عالم اسرار محبت
دن رات تڑپتے رہے بیمار محبت ــ آیا نہ کسیکو کبھی تیمار محبت
انسان ازل سے ہے گرفتار محبت ــ راس آیا اسے طوق گرانبار محبت
ہر دم ہے کسی گل عارض کا تصور ــ پہلو مین کھٹکتا ہے مرے خار محبت
کیا حال ہے زاہد نہین عمامہ کا بھی ہوش ــ حضرت تو کیا کرتے تھے انکار محبت
کیون خوف کرون قبر مین آئینگے فرشتے ــ سننے کو زبان سے مرے اقرار محبت
گو غیر مخاطب تھے نظر میری طرف تھی ــ سب تاڑ گئے یار کی گفتار محبت
ہر وقت یہی دہن ہے کہ منزل پہ پہونچ جاؤن ــ یارب ہو کہین طے رہ دشوار محبت
دنیا سے ہے یہ شاید کہین کچھ اور مخالف ــ احباب رہین شاہد اقرار محبت
تقریر سے تقریر سے انداز و ادا سے ــ گر دل مین ہے ہو جاتا ہے اظہار محبت
ہر آبلۂ پا کو ہوئی وحشت مین تسکین ــ تھے خار مداوائے دل افگار محبت
یارون سے کہو وقت گیا چارہ گری کا ــ اب تو مرا دل ہو گیا ناچار محبت
ہمدم نہین رنج مین راحت کا ہی دشمن ــ اے چرخ نہ آئی تجھے رفتار محبت
فرمائین وہ جو حکم گوارا ہے خوشی سے ــ ہین قابل تعذیر گنہگار محبت

احباب کا شیدا ہی حلیبِ جگر افگار
دل اسکا ہے یا یوسف بازار محبت

بہت عزیز ہے دنیا کی بے ثبات مین بات ‎ ‎ یہ آرزو ہے کرون اونسے مین حیات مین بات
خیال صاف ہو بندش مین بہی نزاکت ہو ‎ ‎ سخن کا حسن یہی ہے کہ نکلے بات مین بات
جہان کو ہے حلاوت بیان کی مرغوب ‎ ‎ پسند کام و زبان ہو گئی نبات مین بات
کبھی ملا نہ بناوٹ مین سادگی کا مزا ‎ ‎ بگڑ تی دیکھی ہے اکثر تکلفات مین بات
محال ہوتا ہے الجھی ہوئی کا سلجھانا ‎ ‎ بڑا ستم ہے جو پڑ جاے مشکلات مین بات
ہوئی ہون شریف ارازل سے کسطرح ممتاز ‎ ‎ ہے اک نہ ایک تو مختص ہر ایک ذات مین بات
فقط عوام کو مرغوب ہے ادا بندی ‎ ‎ خواص ڈہونڈہین گے نیک ہی نکات مین بات
نہ کچھ ہوا ہے نہ ہوگا ہماری کوشش سے ‎ ‎ بنے گی آپکے اونکے التفات مین بات
سند ہے جو شرفا کی زبان پہ جاری ہو ‎ ‎ بدلتی رہتی ہے پڑکر محاورات مین بات
حلیب غم ہے کہ بے مال و زر نہین تو نہو ‎ ‎ جو نکتہ سنج ہین ہے اونکی کائنات مین بات

ردیف تائے ہندی

ذرہ ہو کوہ چاہین اگر ہم اولٹ پلٹ ‎ ‎ کر دے وہ اک اشارے مین عالم اولٹ پلٹ
برہم وہ صحبتین ہوئین احباب منتشر ‎ ‎ کچھ ایسا رنگ تھا ہوا پیہم اولٹ پلٹ
جمتا نہین نفاق مین یون نقش مدعا ‎ ‎ ہو جائے جسطرح خط توام اولٹ پلٹ
کس سے کہے شہید ادا کا یہ ذکر چہر کب ‎ ‎ دم میں ہین ہو گئی صف ماتم اولٹ پلٹ
چاہے تو اک نظر مین بنا دے گدا کو شاہ ‎ ‎ کرنی پڑے گی تجھکو بہت کم اولٹ پلٹ

وہ آستے آستے پہر گئے اک یہ بھی چال تھی — یان جان پر بنی کہ ہوا دم اولٹ پلٹ

ہوتا ہے یون غضب سے طبیعت مین انقلاب — قلب و جگر کو جیسے کرے سم اولٹ پلٹ

ظالم نکال دلسے شہادت کی آرزو — تلوار کو نہ غیض مین ہر دم اولٹ پلٹ

بندون کے جرم پر جو نہ پہنچے وہ حفظ عفو — ہو جاے دم مین دفتر عالم اولٹ پلٹ

کل جنکے عدل و داد کا شہرہ تہا خلق مین — بیکس ہین آج وہ یہ ہے کچھ کم اولٹ پلٹ

ق ۲

مثلیت روی ہین وفتر تنسیق ملک و مال — ابتر تباہ و درہم برہم اولٹ پلٹ

مضمون سے ہے پیچ صاف نہ بندش ہو گر جلیب
الفاظ مین ہے سب ہی مقدم اولٹ پلٹ

گلو نکا دور ہے بلبل مزے بہار مین لوٹ — خزان مچائیگی آتے ہی اس دیار مین لوٹ

کشود کار کی کوشش مین دے نہ حرص کو دخل — شکست دیتی ہے فوج جو نکو کارزار مین لوٹ

لبہاسے سیکڑون دل اونکے خال عارض نے — مچائی زنگیون نے وادئی تتار مین لوٹ

وہ منتظم ہے سبہے جسکی جزو کل پہ نظر — نہ کر سکے کوئی گو نگہہ کار و بار مین لوٹ

ق ۲

جہان مین ہوتی ہے احسان کی جزا احسان — ثواب نیکیون کی دو را ختیار مین لوٹ

عبث ہی بوند کا چوکا اگر گھڑے ڈہلکائے — ہمیشہ نقد مین وار اسے یان اودہار مین لوٹ

کئے ہین شیب نے سب جسم کے قوا کمزور — شروع ہو گئی ہر سمت اس حصار مین لوٹ

ہجوم یاس مین چھوڑا ای امید کشور دل — ہے قتل عام کا غل شہر مین جوار مین لوٹ

بنے وہ قانع گو نہین خوش ہو تو جس سے — زیادہ گنج گو اک سے ہوشیار مین لوٹ

دیار دل مین ہے پھر داغ عشق کا تودا — جنون شتاب ع ہوس موسم بہار مین لوٹ

بھری ہے ساوہ ہر اک سر مین شور و شر کی — عجب نہین جو مچے باغ روزگار مین لوٹ

حبیب عشق ریاضت سے کھو کے زنگ دوئی
مزے وصال کے ہیں وہم فراق یار نہیں ہوتا

ردیف ثائے مثلثہ

رات دن قہر ندامت سے ہے الم کا باعث
ہوگا اقرار گنہ اوسکے کرم کا باعث

ہے یہ ایوان تمہارے ہی قدم کا باعث
میرے کاشانہ میں اسطرح کی رونق کب تھی

نزہت باغ عمل دہر میں انسان کے لئے
ہوگئی مسکن گلزار ارم کا باعث

غور کرتا ہوں تو ہے شان تری اے معبود
حرمت دیر و کلیسا و حرم کا باعث

لاکھ چاہا نہ فراہم ہوا سامان نشاط
شادمانی کی تمنا ہوئی غم کا باعث

راستی کرتی ہے غافل بھی بار عصیان
ہوگا اک روز تری پشت کے خم کا باعث

نقش احسان کیا ثروت کی ہوا نے برباد
وضع کا پاس ہوا قول و قسم کا باعث

سارے حادث متغیر ہیں فقط تو ہے قدیم
تیری ہستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث

رہگیا عالم ایجاد میں ایجاد سے نام
ندرت جام ہوئی شہرت جم کا باعث

یوں ترے نقش تولا سے ہے نامی ہر قلب
سکہ جسطرح ہو ترویج درم کا باعث

کسکی مشام لگئی خلق شمیم گل سے
ہوگئی رابطہ قوت شم کا باعث

ہے یہ کسکی نگہ یاس کا پرتو قاتل
کثرت جوہر شمشیر دو دم کا باعث

دل میں محجوب ہے کیوں رسوائی سے حبیب
فضل خالق ہو ترے زور قلم کا باعث

عمر رفتہ کے پلٹنے کی ہے تدبیر عبث
دل میں رکھتے ہیں جوانی کی ہوس پیر عبث

گوشہ نشین کرکے تہیئہ فقط کی احسان لیا
تھی نہ تقدیر موافق ہوئی تدبیر عبث

فرق آیا نہ کسی طرح سے آزادی مین +
چارہ سازون نے پہنائی ہمین زنجیر عبث

کیا عجب منہ سے وہ کچھ کہکے پلٹ جائے اگر
بارہا ہو گئی جس شخص کی تحریر عبث

آجتک تو نے کسی کام مین کوشش کبکی
کرنے بیٹھا ہے ولا شکوۂ تقدیر عبث

خاک بیزی سے مقدر مین ہوس تیرے
راتدن کرتا ہے یہ کوشش اکسیر عبث

مانگنا ہے تو نہ کیون اپنے خدا سے مانگون
ہاتھ پھیلا کے مین دون ہاتھ سے توقیر عبث

اپنے اقوال پہ حضرت تو کرین پہلے عمل
نہین تاثیر تو واعظ کی ہے تقریر عبث

شکر کرنا کہین ملجائے زمین گر دو گز
ای مکین قبر کے کرتا ہے یہ تعمیر عبث

نہ ندامت نہین کچھ غیظ و غضب کا انجام
پیر ونقش نہ کھا پیچ گلوگیر عبث

سخت جان ایسی تہین آپ پہ مر بیٹھو لے
کھینچئے خنجر ابرو کو ہے شمشیر عبث

آجتک کچھ بھی اثر یار کے دل پر نہ ہوا
آہین بیکار رہین اور نالۂ شبگیر عبث

چارۂ عشق بتان شیخ سے کیا ہوگا حبیب
درد دل سنکے کرے گا میری تکفیر عبث

ردیف جیم تازی

حشر مین آگیا ہے دل مبتلا کے رنج
دنرات ہین غضب کے تردد بلا کے رنج

فرقت کا حال کون کہے قصہ مختصر
تمسے ملے ہین جبکے صدمے اوٹھا کے رنج

فکر حصول رزق مین گردش کی حد نہ پوچھ
سن اوسکے منہ سے سیر شکم آسیا کے رنج

معشوق بے نیاز غم عشق دے مجھے
دل تنگ آئے پائین کبھی ماسوا کے رنج

ہوتا ہے درد و غم کا اثر اہل درد پر
کرتے ہین رنج دیکھ کے خلق خدا کے رنج

ہوکو وہ بھی تو ہنے وہ پرگاہ سے شبنگ
ہے یہی ساتھ دل مصبر آزما کے رنج

فصل خزان مین نغمہ بلبل کا لطف کیا
ہونگے سوا بیان سے اہل عزا کے رنج

اوٹھی گھٹا بہار کا موسم ہے ساقیا
دہو ڈال دلسے بادۂ گلگون بلا کے رنج

راحت بتون کے عشق مین مفقود ہوگئی
پتھر کیطرح بیٹھ گیا دل اوٹھا کے رنج

ہوتا ہے وقت مرگ غم ترک ملک و مال
شاہ ہونگے رنج سے ہین کہین کم گدا کے رنج

ہوگا ملال تمکو بھی پوچھو نہ دوستو
مشکل ہے آشنا سے سنے آشنا کے رنج

دلسے حبیب فوت ہوئی وصل کی خوشی
اسنے اوٹھائے ہجر مین اوس مہ لقا کے رنج

اہل بینش کو نہین اکسیر زر کی احتیاج
ہے میسر ہے تو اوسکے خاک در کی احتیاج

فرقت دلدار مین دونون برابر ہین ہمین
انتظار شام سے کچھ نہ سحر کی احتیاج

اپنے بندونکو دیا ہے جسقدر اللہ نے
کچھ نہ کچھ اوسکے سوا ہے ہر بشر کی احتیاج

لاکھہ رو کو جذبۂ دل کھینچ لے جاتا ہے خود
کب ہے الفت کی گلی مین راہبر کی احتیاج

بڑھتے جاتے ہین محتاج کثرت دولت کے ہم
ہے ہمیشہ دخل کی تائید بشر کی احتیاج

یہ یقین جانو کہ اب نزدیک ہے اوسکا زوال
جس حکومت کو نہین اہل ہنر کی احتیاج

کرلے اے غافل مہیا جلد کافور و کفن
ہے تجھے ہر وقت سامان سفر کی احتیاج

تمکو دیا ہے جسنے اوسکو الملک مشتری چاہیے
ہوگی دامن سے نہ پوری چشم تر کی احتیاج

کیون نہو وقت فراغت سیم وزر سے دل غنی
ہوتی ہے ذلکو کہان نور قمر کی احتیاج

ہوتی گر یکجا مری دل سے تمہاری دلکو راہ
جانبجان ہوتی نہ ہرگز نامہ بر کی احتیاج

رحمت باری سے کیا نسبت ہے دولتمند کو
پیاس مین ہوتی نہین آب گہر کی احتیاج

ہر نظر میں خوار ہے جو نخل بار آور نہیں
پاس کیوں جائیگا ہے جسکو ثمر کی احتیاج

فکر عقبیٰ یوں ہیں و دنیا پر قدم رکھے حبیب
جانکسل ہے جسطرح غربت میں گھر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

خود ہیں جو سچے وہ کرلیتے ہیں باور جھوٹھ سچ
روح کی قوت سے ہوجاتا ہی اکثر جھوٹھ سچ

آجکل بغش زر مسکوک ملتا ہی نہیں
غازۂ روئے عمل بنتا ہے ملکر جھوٹھ سچ

ان بتوں میں آئے شان کبریائی ہی محال
ہو نہیں سکتا ہے ہرگز بندہ پرور جھوٹھ سچ

کچھ دنوں سے گھٹ گیا ہی خود بخود اونکا تپاک
یہ گھلن کیسے کیا یارب لگا کر جھوٹھ سچ

کون دیسکتا تھا اعجاز نبوت کا جواب
بن نہیں سکتا کبھی پیش پیمبر جھوٹھ سچ

غیر ممکن ہے کہ فرق آئے محبت میں مری
اسمیں کیا بس کوئی کہدے تجھسے کچھ گر جھوٹھ سچ

جوہری کرتا ہے جب لگا ہاتھ سے اوسکا تول
صاف کردیتی ہی ظاہر آب گوہر جھوٹھ سچ

کیوں نہ بہاگوں صحبت اہل دول سے دور دور
ہوسکے خوش یہ عجب کروں باتیں بنا کر جھوٹھ سچ

راست بازی پر ہو انسان کو کسطرح ناز
کرتے ہیں جوہر سے ثابت جبکہ پتھر جھوٹھ سچ

سیدھی باتوں میں وہ الجھے ہو گیا برہم مزاج
کان میں کچھ کہ گئی زلف معنبر جھوٹھ سچ

ہے بلا سے جان شب فرقت میں درد انتظار
کیا کہوں کہتا ہی کیا کیا قلب مضطر جھوٹھ سچ

کیوں نہیں آتا کبھی تحقیق کا تجھکو خیال
خون کئے لاکھوں ہی سن سن کر ستمگر جھوٹھ سچ

کہتے ہیں وحشی ترے یوں اپنے دل کا علا
جسطرح بڑ ہانک دیتے ہیں قلندر جھوٹھ سچ

اہل دنیا کو نہیں مرغوب خالص راستی
شاہد اغراض کا گویا ہے زیور جھوٹھ سچ

ہے محل راحت و آرام اپنا گھر سے دشت
گو کسی جائی معین پر ہو بسر جھوٹھ سچ

مدتون اللہ کے گہر مین خدائی کر چکے
سید سے لوگونکو یہ بت کر واکے باور جہوٹھ سچ

پڑگیا افواہ مین سچ بھی تو ہو جاتا ہے جہوٹھ
یہ بھی دیکھا ہے کہ ہو جاتا ہے اکثر جہوٹھ سچ

صورت آئینہ و تصویر دان محو جمال
بنگئے ہین کتنے ہی حیران و ششدر جہوٹھ سچ

ہم بھی سنتے ہین یوہین مدت سے واعظ ذکر حور
ہمکو باور ہوگیا ہے دیکھئے کیونکر جہوٹھ سچ

ہے سپہر کو حبیب اوسوقت مشکل امتیاز
خلق مین ہوجائے شایع جبکہ مکر جہوٹھ سچ

شاق ہے دلپہ غم ابروئے خمدار کی آنچ
سچ کہا ہے کہ بری ہوتی ہے تلوار کی آنچ

کیون نہ آجائے فرومایہ کو غصہ جلدی
آگ لگتے ہی بہڑکتی ہے خس و خار کی آنچ

حرص کے جوش مین اچھا نہین لڑنا بہڑنا
خاک اقوام کو کر دیتی ہے پیکار کی آنچ

ہین کثافت سے بری جنکے طبایع ہین لطیف
نہ دہوان ہے نہ کہین آتش گلزار کی آنچ

پہونکدیگی دل بدخواہ کو اکروز حبیب
برق سے کم نہین کچھ آہ شرربار کی آنچ

ردیف حاء حطی

نہین طول شب فرقت ترے گیسو کیطرح
سحر عید صباحت مین نہین رو کیطرح

سینہ مشتاق ہے پہر بعد شہادت قاتل
پاؤن رکھ قبر پہ آکر کبھی زانو کیطرح

مثل دل اب نہین باقی مرے پہلو مین جگر
بہہ گیا ہو کے لہو آنکھ سے آنسو کیطرح

بیکسی پہ مری ہر دیدۂ جوہر رویا
خون ٹپکا گیا تلوار سے آنسو کیطرح

جام ٹوٹا تو صدا آئی شکست دل کی
بہہ گیا بادۂ گلگون مرے آنسو کیطرح

جگر و دل جو کیا آتش فرقت نے کباب
خون آنکھون سے ٹپکتا رہا آنسو کیطرح

جذب الفت کہین دلدار کے گئے ورنہ لیچل
گر کے اوٹھ سکتے نہین ہم تو اب آنسو کیطرح

تجھکو آتا ہے تو آ ہم ہین جہان مین پیارے
گل پہ شبنم کیطرح پلکون پہ آنسو کیطرح

نہ بہنین آتش غیرت مین گلا کاٹنے کیون
پیچ ہلیون مین نہین حسن آپکے بازو کیطرح

سے چڑھی جو خنجر تیغ مہ نو مدت سے
حسن خم پر نہین ہاتا تیرے ابرو کیطرح

دشت غربت مین جو مین خار مغیلان پہ چلا
بہہ گیا پھوٹ کے ہر آبلہ آنسو کیطرح

استخوان میرے نہ پائے سگ نے لب سے ہما
آخرش رہ گیا منہ دیکھکے الو کیطرح

کبھی رہتا نہ حبیب اہل حسد سے غافل
عادت نیش زنی ان مین ہے بچھو کی طرح

نکہت یار اثر کر گئی جادو کی طرح
چوکڑی ساری ہمین بہولے ہین آہو کیطرح

اپنی وہ سیدہی روش سے کہ جھکے جو کہا
تو نہ ہم آنکھون پہ بیٹھا ئین اوسے ابرو کیطرح

نہ بیرخی دیکھ سکے ہم روز نہ آؤ ظالم
میرا تھا بو جو نہ ہو دلپر ترے قابو کیطرح

عشق چھپتا نہین گو لاکھ چھپائے کوئی
بولتا رہتا ہے سر چڑھ کے یہ جادو کیطرح

بنگیا خوب شب ہجر مین ہمدرد فلک
تارے ٹوٹے ہین پیاپے مرے آنسو کیطرح

ہے تماشا مرا ہر کا تکے کہتا ہے وہ ترک
کہہ رہا کون سے پھر آئین ادھر سے گیسو کیطرح

چشم پر خون سے ہماری جو اوٹھیگا طوفان
فلک پیر نظر آئیگا ٹاپو کیطرح

یہ نزاکت ہے کہ بوسہ کا خیال آیا اگر
گل عارض ہوئے پژمردہ لجالو کیطرح

شب فرقت ہے کہ آنکھون مین جہان تیرہ ہے
ماہ کامل بھی نظر آتا ہے جگنو کیطرح

داغ الفت کو چراغون سے سوا ہین روشن
وہ نہین دل لیکے پھرین طفل جو ٹیسو کیطرح

لاؤن زبان پہ حال دل زار کس طرح
ہون ناتوان کہلین لب گفتار کس طرح

جز وصل جانئے ہجر کا آزار کس طرح
اچھا ہو سب مرے ترا بیمار کس طرح

آتے ہی اونکے کہلگئین آنکھین ہزار شکر
ای بیخودی کیا ہے مجھے ہشیار کس طرح

ڈرتا ہون ای کریم کہ سنکر صدا العفو
اوٹھین گے معصیت کو گران بار کس طرح

اللہ ری جوش وحشت دل اب یہ فکر ہے
پہاڑون جنون مین دامن کہسار کس طرح

کہتے ہین کرکے وہ مرے نامہ کو پاش پاش
کہہ دو کوئی پڑہیگا یہ طومار کس طرح

کیونکر خیال ہو و غرضون نے بدل دیا
دلدار تہے سب بنے وہ دل آزار کس طرح

بلبل سے آشیانہ مین کیونکر رہیگا زاغ
لیگا چمن مین گل کی جگہ خار کس طرح

محشر سے پہلے چاہیئے عصیان کا فیصلہ
اوٹھکر چلین گے ورنہ گرانبار کس طرح

بیدرد گر کروگے یونہین عاشقون کا خون
سوچو تو ہوگی گرمی بازار کس طرح

زاہد خلاف وضع کے ہے ترک رسم و راہ
چہوٹے نشست خانۂ خمار کس طرح

بہرتا ہے دیکہو پہولون سے قدرت کا باغبان
ہر فصل گل مین دامن کہسار کس طرح

رازق نے خود بنایا ہے جب انکو واسطے
رکہین نہ منعمون سے سروکار کس طرح

راحت مین دلنواز ہے آفت مین چارہ ساز
چہوٹے حبیب تری سرکار کس طرح

ردیف خاء معجمہ

ہے آئینہ پر تو جلوہ نما مثال نقطہ ہے پرتو رخ
عارض ہے قمر خورشید جبین شب زلف سحر ہے پرتو رخ

آنکھون مین ہوا ہے گھر تیرا دل کہتا ہے رکھہ ہردم پردہ
ہو چشم تمنا کیونکر وا عاشق کی نظر سے ہے پرتو رخ

جب مد نظر اغیار تھے وان تاریک تھا یان آنکھون مین جہان
روشن ہے نیا نقش روان کیا آج ادہر ہے پرتو رخ

کس شکر کا باعث نہ کھلا اے لالہ تیرا ہر دو شتا
بتلا تو یہ دل کا درد ہے کیا گر داغ جگر سے ہے پرتو رخ

عشق کوئی کسیکو سے سکتا ہے نور خدا تیرا جلوہ
ہو دخل ترے گھر مین کسکا یان حاجب در ہی پرتو رخ

اوٹھہ عاشق مضطر سجدے کو آئی ہے شب مقصد کی سحر
وہ دیکھتے ہین ترے قدمے سا اوپر اے خاک بسر ہے پرتو رخ

مشہور ہے بہار عارض کا بلبل کیطرح عاشق ہین فدا
ہے باغ جوانی روح فزا ہر گل سے گل تر ہے پرتو رخ

جس سے ہو آنسو خون جگر بخشا ہے عقیق و لعل گہر
خورشید قمر اور سیم پڑا رابحان گہر سے ہے پرتو رخ

بیتاب حبیب مضطر ہے حیران کبھی گہ پشتہ سر
پہرتا ہے گل خورشید صفت منہ اسکا جدہر ہے پرتو رخ

آئی بہار جلوہ گل سے چمن ہے سرخ
ہین کوپلین درختون کی یا پیرہن ہے سرخ

تختہ کھلا ہے لالہ خودرو کا دشت مین
یا ہر شہید ناز کا تیرے کفن ہے سرخ

ہم سے پہنچین کر خون جگر سے ہے سعدین
کہتا ہین نکما ہین شہر ... وہن ہے سرخ

کیا دل غنی سے نیکلے مئے ارغوان کا دور
جام بلور صورت لعل یمن ہے سرخ

کیا تھا نہ جنگ میں ستے ابھی دل بھرا نہیں
کیوں آج پھر لباس تیرا تیغ زن ہے سرخ

لائیگی رنگ کچھ یہہ طبیعت کی برہمی
غصہ سے روے شاہد پیمان شکن ہے سرخ

پھولی ہے ہر طرف شفق مہر اقربا
پھر آجکل حبیب فضائے وطن ہے سرخ

ہوا کوئی نوشتہ کب خط تقدیر کا ناسخ
نہ لکھا خامہ قدرت نے اس تحریر کا ناسخ

رخ گلرنگ سے مشتق سواد خط مشکین سے ہے
نہیں ممکن ہے اس قرآن کی تفسیر کا ناسخ

وہ ہر اقرار سے دم بھر میں خود انکار کرتے ہیں
سخن آخر کا ہے اول کی کل تقریر کا ناسخ

کراماً کاتبین جنے عمر بھر میری جو لکھا تھا
ہوا ہے ایک خط عفو اوس تحریر کا ناسخ

حبیب اس عہد میں ویسا ہی ناسخ کا مقلد ہے
تھا اپنے وقت میں جس طرح پیرو میر کا ناسخ

عشاق میں کسیکو نہ اتنا ملا رسوخ
پایا ترے حبیب نے حیرت فزا رسوخ

ادنی سا فرق بھی ہے کوئی فرق ظاہری
ہے انتہا عروج کی بس ہو چکا رسوخ

ق ۲ ۱

آخر کو سب نے سبب اونہیں بدظن بنا دیا
تھا شاق حاسدوں کے دلوں پر مرا رسوخ

ہر حال میں بھرینگے اونہیں کا دم وفا
ہو بے سبب عتاب کی تشویش یا رسوخ

ہے مخرب عمارت دولت جہان میں
طبع وزیر و شاہ میں نا اہل کا رسوخ

لاتا ہے فرق وقعت و اعزاز و جاہ میں
ادنی کا خدمت امرا میں سوا رسوخ

ہم بھی کبھی دخیل تھے اونکے مزاج میں
مشکل ہے آجکل تو رسائی کجا رسوخ

اہل دول کے قرب میں ہے خوب آبرو
محمود خلق ہے جسے کچھ بھی ہوا رسوخ

کھلجائیگا حبیب دم نظم مدح شاہ
دکھلائینگے آج اپنی عقیدت کا کیا رسوخ

ردیف دال مہملہ

اوس چشم فسونگر نے کیا جبسے نظر بند
پیچیدہ ہین تعویذ مین سکے تہ بیکار نظر بند

مطلق نہین ہشیاری و غفلت مین تفاوت
بیداری سے کیا چشم بصیرت ہے اگر بند

طوفان مین بہجائین نہ اسے دیدۂ پرجوش
یہ پارۂ دل حسرت و حرمان کے جگر بند

مجبو علائق سے ہو کیا نفس کی ترقی
کس طرح اوڑے لیکے قفس طائر پر بند

کیونکر نہ ملین پنجۂ مژگان کف افسوس
تھے پارۂ دل مردم دیدہ کے جگر بند

خودبینی و نخوت کا جنھین روگ لگا ہے
در اوسکے ہین وا ہم پہ نئے ارباب ہنر بند

سب لے قید ہین پا سے طلب علم و کمالات
رکتا نہین ہوکر کبھی ہالہ مین قمر بند

اے پیک دعا لیکے پلٹ گوہر مقصود
پھرنا نہین باب اجابت ہو اگر بند

پڑجاتی ہے فی الفور گرہ یاسکی دل مین
ملتی کو جہان دیکھتی ہین بستہ کمر بند

کرتی نہین رد کوئی سپر تیغ قضا کو
ایک وار مین بیکار بنا دیتی ہے ہر بند

کھلتا نہین جادو سے بیان اونکا کہ اعجاز
ہوجاتا ہے تقریر مین ہر ایک بشر بند

آنکھون مین پھرا کرتی ہے تصویر تمہاری
کرتا ہون سیہ وقت اگر دیدۂ تر بند

تیرے لئے دنیا مین حبیب متوکل
کھلجائینگے ہزار اگر کرے ایک جو در بند

کیا دکھائینگے حسین نازو ادا میرے بعد
مصیبتون مین نہ رہیگا مزا میرے بعد

نہ رہنے کا کوئی سر مشق جفا میرے بعد
صبر دے اہل تمنا کو خدا میرے بعد

حوصلہ نکلیگا بیداد کا کیا میرے بعد
کون لیگا یہ محبت کا صلہ میرے بعد

منہ کھلا خنجر قاتل کا خدا خیر کرے
دیکھیے آتی ہے کس کسکی قضا میرے بعد

بخشدے طاعت واجب جو قضا اسنے کی
کیا کریگا کوئی یہ زینت ادا میرے بعد

کہتے سنتے کچھ کہا میں وہ ہوئے چپ میں اوسکا
کس سے پوچھوں مرا کیا ذکر رہا میرے بعد

کیوں نہیں غیر جو کہتا ہے وہ منہ پر کھلو
ہو گی غنیمت جو کیا میرا گلا میرے بعد

دوست تو یاد رہے شرط محبت یہی
دل سے کرنا مری بخشش کی دعا میرے بعد

میری الفت کا بیان کرکے حسین رونگے
دیکھ لیگا جو زمانے میں رہا میرے بعد

دم آخر بھی نہ ادا کر دیا نامہ کا جواب
نامہ بر بیٹھ رہا آئے گا کیا میرے بعد

کون دیکھیگا گلستان تماشا سبزہ
چمن دہر کی بدلے جو ہوا میرے بعد

ق

آکے اس باغ کو دیکھیں جو ہوا خواہ چمن
ہر زبان پہ ہو یہ کیا رنگ ہوا میرے بعد

موسم گل میں نکلوایا تھا گل چینوں نے
ہائے دو دن بھی وہ عالم نہ رہا میرے بعد

زندگی میں ہوئی قدر تو کیا غم ہے حبیب
داد اس نظم کی دینگے فصحا میرے بعد

ہر اک گلی میں ہوں آکے ماہرو آباد
الہی پھر ہو اوسی طرح لکھنؤ آباد

نمک نہ چاہیے کہتا ہے لب زخم جگر
ختن کریگی یہاں زلف مشکبو آباد

تمہارے تیر جب آتے ہیں دل یہ کہتا ہے
ہزار شکر ہوئے داغ آرزو آباد

یہ ذیکمال ہنرمند صاحب تمکین
تباہ پھرتے نہ ہوتا جو لکھنؤ آباد

پیے وہ جام کہ ساقی بدن میں جان آئی
یہ میکدہ رہے باشیشہ و سبو آباد

حسد نہیں ہے زمانے کا خیرخواہ ہوں میں
کریم ہو تو رہے خانۂ عدو آباد

ملا زمین پہ نہ وہ دست ہزار چاک خاک
ہوئے ہیں زیر زمین جب سے جو آباد

یہاں سے اوٹھکے وہان بیٹھے وہان سے بیابان
رہینا ہمیشہ یہ ہنگامہ کو بکو آباد

نکل سکے لب عیسیٰ سے پہ نہ قم کی صدا
جہان میں شہر خموشان کرے جو تو آباد

حبیب کلبۂ احزانکو دیکھئے کب تک
کرے قدم سے وہ مہروش جو آباد

لطف آئے کسکی حمد میں اوسکی ثنا کے بعد
رتبہ زیادہ سب سے ہے جسکا خدا کے بعد

ہوتی ہے قدر اوسکی جو راحت ہو بعد رنج
پر جانگسل ہے فقر کی ایذا غنا کے بعد

یون دلکو مژدہ دیتے ہین ہم ہر امید پر
کہتا ہے جیسے خود کوئی آمین دعا کے بعد

مانگون خدا سے اپنے نکیون نفس مطمئن
بس ایک یہی مقام ہے بیم و رجا کے بعد

ہوتی ہے جس طرح شب دیجور کی سحر
آتا ہے روز عیش یونہین ہر بلا کے بعد

کیا خوف حشر جھیل کے دنیا کی سختیان
مجرم کو چھوڑ دیتے ہین عادل سزا کے بعد

ہو التیام زخم زبان کا محال ہے
کیا لطف معذرت سخن نا سزا کے بعد

ہین مبتلائے جہل مرکب وہ خیرہ سر
ہوتا نہین ہے جنکو تنبہ خطا کے بعد

یہ ہین معاملات مین درپردہ سازشین
یاران سینہ صاف کے عہد وفا کے بعد

مذموم ہے بہار مین اتنا بھی انشراح
بلبل کا سینہ چاک ہو گل کی قبا کے بعد

لازم ادائے دین ہے جو وقت ہو سکے
مقبول رب ہے طاعت واجب قضا کے بعد

سمجھو بنا رہا ہے خطا کار کو دلیر
راضی جو درگذر پہ نہو التجا کے بعد

انداز ساز دہر ہے حیرت فزا حبیب
دلچسپ تر ہے یان جو صدا ہو صدا کے بعد

قید تکلیف سے ہین اہل طریقت آزاد
غم دنیا سے یہ کہتے ہین طبیعت آزاد

ہوگا تنہائی و غربت سے ضرر کیا ای چرخ
پا گئے روز کے جھگڑون سے فراغت آزاد

نہین جمتے کسی چہرہ پہ کبھی ہوکے غبار
بیٹھتے ہین اگر کم تنگی سے طبیعت آزاد

یار شاطر بہی کہین ہوتے ہین بار خاطر
روز احباب کو دیتے ہین زحمت آزاد

متکفل ہے خدا بار علایق کا حبیب
خلق مین چاہیے انسان کی ہمت آزاد

لے فلک خوب دم دادرسی کی بیداد
جیتے جی ہم کبھی بہولینگے نہ تیری بیداد

جس ستمگار سے رکہتے تھے نوازش کی امید
ول سے قسمت او سے بیدرد کو بہائی بیداد

تمنے یکسان نہ گنے عاشق کیلئے راحت و رنج
ہے کبھی شفقت و لینت کبھی سختی بیداد

غضب حق سے امان ملتی ہے کسی ظالم کو
ایکدن سامنے آجاتی ہے ساری بیداد

قوت مقصد نے کیا جسکا کلیجہ پانی
ہوگئی اوسکے لئے موت کی تلخی بیداد

جو سنا خود غرضون سے کیا باور تمنے
خون انصاف بہایا ہے یہ کیسے بیداد

دادرس ہین شہ ذیجاہ دکن تیری حبیب
خوف کیا ہے کسی ظالم نے اگر کی بیداد

عیان ہے سنگ سے آہن کے اشتیاق کا درد
ہر ایک نوع مین موجود ہے فراق کا درد

وہ سنگ ہے نہو جس دل مین اتفاق کا درد
ہمیشہ مہلک اقوام ہے نفاق کا درد

ہوا نہین ہے بلا وجہ کوئی دل پہ داغ
کہلے قمر سے جو پوچھے کوئی محاق کا درد

گلے مین پڑتا ہے جو وقت رنج کا پہندا
تو بہول جاتا ہے انسان کو خناق کا درد

نہ سمجھے گا جو ہمیشہ رہا ہے با سامان
کہے بہی گر کوئی بے ساز و بے یراق کا درد

تمہیں بھی چاہئیو لازم ہے اسکی چارہ گری
تمہارے دل پہ بہت شاق ہے اتفاق کا درد

حبیب خوب تھی طرز کلام اہل عرب
ہوا ہے ہند مین حالی کو اوس مذاق کا درد

اب نہین جور و جفا کے متحمل ناشاد
تا بہ کے رکھیگا ایچرخ مرا دل ناشاد

ایکدن بھی دل لیلی مین نہ گذرا یہہ خیال
آگیا ہے مرا مجنون پس محمل ناشاد

یوہین فرقت مین ہین اے گل ترے عاشق نالان
بیٹھے کس لیے ترین خفا ہو کے عنادل ناشاد

بے سبب ہوتے ہین گر خون بہا سے ہو جائین
آکے مقتل مین پلٹ جائے نہ قاتل ناشاد

آج پر کیا ہے نہ پیشہ سے دنیا کا یہ رنگ
شادمان ناقص و بے علم ہین کامل ناشاد

دل و جان سے ترے پابند ہین جو حلقہ بگوش
ہونگے کیا دیکھکے یہہ طوق و سلاسل ناشاد

ہے مقدم اونہین مظلومون کا پاس خاطر
دادخواہو تمکو نہین رکھتے ہین عادل ناشاد

تیری تقدیر مین راحت ہے تو پیش آئیگی
سختیان جھیل کے کیون ہوتا ہے بیدل ناشاد

وسہم مانگنے والون سے زیادہ خوش ہے
اوسکے در سے نہین پھرتا کوئی سائل ناشاد

داد صابر کی بہت جلد نہ کیون دے مالک
رنج مین بھی نہین ہوتے جو متحمل ناشاد

سچے ہمدرد ہین رہتے ہین جو ہر وقت حبیب
دیکھکر کلفت اقران و اماثل ناشاد

ردیف دال ہندی

ناز رفتار پہ ہے حسن رخ روشن پہ گھمنڈ
ہے جوانی پہ غرور آپ کو جوبن پہ گھمنڈ

نفس سرکش کو دباکر یہہ خوشی کیون اے دل
ہو گیا تجھکو ظفر پانے کی ہی دشمن پہ گھمنڈ

دلبری کی وہ ادا تھی یہہ دلیل الفت
ہمکو بیتابی پہ نازاونکو ہے چتون پہ گہمنڈ

قافلے لوٹتی ہے اونکی نگاہ خونریز
کارفرما کو ہے بیباکی رہزن پہ گہمنڈ

ہمہ تن جوہر قابل ہون مجھے زیبا ہے
زر خالص کیطرح اپنے نکہرے پن پہ گہمنڈ

فصل گل آئی بنی تخت زمرد ہر شاخ
عندلیبو تمکو ہوا حسن نشیمن پہ گہمنڈ

خاک مین ملکے بنے سرمۂ چشم امید
میرے ذرونکو ہے اوس قصر کی روزن پہ گہمنڈ

سرگذشت اپنی کہین ہم تو پپیہین پھر
خوش گلو یون نکرین پہر کبھی ساون پہ گہمنڈ

رہنے دی ہی یہ امانت تری ای دست جنون
آستین پہ ہمین غرہ ہے نہ دامن پہ گہمنڈ

ہم بھی ایجان ہی بملکے چلو سیر کو آج
پہر گلستان کو ہوا تختۂ سوسن پہ گہمنڈ

سایۂ زلف سے پیچان کیا دونون کو
سانپ والونکا تہا اوڑتی ہوئی ناگن پہ گہمنڈ

تہی کبھی ہند مین مرغوب ادا سے بت چین
حسن وخوبی کو ہے ان روزون مین لندن پہ گہمنڈ

تہا مسلمانون اکدن یونہین بغداد پہ فخر
اہل مغرب کو ہے جسطرح سے لندن پہ گہمنڈ

کردیا برق حوادث کے ستم نے برباد
تہوڑا تہا ابہی دہقان کو خرمن پہ گہمنڈ

حسن تدبیر کی تحسین کرین کیون نہ حبیب
بخت بد کرتا ہے بد خواہی دشمن پہ گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

[illegible] اک اشرفی کو خوبی تقدیر سے کاغذ
ورق سونیکا بنجا ہے تری تصویر سے کاغذ

[illegible] ہو جو تمثال بعت بے پیر سے کاغذ
تو بدلین اہل ثروت منصب وجاگیر سے کاغذ

[illegible] ازین لکہون کا نامہ اوس ستمگر کو
بنے گا تختۂ گل خوبی تحریر سے کاغذ

[illegible] مجھکو اشتیاق وصل کا کہنا
[illegible] کبوتر [illegible] ہی تحریر سے کاغذ

فقط قید ضوابط وجہ حفظ ملکیت دولت ہے
دہن دربان سے چپکا دین اگر بخیہ سے کاغذ

ضرر پہونچا نہین سکتا ہے مصلح کو کوئی سرکش
بنا چیرا تو پھر کب کٹ سکا شمشیر سے کاغذ

کیا بیجان مرغ نامہ بر کو پھر ستمگر نے
عبث صحن پر گیر ہونگے سے جو پیکان تیر سے کاغذ

ہمارے آپ کے رسل و رسائل شاق ہین سب پر
جلا دیتے ہین حاسد تپ ہین کر رگیر سے کاغذ

دیا نا نامہ کا منقار مین سیکھا کبوتر نے
نجایا تب اوٹھا کر سینہ کا نقد گیر سے کاغذ

لفافہ مین نہین ہے بعد خط نے منہ چھپایا ہے
پڑھ ہو اوس راز کو نادم سبب تحریر سے کاغذ

ودیعت خامہ مشکین کی لیکر سادہ لوحی سے
کیا بیگانہ ننگ طبع نے تحریر سے کاغذ

لکھے عرضی اسیر زلف مشکین شاہ خوبان کو
بہم پہونچے جو زندان مین کسی تدبیر سے کاغذ

ق

ردیف ذال وجہ ابتذال لفظ و معنی ہے
تعلق کس طرح پیدا کریگا ذیر سے کاغذ

طبیب اہل سخن کی بذلہ سنجی ہو اگر کہہ دین
بنا ہے تعویذ مشکین تری تحریر سے کاغذ

سمجھے نہ بات باتکو کیون کام جان لذیذ
قند و نبات سے ہے تمہارا بیان لذیذ

شیرین کسی طرح نہ بنا آب شور اشک
فاقون کے بعد بھی نہ ہوئین گالیان لذیذ

بخشا ہے سرشت پر کو قناعت نے یہ وقار
حق نے کئے ہما کیلیے استخوان لذیذ

راحت نما ہے حد سے گذرنیکے بعد رنج
ہے وقت جوش گرسنگی خشک نان لذیذ

غم کا اثر ستانی ہے انجام کی خوشی
سمجھی ہمیشہ تلخی مے کو زبان لذیذ

ہر شب ہے افسانہ زلف دراز یار
ذکر دہان دلبر سے ہوئی داستان لذیذ

تبدیل ذائقہ مین نہین لطف ساقیا
ہے ہرگز کہ آج مے ارغوان لذیذ

عناب تازہ ہین چمنستان حسن کے
کیونکر نہون ترے لب شکرفشان لذیذ

مرغوب ہے ہر ایک طبیعت کو انقلاب
سکتے ہیں ہر جدید کو اہل جہان لذیذ

کب تلخ ہے فراق کی تلخی سے کوئی شئے
ہے وصل یار سے کوئی نعمت کہان لذیذ

پھیکا ہے گر سخن مین ملاحت نہو حبیب
ہوتا نہین بغیر حلاوت بیان لذیذ

ردیف راے مہملہ

مجبور کر رہا ہے مجھے ضبط آہ پر
ظالم خدا سے ڈر یہ ستم بیگناہ پر

آخر اثر ہوا یہہ دل کینہ خواہ پر
آنسو ٹپک پڑے مرے حال تباہ پر

کہدونگا درد عشق جو بگڑو گے آہ پر
لازم سوال جرح نہین اس گواہ پر

انسان حاوی ہوسے نہ اگر عز و جاہ پر
کیون ہو اجل کو پہونچکے راغب گناہ پر

دیکھین ہمارا حال وہ عبرت کی آنکھ سے
ہے یار ناز جنکو تری رسم و راہ پر

کیا ہو گی اور گوشہ نشینون کی منزلت
بال ہما ہے تاج سر بادشاہ پر

ہے جستجو جہان مین ملی کسکو آبرو
پیاسا ہمیشہ دوڑ کے جاتا ہی چاہ پر

آپس کا میل جول بڑہا دور کر نفاق
اے بوالہوس نظر ہے تری گر رفاہ پر

ناحق فلک سے کرتا ہے بیداد کا گلہ
جسنے کیا عبث ہی ستم دادخواہ پر

ظالم نہ ہوگا خلق مین مشہور حق شناس
کرکے میری حقوق کا خون اشتباہ پر

ہر شب مین شمع خلوت دل داغ آرزو
ظلمت کو ناز ہے مرے بخت سیاہ پر

جاہل نکر عوام کی تحسین پہ غرور
نفرین عاقلون کی ہے اس واہ واہ پر

ہے عاصیونکو رحمت معبود کی صدا
توبہ کا در کھلا ہے جو آتے ہو راہ پر

دیکھا ہوا نہ اسپہ بھی تارک نے عیش
دل وبال پڑگیا آخر نگاہ پر

ہوتے ہیں شیخ و پیر مغان آج متحد — مجمع ہے میکشوں کا در خانقاہ پر

شاید ہے فسخ عہد وفا کا انہیں خیال — ساکت ہیں ہم معاملۂ رو براہ پر

کسب کمال سے نہیں ہاتھ اٹھائے کیا امید
احباب کی نظر ہی نہیں دستگاہ پر

شباب قیس کو بھی رشک ہوتا ہے میرے بچپن پر — وہ مجنون ہوں پلا جو کھیل کر صحرا کے دامن پر

بھرے ہیں کشت دل میں داغہائے آتش زا — اڑا دونگا دھوئیں بجلی گرے تو میرے خرمن پر

ہوا خواہی کا جن پھولوں کی دم بھرتا تھا اک عالم — نہیں آتا ہے کوئی سبزہ و گل انکی مدفن پر

نقاب الٹو تو ہو نظارہ باغ حسن کا گلچین — نہیں پروانہ آ سکتا چراغ زیر دامن پر

میرے چاک گریبان کا رفو اک وجہ حیرت تھا — کہ رشتہ بنکے مژگان لگ گیا ہے چشم سوزن پر

تعلق چھوٹ جائیگا مکانوں سے مکینوں کا — نگاہ یاس کا عالم ہے دیوار و در کے روزن پر

غبار راہ ہستی خاک چھوٹا غسل دینے سے — کفن اجلا ادھر پہنا ادھر میلا ہوا تن پر

توکل کا مٹایا نام اطمینان دولت نے — بنے ہم دوست کے بدخواہ تکیہ کرکے دشمن پر

مزا ملتا ہے دلکو اشک خونین کی شرارت میں — یہ طفل ناز پرور لوٹتے رہتے ہیں دامن پر

گواہ بیگناہی ہے لب سوفار کی سرخی — جمایا ہے مہندی کا رنگ دیکھو آپ آہن پر

سواد چشم عاشق بیشتر رکھتا ہے نورانی — وہ جلوہ عہد موسی میں جو تھا وادی ایمن پر

مصائب میں مقدم ہے تحفظ خوش خیالی کا — ہوا میں چاہیے فانوس رکھنا شمع روشن پر

نہیں آسان حبیب نکتہ سنجان جہان ہونا
بڑی جانکاہیوں سے دسترس ہوتا ہے اس فن پر

ولہ

کردن عشق سخن میں پیرو تک [illegible] ہوکر — رہے میری فصاحت سے ہمہ تیغ زبان ہوکر

امیدین نقش پائے سعی بنکر ناامیدی مین — رہینگے مجکو آزادی سے مانع بیڑیان ہو کر

وہ مایوسی بہایا جسنے دلکا خون آنکھون سے — کھٹکتی ہے ابہی پہلو مین یاد رفتگان ہو کر

برا ہو دشمن اعجاز کا سب کی نگاہون مین — سبک ٹھہرے خمار آرزو سے سرگران ہو کر

اجازت دیکے عرض مدعا کی خود ہوے برہم — مسرت وجہ حیرت بنگئی قفل دہان ہو کر

ہوا کی امن و آسایش کی اکثر خانہ بربادی — تمنا مین سدا پیش آئین مجہ سے سختیان ہو کر

وقایع پر نظر کرنے سے وقعت بڑہتی جاتی ہے — زمین شعر دکہلاتی ہے نیرنگ آسمان ہو کر

وہ کوشش کیجیے رہجائے نام نیک محشر تک — مزا یہ ہے کہ موت آئے حیات جاودان ہو کر

جو کچھ کرنا ہے کر لو سوچتے بیٹھے ہو کیون یارو — متاع عمر ہاتھ آئی ہے کسکو رائیگان ہو کر

گئے جو منزل ہستی سے اب نقش قدم اونکے — نظر آتے ہین چشم حسرت واماندگان ہو کر

حبیب مبتلا سنبہلا نہ ہمنے لاکھ کوشش کی
پہر آخر تری الفت مین رسوائے جہان ہو کر

رنگ صحبت کا طبیعت مین جما خو ہو کر — بت پرستون مین مسلمان رہی ہندو ہو کر

تازگی کا یہ مزہ ہے کہ جہان مین پہیلے — گل مضمون سے حقیقت کی ادا بو ہو کر

ہے جہان دیدہ کی آنکھون کا یہی عین کمال — تولتی رہتی ہین مردم کو ترازو ہو کر

ہو مری آہ رسا گر تو پریشان ہو جائے — عارض شاہد امید پہ گیسو ہو کر

اثر نغمہ دلکش کی کہون کیا حالت — ہوش کہو دیتا ہے انسان کے جادو ہو کر

نگہ یاس مین کہٹکے تہے جو ارمان میرے — اک زمانہ ہوا سب بہگئے آنسو ہو کر

حسرت اوس کشتہ اندوہ پہ جس بیکس کی — اجل آئی بہی تو بدخواہ کا قابو ہو کر

دلسے مٹ جائے کسی طرح یہ نقش امید — کہین ٹھہرے بہی طبیعت مری یکسو ہو کر

بیٹھتے اوٹھتے نہیں دہیان رہے زانو تجہہ — دے نہ آزار تجہے پیچ کا پہلو ہوکر

میری قسمت کی کجی گر کبھی ہوے قالب — چشم خوبان پہ جگہ لے خم ابرو ہوکر

جرعہ بادہ، احت جو کردن نوش حبیب

نیش حسرت مجہے بنجاے گا اوچہو ہوکر

تھی گھٹا یاس کی چھائی ہوئی بیچاروں پر — بلبسے رحم آگیا خود اوسکو گنہگاروں پہ

مجھسے جو ہوگا محبت مین وہ کر گذرونگا — آپ قائم نہین رہتے کبھی اقراروں پہ

قید وحشت مین لکھا قصہ مجنون لیلی — تیرے سودائی نے زندان کی دیواروں پہ

جو کہا حضرت واعظ نے بجا ہے لیکن — ورتو یہ تو نہین بند ہے میخواروں پہ

باتین دو چار وہ پوچھو گے جو پوچھین ہمین یاد — بس نکرین کرو رحم دل افگاروں پر

بیٹھے بیٹھے تمہین کیا سوجھی یہ وحشت کیسی — خود چھری پھیرتے ہو اپنے طرفداروں پہ

گر کسی حسن کی رخ پہ چمک ہے رہی تو کیا — دہوپ ڈہلتی ہوئی چڑہ جاتی ہے دیواروں پہ

آس تو ٹوٹی مری یہ وقت نہ آیا یہ خیال — سب دم نزع ترس کہاتے ہین بیماروں پہ

اہل زر کب ہوئے ہمسایہ کی عسرت سے ملول — کی کہان پہولون نے بخشش کی نظر خاروں پہ

ربط غیروں سے خوش آیا نہ انہین کیون جانا — خفگی کا یہی باعث ہے وفاداروں پہ

جگر و دل کی نقاہت سے پریشان ہین حواس — یاس چھائی ہے مریضوں کی پرستاروں پہ

جان جانی ہے تو پھر سختین کیون جانا زاے — جب ہے مرنا ہی مرین کیون نہ طرحداروں پہ

مجھکو کس حسن جہانسوز کا آیا ہے خیال — بسکہ گل نے لٹایا ہین انگاروں پہ

دیکھ واعظ وہ ادھر ہی جانب میخانہ گیا — نالہ ہے [illegible] سیہ کاروں پہ

لعنت حور جنان [illegible] — شاق کس طرح نہ ہو تیرے [illegible] پہ

حشر مین دینگی شہادت یہی خونریزی کی — ناز کیون ہے ستم ایجادون کو تلوارون پہ

شیخ کا حال سُنا ہے یہ تل نکلی — معترض تہے یہی کل تک میرے کردار پہ

اصل ثابت ہے وہی شرع کا اک پردہ ہے — دانے تسبیح کے سب پہرتے ہین زنار پہ

اوٹھہ در پیر خرابات سے للہ حبیب
ایسے افعال سے غیرت آتی ہے دیندار پہ

کسیکی جبہہ سائی سے کبہی گہستا نہین پتہر — وہ چوکہٹ موم کی چوکہٹ ہے یا میری جبین پتہر

کہلا اب رکہتے ہین پہلو مین پنہان نازنین پتہر — نہ تہا معلوم ہین قلب بتان مہ جبین پتہر

بٹہایا خاتم عزت پہ تیرے نام نامی نے — دگر نہ تہے یہ ظاہر تہا حقیقت مین نگین پتہر

دکہلائے پہر نہ کیون تاثیر اپنی جذب روحانی — یقین ہو جائے جب حاجت روا ہی بالیقین پتہر

تلاش یار مین کیا خارا سنگیر مصیبت ہون — ہوئے نادم سے جب سدرہ بنکر کہین پتہر

جو مین اے کوہکن دون جان شیرین عشق شیرین مین — تو دکہلائے بجائے شیر جوئے انگبین پتہر

گرا دون فیض اعجاز نبوت سے وہ مومن ہون — چہپائین پہر مخالف گر میان آستین پتہر

پس مردن رہی قلب و جگر مین گر یہی سوزش — تو لوح سنگ مرمر ہوگی از خود آتشین پتہر

یہ کہتا ہے کسی نامہربان کا مہربان ہونا — پسیجین گے تری گرمی سے آہ آتشین پتہر

گرین ہر سنگدل پر بجلیان ایسے حوادث کی — کہ دیتے ہین گواہی تیری آہ آتشین پتہر

حبیب آئے کہان سے تازگی نخل مضامین مین
جہان تک دیکہیے ہے یکقلم یہ گلزمین پتہر

ہے زبان کا سو کی کوشش مین آٹہون پہر — ذوق بیتابی ہے دل مضطر جگر آٹہون پہر

ہے [illegible] ہا کی [illegible] آٹہون پہر — مرا سلہ [illegible] تیرا سنگ در آٹہون پہر

پاک باطن سب ہین رندون مین تکلف کچھ نہین
ہین یہ آپس مین شریک ما حضر آٹھون پہر

فکر حالات جہان مین جب سے کرلی انکھہ بند
کار عینک کرتی ہے اوسکی نظر آٹھون پہر

چھوڑ کر کج بحثی کو بن چپ ہو کے مکا ہر زبان
تک تالیف جہان اسطرح کرتا ہون پہر

دوستون سے ملنے جلنے مین تو لازم قید وقت
ایک حالت مین نہین رہتا بشر آٹھون پہر

گرچہ ساز و برگ ہو آزاد ہین مانند سرو
بیدلہ بیٹھون ساتہ رہ آشفتہ سر آٹھون پہر

نیک مردون کا بدون پر بہی گمان ہوتا ہو نیک
بدگمان نیکون سے ہین ارباب شر آٹھون پہر

سب سے تو یکسان تلطف کر جو ہو خواہان عیش
اس چمن مین چلتی ہے باد سحر آٹھون پہر

جو غنی ہین وے لگے تو بوا اون کی چھپ سکتی نہین
غنچے مٹھی مین لئے رہتے ہین زر آٹھون پہر

دم بدم گھڑیال کا بجتا ہے کوس الرحیل
کاروان عمر ہے گرم سفر آٹھون پہر

خواب دیکھا تھا کوئی یا صحبت احباب تھی
عیش مین یا ہو گئے تھے مختصر آٹھون پہر

آجکل سے کچھ عجب عالم حبیب زار کا
ہاتھہ دل پر ہے تو آنکہین سوے در آٹھون پہر

بہلا رہین نہ اپنے دیدۂ گریان لہو کیونکر
کہین کیا کسطرح ملکر چھٹا وہ ماہرو ہوکر

مقابل ہو الہی مجھسے وہ آئینہ رو کیونکر
اوسے دیکھون مین دیکھون جسکی حیرت ہو بہو کیونکر

یکایک وصل کی اون سے کرین ہم گفتگو کیونکر
یہ مطلب ہے شکایت لب تلک آئے دو بدو کیونکر

نظر آئین خدایا کو بکو وہ ماہرو کیونکر
نگہ کسطرح سے آنکھون مین رکھون آرزو کیونکر

نمک زخمون پہ ہر دم خندۂ قاتل چھڑکتا ہے
دل صد چاک پر اپنے بہلا ہوگا رفو کیونکر

کبھی پہاڑا گریبان کبھا سے پتھر سر کبھی پٹکا
تماشے نے کہان وحشت مین کھوئی آبرو کیونکر

تھمین آنسو بہلا کسطرح جھپکانے سے پلک نکلے
رکین ان سے نہ چہا سے ناتوان سے آہ جو کیونکر

ہوئے ہین نامک پابوسی کی حسرت مگر کہین
نکلتی ہے پس مردن ہماری آرزو کیونکر

ادہر پہ درد آہین ہین اودہر نیچی نگاہین ہین
چھپے راز محبت بیٹھنے سے روبرو کیونکر

پس مردن ہماری خاک کے ذرے پریشان ہین
ذرا دیکھو تو کرتے ہین تمہاری جستجو کیونکر

تماشا ہے ذرا مستونکی کیفیت بہی دیکھہ آؤ
ہین چلتے کسطرح ساغر لنڈہکتے ہین سبو کیونکر

دہوان مجنون کی آہون کا سواد دیدہ لیلےٰ
نہو ہر شب بلا گردان زلف مشکبو کیونکر

حبیب احباب کی خاطر سے کہلی یہ غزل ورنہ
پریشانی بہت ہو دم بہر طبیعت ایکسو کیونکر

آتے ہو تو سنا جاؤ خدارا کوئیدن اور
ہوگا مری تقدیر مین ایسا کوئیدن اور

وہ ہون مرے مہمان مین کرون شکر کے سجدے
اسطرحکا آجاے نئے خدایا کوئیدن اور

کیون نامہ رسان آج بہی وہ شوخ نہ آیا
ہے ملنے سے انکار کہ ٹھہرا کوئیدن اور

ق
ہر وعدہ پہ کہتے ہین بنا کر وہ کوئی عذر
بہتر تہا جو ملنے کا ٹھہرتا کوئیدن اور

۲
مجبور ہون کیا اسکے سوا ہے مجھے چارا
لکہہ بہیجون سمجھکر یہ اشارا کوئیدن اور

۳
یا یہ کہ لکھون اونکو بہت خوب مگر اب
تجویز کرین آپ ہی اچہا کوئیدن اور

۴
لیکن یہ وہین ہفتہ یہ گذرجاے تو پوچہون
فرمانے اب اسکے علاوہ کوئیدن اور

وہ آئے ہین مطرب ہے مغنی بہی ہے ساقی
میرے لئے ایسا تو نہ ہوگا کوئی دن اور

آتی ہے خزان بلبل شوریدہ نہ اترا
شاید نہو پہر عیش کا ایسا کوئیدن اور

موقوف قیامت ہی پہ ملنا ہی حبیب آہ
اس سے بہی تو اب دور نہ ہوگا کوئیدن اور

[illegible] ہے یاد زلف و رخ مین یہان شام و سحر
ہو رہی ہے قتل کی تدبیر وان شام و سحر

صحبت قلب و جگر ست ناک مین آیا ہو دم
دونون پہلو مین ہین نالان ایکسان شام و سحر

رخصت ای ہمارئی دل مژدہ ای شوق وصال
کل سے آتے ہین وہ ہو کر مہربان شام و سحر

ہو کے برہم آ گئی رخ پر ترے زلف دوتا
دیکھلے آئینہ مین ہین ایکسان شام و سحر

باغ مین آئے ہین وہ دو چار دن کے واسطے
آجکل بلبل سے ہین میری ہم زبان شام و سحر

ہون کسیکا خون ناحق روز کرتی ہے شفق
در پئے بیداد ہے کیون آسمان شام و سحر

لیٹے وہ گل آکے جس بستر پہ بو چھٹتی نہین
سونگھتے ہین میرے تکئے راز دان شام و سحر

کھینچ کر بنت العنب لیجاتی ہے مینا نیکو
جانستان ہی یہ بلا سے بے امان شام و سحر

سیکڑون رفتار پر مٹجاتے ہین مثل نقش پا
سیر کو نکلین جو وہ دامن کشان شام و سحر

بلبلونکو چھوڑ دے صیاد ہی فصل بہار
دینگے خوش ہو کر دعا یہ بے زبان شام و سحر

کھولکر گیسو اگر چہرے سے الٹین وہ نقاب
یکزبان ہو کر پکارین الامان شام و سحر

ہے جلیب خستہ نالان راتدن مثل جرس
دلکو ہے رنج فراق رفتگان شام و سحر

دلکو ہے رنج فراق رفتگان شام و سحر
پھر رہے یوسف کو ہے یاد کاروان شام و سحر

سر گران ہین عادی رطل گران شام و سحر
بار زاید ہے وبال کاروان شام و سحر

گو چھپا سکے گیسوے مشکین ہین کیا اندھیر ہے
لٹتے ہین ان راستون مین کاروان شام و سحر

ہے جگر پر داغ اور دل مین بھری ہین حسرتین
کاروان ہی رہبری کاروان شام و سحر

ای جگر دل کی طرح تو بھی کہین بہ جائیگا
چل رہا ہے آنسوؤن کا کاروان شام و سحر

منزل جانانکا ابتک کچھ پتا ملتا نہین
ہے روان عمر روان کا کاروان شام و سحر

لیچلی ہین دلکو سوے کوچۂ قاتل جو ہین
کس تردد مین ہے میر کاروان شام و سحر

روز و شب ہین وادیٔ غربت مین میرے رہ نوَرد
عمر مستعجل کے سیر کارروان شام و سحر

عرش پہ ہوگا دماغ رہروان کوے عشق
آسمان پر ہے غبار کارروان شام و سحر

سرنگون ہون تیری آنکھین یا کہ خواب آلودہ ہون
لوٹ لیتی ہین یہ رہزن کاروان شام و سحر

خاک کا میری رہ الفت مین کیا ہوگا نشان
روندتا رہتا ہے مدفن کاروان شام و سحر

بحر الفت پر بنا ہے پل مرا سنگ مزار
جھیلتا ہون سر پہ بار کاروان شام و سحر

دیدنی ہے تیرے دیوانے کی ازخود رفتگی
تاج سر ہے فرش راہ کاروان شام و سحر

ہنستے آتے تھے چلے گلزار سے روتے ہوئے
عبرت افزا ہے گلوں کا کاروان شام و سحر

محشرستان تمنا ہوگی خلوت یار کی
چل رہا ہے حسرتوں کا کاروان شام و سحر

عرش منزل ہے مرے افکار بالغ کی حبیب
خلوت دل ہے سرا ئے کاروان شام و سحر

چھری کیا پھیری ہے چلتی چلتی پھر کر حلق بسمل پر
تڑپ جاؤن نہ بعد ذبح کیون مین پائے قاتل پر

تڑپتا ہون نہین چلتا ہے کچھ بس تا ملنے کا ہم
یہ نادان آج شیدا ہوگیا ابروئے قاتل پر

بنا رکھا ہے اک عالم کو ناحق غیرت مجنون
گمان ناقۂ لیلی ہے اوس کافر کی محمل پر

لب جان بخش تک جا کر رہی محروم بوسے سے
ہم اوس پانی کے پیاسے تھے جو تر پایا ہی ساحل پر

حنا ملکر وہ آئے ہین دلونکا نقد سودا ہے
شہادت خواہ دو طرین خون بہا ہی دست قاتل پر

بسا تھا دل مین تھا اک داغ خون ہوکر بہا وہ بھی
بہو روئے نہ کیونکر برق خندان ہے حاصل پر

سخن شاہد ہے دعوی پر اگر مصحف طبیعت ہو
حقیقت تیک و بد کی آپ کھلجاتی ہے عاقل پر

اسی تشویش مین اوٹھتے نہین ہم کوی جانا ہے
یہ بے قابو نہ ہو جائے بھروسا ہے کسی دل پر

بھٹکتے پھرتے ہمکو یہان صحرائے وحشت مین
پتہ پوچھینگے دیوانون سے سب پہنچینگے منزل پر

خدا کیواسطے پھر ذبح کرکے دیکھتے جاؤ
ذرا تلوار کا پانی چھڑک دو مرغ بسمل پہ

خط تقدیر ہے میرا جسے سمجھے ہیں سب جوہر
برات جان و دل لکھی ہوئی ہے تیغ قاتل پہ

تمہارے کوچہ میں ہر دم یہ مجھکو کھینچ لاتا ہے
سمجھ لو اس سے تم صاحب مرا قابو نہیں دل پہ

بشارت تو مری ہے عشق میں بھی سب کا ہونیکی
سونگھاتے ہیں چھڑک کر عطر مستی کا جو گل پہ

ثواب ذبح کا وہ مدعی ہیں خون ناحق کا
بسند بکر مرا محضر بندھا بازوے قاتل پہ

جفا میں کرکے ناحق شاد ہولے دل میں او ظالم
عیوض تیرے ستم کا ہمنے بھی چھوڑا ہے عادل پہ

گر نک بازار سے لے لینگے رکہلو جیب میں تو گل
حبیب آہو گیا آئی پسینے سے جھلکے سال

ردیف رائے ہندی

کافی ہوئی نہ روح کو تنہا بدن کی آڑ
بالیدہ ہوکے جسم نے لی پیرہن کی آڑ

غربت میں یوں کیا ہی تعلق نے پائی بند
بطرح اشک شمع کو روکے لگن کی آڑ

عالم ہے اہل فیض سے کیا جو ہے مستفیض
سورج کی ضو کو روکے گی کیا تنک گہن کی آڑ

ہتا چونکہ بات بات میں قصد مخالفت
خلقت کیوقت ڈہونڈہی زبان سے دہن کی

ہنسی میں دیکھے کا رجہان پیستا ہے چرخ
مہندی ترشتی رہتی ہے بنکر چمن کی آڑ

غافل لحد میں ظلمت اعمال کو کبھی
ہوگی نہ مکتفی ترے اوجلے کفن کی آڑ

لی مہر کی فرد جرم جو عادل نے ہاتھ میں
چھپنے کو ڈہونڈہنے لگیں عطرین شکن کی آڑ

دکھلا رہی ہے تحفۂ سنبل پہ چاندنی
عارض کی ضو کو زلف شکن در شکن کی آڑ

میرے گناہ دھو چکے پھر سے تھے ہیں ناقدین
دامان لطف و رحمت ذو المنن کی آڑ

عسرت کی خود ہین سب بے سروسامانیان گواہ
کیونکر چھپایئے اسکو لباس کہن کی آڑ

دشمن ہے وہ عزیز جو دشمن کا دوست ہو
کہلواتی ہے شکار ہرن کا ہرن کی آڑ

چہرے کی ضو سی خط شعاعی ہون تیلیان
چلمن اگر ہو عصر سیمتن کی آڑ

کچھ ڈر نہین ہے تیر حوادث کا ای حبیب
حصن حصین ہے سایہ شاہ دکن کی آڑ

او لجھن ہو دل کی کم کوئی ایسا فسانہ چھیڑ
پھر ذکر زلف یار کا باد صبا نہ چھیڑ

کرتا ہے صلح جو سی جہان عامیانہ چھیڑ
جو ذکر چھیڑ دیکھکے رنگ زمانہ چھیڑ

ہے آج پاس ملت ومذہب کا حال کیا
اس بحث کو برائے خدا واعظانہ چھیڑ

ق
مشکل ہے اونکے ساتھ ہمین وضع کا نباہ
کرتے ہین بات بات مین جو عامیانہ چھیڑ

١
مرغوب ہی نہ حسن نہ تیر اور نہ سنا میین
بیٹھے ہین ہم بھرے ہوے بہر خدا نہ چھیڑ

٢
تھا کیا کہا تھا کسکا خیال اور کہان کی دھن
دھرپت الاپ اور نہ کوئی ترانہ چھیڑ

٣
ساقی خمار غفلت صد سالہ دور کر
مطرب غزل موافق حال زمانہ چھیڑ

ق
ہوتے نہین عزیزون مین جز کینہ ونفاق
کچھ رنج کے سوا نہین حاصل گلا نہ چھیڑ

جی چاہتا ہے قطع تعلق کو ای حبیب
اہل وطن کی خوبیون کا تذکرہ نہ چھیڑ

چل نہین سکتی وہان ذہن رسا کے جوڑ توڑ
اونکی چالین ہین قیامت کی بلا کی جوڑ توڑ

ہے نظر انداز کوئی کوئی منظور نظر
دیکھنا اوس بت کی چشم فتنہ زا کے جوڑ توڑ

کی ادائی بات [illegible] جسکی نگاہ دست [illegible]
سیکھ لے اوس فتنہ گر سے کوئی آ کے جوڑ توڑ

چھوٹ پھر کچھ نہین حرف آ زبان کی کیا مجال
گر کہے کوئی تو یون پہلو بچا کے جوڑ توڑ

ق

پاس کے قابو کرتے ہیں اہل غرض کیا دانت تہا ۔ پہلتے ہیں مطلب کی چالیں مدعا کی جوڑ توڑ ۱

دوست بنکر کرتے ہیں نیکی کے پردے میں بدی ۔ راج نیت یہ ہے دیکھو اہل دنیا کے جوڑ توڑ ۲

سختیاں استاد ہیں انسان کی دنیا میں حبیب ۔ کرتے ہیں مغلوب کو غالب سکھا کر جوڑ توڑ

ردیف زاے معجمہ

جان تازہ ہو تن میں وہ سنا دے اگر آواز ۔ ہر دم رہ مطلوب میں ہوں گوش بر آواز

بیجا نہیں فرقت میں تمہاری مرے نالے ۔ جاتے ہو جدھر روتے ہیں سنگ و شجر آواز

ہو جاتی ہے دلبر کبھی فریاد کی تاثیر ۔ وہ مجھکو بلا لیتے ہیں پہچان کر آواز

تا صبح نہیں ٹلتیں شب فرقت کی بلائیں ۔ اب مجھکو سناتا نہیں مرغ سحر آواز

اس شکل سے رونا مرا بے سود نہوگا ۔ دے انکو اگر حالت دل کی خبر آواز

دھوکا مجھے ہوتا ہے کہ تم آئے ہو صاحب ۔ دیتا ہے جو آکر کوئی بیرون در آواز

مشتاق سر شام سے ہیں منتظر دید ۔ گر بام پر آتے نہیں دو اے قمر آواز

چھوڑا مجھے غمخوار گئے ملک عدم کو ۔ ملتا نہیں کچھ انکا نشان دوں کدھر آواز

اس ضعف میں چھوٹا مشغلۂ نالہ و فریاد ۔ اب منہ سے نکلتی نہیں دو دو پہر آواز

ہے رنج خزاں درد اسیری سے زیادہ ۔ کیا دوں تجھے صیاد میں آواز پہ آواز

جب قافلۂ صبر چلا دل ہوا نالان ۔ اکثر یہ جرس دیتا ہے وقت سفر آواز

نالوں سے مرے کیوں نہ ڈریں عرش کے حامل ۔ اونکی ہی ہلا دیتی ہے قلب و جگر آواز

کیا شکوہ حبیب جگر افگار پہ گذری ۔ فرہاد کی آتی رہی یہاں تا سحر آواز

مدت ہوئی ہین در پہ تیرے گوش بر آواز
پردیسے سنا دے ہمین اے فتنہ گر آواز

وہ غیر کے گھر آئین یہ امید نہین ہے
حیران ہون آتی ہے کدھر سے ادھر آواز

کہتا ہون اگر کون سے بات کیون نہین کہلتی
کہتے ہین ابھی سنتے ہین دیوار و در آواز

رکھدیتے ہین وہ ہاتھ مرے منہ پہ یہ کہکر
خاموش رہو جائیگی تا رہ گذر آواز

یون آتی ہین اب میرے نفس کی صدائین
جس طرح سے دیتا ہے کوئی نوحہ گر آواز

مرغوب نہ کس طرح ہو معشوق خوش الحان
کر جاتی ہے بیساختہ دل پہ اثر آواز

نالون سے ہمین اور تو مطلب نہین کوئی
ہان اونکو سنا آتے ہین شام و سحر آواز

کیا نیند ہے غفلت کی نہین کہلتی ہین آنکہین
دیتے ہوئے سنے جاتے ہین ہین ہمسفر آواز

دیوانہ حبیب جگر افگار جو ہوتا
ہرگز دل سامع پہ نکرتی اثر آواز

ردیف سین مہملہ

داغ دل ہین غیرت صد لالہ زار ابکے برس
بعد مدت کے پھر جوش بہار ابکے برس

ابیاری سے تری اے تیغ یار ابکے برس
تختہ گل ہے ہمارا جسم زار ابکے برس

تا بدامن ہے گریبان تار تار ابکے برس
ٹوٹتے ہین تلوون مین چبھ چبھ کے [illegible] ابکے برس

ہے یہ زور آمد فصل بہار ابکے برس
مست ہین زاہد بھی مثل بادہ خوار ابکے برس

العطش ساقی نے تو زاہد کو بھی کھینچا ادھر
دور مے کا سبحہ پر ہوگا شمار ابکے برس

فصل گل مین بعد مدت ہی ہوا جوش جنون
سنگ طفلان سے ہو سر میرا مزار ابکے برس

شیشہ مین پنہان ہوے اور ہمین ذوق کشی
آسے ہی ساقیکی اے ابر بہار ابکے برس

سنگ شیشہ ٹوٹے ہون سبو و خم بالائے طاق
بادہ دلیا کا شیشہ اوتار ابکے برس

ظلم پر پابندہی ہے پھر صیاد و گلچین سے کہ
قید بلبل کی ہے گلشن مین پکار ایکبرس

آرزو ہے بعد مردن بھی رہون سیراب سے
حسرت جام جم کرین میرا غبار ایکبرس

جوشش خون بلبل شیدا کا پیدا ہو اثر
سے لے اگر فصد رگ گل نوک خار ایکبرس

جلتے ہین دل بلبلون کے آشیانکی طرح سے
آتش گل کی ہے گلشن مین پکار ایکبرس

قسمت اپنی اپنی ہے اے جا سبا کہ ہو حبیب
خار غم ہمکو نہین پہلو سے پار ایکبرس

وقت کی قدر نہ جانی افسوس
مفت مین کھوئی جوانی افسوس

خلق مین پہچان سبکے ہے یہ
کر رہی ہے ہمہ دانی افسوس

داغ بھی زخم جگر کا نہ رہا
تھی یہ قاتل کی نشانی افسوس

اوسی بیدرد پہ مایل ہوا دل
میری اکبات نہ مانی افسوس

دلسے آمادہ کہ بیداد ہین وہ
اور کرتے ہین زبانی افسوس

حال فرقت نہ کہون ہوگا اونہین
سنکے یہ رام کہانی افسوس

چمن دہر مین کیا گل دین
پر سب ہے یہ عالم فانی افسوس

جنسے امید وفا تھی وہ حبیب
ہوگئے دشمن جانی افسوس

تری امید پہ ہوتے ہین ہم کہان مایوس
ہمیشہ دلکو ہے لاکھا سمان مایوس

نہین خبر او نہین اپنے امیدوارونکی
کہین نہ ہو وہ مہین پیر و نسے نوجوان مایوس

ستایا درد نے پھر خدا اے مرے عیسی
نہ زندگی سے ہوا تیرا نیم جان مایوس

سکے ہے جو طالب جنت و حاجت کا
رہے ہین حضرت سے اونکے [illegible]

جو سیکھا اوسکا تغافل تو اسے سگ دلبر
رہینگے سیر بطرح میرے استخوان مایوس

مجھے امید ہے بخشیگا اپنی رحمت سے
کریم کرتا ہے بندونکو تو کہان مایوس

ردی ہے حال تمہارے مریض عشق کا آج
طبیب دیکھ کے ہین نبض ناتوان مایوس

پھسلا رہی نظر مہر نے کہان امید
بنا چکی ہمین جب یار کی زبان مایوس

پہنچیگا قہر الٰہی ہین دیکھ اے ظالم
کرین نہ زیر فلک شور الامان مایوس

ہمارے زور طبیعت کو دیکھتے احباب
نہ کرتے ہوتے صلے سے جو قدردان مایوس

خدا گواہ ہے باقی نہین امید کوئی
کیا ہے اوسنے مجھے ہو کی بدگمان مایوس

ہمیشہ صبر ہے مفتاح باب فرح و سرور
کبھی بہار سے کرتی نہین خزان مایوس

حبیب کو در شاہ دکن ہی باب امید
خدانخواستہ کب ہے یہ خوش بیان مایوس

جانے جان کس فکر سے ہی پھول سا چہرہ اوداس
آپکو ہمنے کبھی دیکھا نہین ایسا اوداس

یہ بھی کوئی بات ہے صاحب ملو یا دو جواب
صبح سے بیٹھا ہی در پہ عاشق شیدا اوداس

عیش کا سامان سب تھا ایک وہ دلبر نہ تھا
باغ ویرانہ نظر آیا مجھے صحرا اوداس

لوگ سچ کہتے ہین ذکر عیش نصف العیش ہے
چھیڑ دیت باتین تمہارے دل جب بیٹھا اوداس

اپنی اپنی عیش و راحت سے زمانے کو غرض
بے سبب کوئی کسیکے غم سے کیون ہوگا اوداس

شام سے رونق تھی ایسی کچھ کہا جاتا نہین
صبح کو رخصت ہوے وہ گھر ہوا میرا اوداس

درد کی تاثیر خود ہوتی ہے اہل درد پر
میرا دل بھر آیا جب کوئی نظر آیا اوداس

دی تسلی تیری امید کرم نے اے رحیم
ہو گئے ہین ہر طرف سے مایوس جب بیٹھا اوداس

بے تغیر دیکھنا خندان تجھے ہو گل شام کو
جا کے جب وقت سحر دیکھا او نہین پایا اوداس

کشور دل کا یہ عالم ہے تمہارے ہجر میں — ایک مدت سے ہو جیسے کوئی ویرانہ اداس

پیجیے اک ساغر کہاں رہتی ہی کلفت ساقیا — پاس تیرے بیٹھکر کوئی نہیں اوٹھتا اداس

اے مغنی چھیڑ دے کوئی ترانہ جانفزا — سب ہجوم فکر سے اسوقت دل میرا اداس

چار دنکی زندگی یہ کاٹ دو ہنس بول کر
اے حبیب اچھا نہیں ہر دم پڑی رہنا اداس

کیوں نہ مستقل مزاج کو ہونے لگا ہراس — بیم و رجا کا لطف گیا اور گیا ہراس

اعمال زشت آتے ہیں بنکر مہیب شکل — ظالم کو مرتے وقت ہی دیکھو سوا ہراس

ہر وقت ہے نظر تری رحمت پہ اے کریم — ہوتا نہیں ہے دلکو ہمارے ذرا ہراس

جو ہیں جری وہ ہنستے ہیں تیغوں کی چھاؤں میں — کرتا ہے دور انسے یقین قضا ہراس

حاشا نہیں ہے کچھ مجھے اپنے فنا کا غم — باقی اگر ہے بحر تو قطرہ کو کیا ہراس

کرتی ہے خونی جور ستمگر کا دل ضعیف — ہے تیغ انتقام کے ڈر سے بجا ہراس

رہتے ہیں ہم خدا کے سہارے پہ اے حبیب — ہوگا نہ ایک لحظہ بھی تا منتہا ہراس

ردیف شین معجمہ

تھکا ہے دست جنوں کر کے پیرہن کی تلاش — ہوئی ہے شوق گریباں میں اب کفن کی تلاش

کھلا نہ عقدۂ موئے کمر کسی طرح یہ راز — گئے عدم کو بہت کی ترے دہن کی تلاش

مژہ پہ خون جگر سے ٹپک گئے آنسو — ملے ہیں لعل یمن ہے در عدن کی تلاش

جہاں میں کوئی مجھسا نہ ہوگا سودائی — اسیر ہوکے بھی کی زلف پر شکن کی تلاش

سوائے نکتہ طرازی زبان کو کام نہیں — پسند ہے ہمیں ہر بات سے سخن کی تلاش

کہیلے کہین درزندان تو ہین کرون جاکے
میان دشت وجبل قیس و کوہکن کی تلاش

سبہی کو ہوتی ہے نعمت کی قدر بعد زوال
قفس مین بلبل نالان کو ہے چمن کی تلاش

شمیم کاکل جانان نسیم لائی ہے
خطا ہے اب جو کرون نافہ ختن کی تلاش

پسند آئینگے ہمکو ملے ہمین نہ حور و قصور
کرینگے پہر اسی ترجانہ کہن کی تلاش

چلا جہان سے منعم بنا کے قصر بلند
ہاں فکر عمارت ہے گورکن کی تلاش

ہر ایک شغل سے ہو ای حبیب ہمکو پسند
خیال شاہد رعنائے کہن کی تلاش

کیون ہو نہ مزاج بت گل پیرہن آتش
بہڑکی نہ ہے گلستان مین چمن در چمن آتش

بہر دیتی ہے اک تازہ حرارت رگ و پے مین
ساقی ہے گل رنگ نہ ہے یا موجزن آتش

آسان نہین کچہہ عشق گل شمع کا قبس
دامن مین نہ تو لیگی مثال لگن آتش

ہے تائے تفنگ اپنا گلا سوز درون سے
کیا دور اوسی طرح جو اوگلے دہن آتش

یاد آتا ہے جب عالم غربت مین وہ گلگشت
بہڑکاتی ہے دل مین مرے حب وطن آتش

جلجا مین نہ ایک باعزت کیون صاحب غیرت
انسان کی ہر تنگ حسین ہو ہے وہ سخن آتش

ہین کشتہ عشق بت کافر ہون سب ہی جگہے
چنگاریان کافور کے ٹکڑے ہے کفن آتش

سمجہے اسے خاک رہ دلبر سے لگا ہے
کیا تاب جلائے کوئی تار کفن آتش

اقوام کی خرمن کو ہوس اوڑنگی ہے بجلی
بہڑکاتے ہین پیکار کی جو تیغ زن آتش

کہتے ہین حبیب اسکو فن نظم کی قدرت
گر ہوتے تو دیتے تمہین داد سخن آتش

کیا کبہی گردون مینائی نہوگا پاش پاش
ہو چہے ہاتہون سے اسکو رنگا شیشہ پاش

محتسب تونے کیا گر جام صہبا پاش پاش
جبّہ و عمامہ ہم کردینگے سارا پاش پاش

چارہ سازی چاہیئے تہا دل صد چاک کی
اور وہ دیتے کسیکو گر نہ ہوتا پاش پاش

چھوڑ کر سجادہ شب کو کس سے اولجھا کہ شیخ
جامۂ احرام کل تک تہا نہ ایسا پاش پاش

دیکھئے کیا پوچھتا ہے مجھسے حالت درد کیا
تیری الفت میں ہے اے ظالم کلیجا پاش پاش

عقل سے خالی ہے جسکو ہو نہ قدر اتفاق
قطرے بیجا ہینگے گر ہوجائے دریا پاش پاش

ہو گیا باد مخالف کا چلے اس زور سے
بادبان کشتی کا بیری کرکے چھوڑا پاش پاش

سب نے دیکھا جو جنون میں میرے ہاتھوں سے ہوا
پاؤں بھی کردینگے اب دامان صحرا پاش پاش

یاد مژگان دل میں دکھلاتی ہے جلب کبھی
ہوگئے ہیں تلووں میں چبھکر خار صحرا پاش پاش

خال و خط بنتے ہی بھڑکی ایسی آتش حسن کی
ہوگیا آئینہ اسے خورشید کا پاش پاش

پھوٹ پڑ جاتے پہ ہر گھر کی وہ حالت ہے جیسے
جسطرح ہو جائے طوفان میں سفینہ پاش پاش

کسی صورت سے ہوئی کم نہ ہماری تشویش
جب بڑھی دست تو آفاق نہ تہا پہلی تشویش

منتظر رہتا ہوں رحمت کا ہر اک مشکل میں
نہیں ہوتی ہے سبب دلکو ذرا اتنی تشویش

ملکے معشوق سے عاشق کا ہی چھٹنا بھی ستم
رات دن تازہ قلق گریہ دراز ہی تشویش

تجربہ ہے مجھے جب ہوتا ہی حاکم سے خلاف
تو بھلا دیتی ہے سب کارگذاری تشویش

مرہم زخم و جگر تیرا کرم ہے ساقی
ایک ہی جام سے جاتی رہی ساری تشویش

رنج غربت سے رہت ایسکے سوا دنیا میں
ہو نہ دلکو ہے ایک حضرت باری تشویش

اب نہ غم کا ہے نشان اور نہ بیتابی کا
آکے وہ مجھسے ملے دلسے ہاری تشویش

دربدر کھینچتی ہے چارہ گری کی اُمید
ہے جہاں میں سبب ذلت و خواری تشویش

منھ موکرتے ہو اونکار کا ناحق شکوہ
نہ کسی اور کی راحت نہ تمہاری تشویش

تازہ آفات سے انسان کو اللہ بچائے
اگلی کلفت کو بھلا دیتی ہے پچھلی تشویش

کیا کرون گر نہ غرض لیکے امیروں سے ملون
نہ ہے حبیب اب تو میرے دلکو یہ ساری تشویش

عاشقو نکو ترے ہر حال مین دیکھا بشاش
راتدن گل کی طرح رہتا ہے چہرہ بشاش

بزم عشرت کی ندود و ستو تکلیف عبث
دل گرفتہ ہون کروگے بے مجھے تم کیا بشاش

راتکو خواب مین شاید ترا دیکھا ہی جمال
صبح سے آج ہی کچھ عاشق شیدا بشاش

شاق ہے صحبت ناجنس گوارا عزلت
اپنی اشغال مین مین رہتا ہون تنہا بشاش

آمد موسم گل کی خبر آئی شاید
نظر آتی ہے ذرا بلبل شیدا بشاش

پاکے وحشی ہمین ناجنس بھی ہمجنس بنے
دیکھکر ہنسنے لگے آہوے صحرا بشاش

ق

ہند مین چھایا ہے عسرت اور اسی کا سامان
سو مین دو چار کو بھی ہمنے نہ پایا بشاش

۲

ساری قومون سے مسلمانون کی حالت ہے تباہ
یہ تو ہین دیکھ کے اپنون کا بگڑنا بشاش

۳

دال روٹی جنہین ملتی ہے ابھی تھوڑی سی
اونکو رکھتا نہین و نزاکت دھجگڑا بشاش

۴

فکر ہر وقت یہ ہے قتل ہون سب خویش و عزیز
گل چراغ اونکے ہون تب دل ہو ہمارا بشاش

۵

خوش ہے یہان حضرت محبوب کے سایہ مین حبیب
او سجگہ ہوتا اگر تو بھی نہ رہتا بشاش

ردیف صاد مہملہ

مین نے کہا اوس شوخ سے مین ہون کہا نہین دشنام حریص
چھیڑ تو دیکھو اوسدن سے رکھا ہے میرا نام حریص

وصفِ قناعت ہو نہ اگر انسان نہین ہوتا مستغنی
خواہش دل سے دہر مین اکثر رہتے ہین ناکام حریص
چپکا بیٹھا دیکھ کے مجکو اون سے کسینے گر پوچھا
بولے وحشی نام ہے اسکا اور لقب بدنام حریص
دولت و زر کی خواہش مین عزت بھی کھو بیٹھا غافل
پہلے نہ کچھ آغاز کا اپنے سوچا تو انجام حریص
تیرے مقدر مین جو تھا کیون اوس سے زیادہ دیتا وہ
غیر کا حصہ گر نہ ملا رازق کو نہ کر بدنام حریص
ساتھ بد و نیک کے نیکی کرنا بادل کی عادت ہے
فیض کی خو بدخو مین نہین کیا دیگا تجھے انعام حریص
حسرت سے کیا دیکھے گا کر دونگا ساقی خم خالی
مین ہون حریص بادہ اور بادہ کا ہے میرا جام حریص
دل مین بتون کی الفت ہے اور لب پر زاہد نام خدا
دیر کا عزم کیا اور باندھا کعبہ مین کیون احرام حریص
جنس قناعت ہاتھ سے کہو کر کے تو نے دریوزہ گری
تا حق فکر لا حاصل مین کہو دی عمر تمام حریص
گیسو و رخ کے عالم سے ہین مہر و انجم شرمندہ
کسب جمال یار کے دیکھے ہمنے صبح و شام حریص
نقد دل و دین کہو کر لی کیون جنس محبت تو نے حبیب

داغ کہن کافی ستھے بنا دیوانہ دیکر دام حریص

عرض کرتا ہون کبھی جا کے جب اپنا اخلاص — کہتے ہین وہ مجھے بہاتا نہین ایسا اخلاص

جان تازہ ہوئی پہر دیکھکے اونکا اخلاص — بنگیا درد کدورت کا مسیحا اخلاص

لیکے دل آپ ہوئے دشمن جان عاشق — واہ اچھا ہی کیہہ دنیا سے نرالا اخلاص

جو برے وقت مین دی ساتھ اوسے سمجھو دوست — یون تو لکھتے ہین سبھی خط مین سراپا اخلاص

کیا مزہ ملتا ہے اس تفرقہ پردازی مین — ای فلک تجھکو کسیکا بھی خوش آیا اخلاص

ق — جسطرف دیکھیے پہیلا ہے وبا بنکے نفاق — اہل اسلام مین ہے صورت عنقا اخلاص

۲ — آجکل جوش مین ہے بغض و حسد کا دریا — نہین تنکے کی طرح بھی نظر آتا اخلاص

۳ — بچکے طوفان سے نکلجاتا تہا سید یہ جہاز — ناخدا بنکے اگر پار لگاتا اخلاص

ق — عام پر چلتے ہے مزورت کی ملاقاتون کا — شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے سچا اخلاص

۲ — جتنے با وضع ہین سیکھو ن کی مخالف یہ روش — لطف خلت مین ہے کس کام کا جہوٹا اخلاص

بس فی بانون ہی پہ باقی ہین یہہ الفاظ حبیب
کرم و مہر و وفا لطف و مدارا اخلاص

دل کو ہین مرغوب اوس تب کی ادائین خاص خاص — کم نہین الطاف سے جسکی جفائین خاص خاص

سینہ و سر پہلو و قلب و جگر موجود ہین — ڈہونڈہ لاسے الفت ور داتن ہین جائین خاص خاص

آہ عاشق نغمہ معشوق شور عندلیب — بس موثر رہگئی ہین یہ صدائین خاص خاص

ہو نہین سکتا کبھی اسلام کا بیڑا تباہ — رہگئے ہین خیر خلایق کی دعائین خاص خاص

وقت طوفان بادبان کشتی امت ہین — ایسی بھی اس کارگہ مین ہین ردائین خاص خاص

عام لوگون کی ہین اکثر جو سچا خواہشین — کیون نہ پھر مقبول باری ہون دعائین خاص خاص

خلق پر یکسان ہے جب سرد و گرم روزگار
معتدل ہین باغ عالم کی ہوائین خاص خاص

آدمی جبتک نہ بخشین گے نہ بخشے گا خدا
ہوتی ہین ایسی بھی یا غافل خطائین خاص خاص

کون ہوگا چارہ ساز خلق تجھسا اے کریم
خاص خاص امراض کی کہین دوائین خاص خاص

بات پر مرتا ہے کوئی اپنے دلبر پہ کوئی
جیتے جی دیکھا نہی اہل ہین یہ قضائین خاص خاص

نیکنامی جنسے دنیا مین ہو عقبی مین نجات
ہین ہمارے واسطے ایسی دعائین خاص خاص

امتحانکا وقت فرحت و راحت سے جلیب
شکر کر جب تجھکو مشکلین پیش آئین خاص خاص

سب کی صورت جدا ہے سیرت خاص
ہر بشر کی ہے ایک حالت خاص

دولت و مال کی ہے قیمت عام
اور علم و ہنر کی عزت خاص

باپ کی بات کب ہے بیٹے مین
ہے ہر ایک شخص کی وجاہت خاص

ذرہ و آفتاب کی ہے مثال
ساتھ تیرے ہے مجکو نسبت خاص

عام اشغال ہین نہ فرق آئے
چاہیئے وقت عیش و عشرت خاص

تمکو میرا خیال ہو کہ نہ ہو
ہے مجھے تمسے اک محبت خاص

وصل مین پوچھے نہ ہجر کا حال
چاہیئے اسکو وقت فرصت خاص

ہون سراپا گناہ اے معبود
مجھپہ کر اک نگاہ رحمت خاص

ظلم کے بعد معذرت کرنا
ہے یہ اہل ستم کی عادت خاص

رہے ہر لحظہ دل مین دوست کی یاد
غالباً ہے یہی عبادت خاص

کیون نہ اہل مذاق خوش ہون جلیب
ہے سخن مین ترے حلاوت خاص

ردیف ضاد معجمہ

نقاب الٹی صبا نے دیکھو بہار گیسو جمال عارض
ہوا ہے غصہ سے لال چہرہ ہیں تار گیسو وبال عارض

خراش ناخن سے زخم میرے تو خاک صحرا کی ہر یہ ذرے
نشان ہیں فرقت میں سوز دل کے شرار گیسو ہلال عارض

شراب پیکر وہ ہیں خرامان مینا سے منہ رشک مہر تابان
ہے لڑ کھڑانے میں دید فی منتشار گیسو جلال عارض

بڑہی ہے پیری میں ناتوانی سحر ہے بدلی شب جوانی
زوال ہے قوتونکو سیکہی ہیں تار گیسو کمال عارض

زبان ہے پیچیدہ مو قلم کی کہینچی نہ تصویر اوس صنم کی
محال سمجھا ہے تاب نخسے قرار گیسو مثال عارض

وہ رخ سے زلفیں ہٹا کے بولا پھنسینگے دل اس کمند سی کیا
چھپی تہیں آنکھیں کہ ہو گئے ہے شکار گیسو غزال عارض

کہینگے سب جب کہلے گا جوڑا کہ مشک جرم قمر سے برسا
خوشی سے لیلائے شب کریگی نثار گیسو جمال عارض

چمک وہ دکھلائے داغ سودا کہ مشرق مہر ہو سر اپنا
قیامت آئی اگر کرے دلفگار گیسو خیال عارض

کہیں گے واللیل اوسے مسلمان تو اسکو سمجھیں گے مثل قرآن

جہان مین ہے یا رسول یکسان وقار گیسو کمال عارض

رقیب سے نے وان ملا جو غازہ اثر ہوا اوسکا مجھپہ اتنا

کہ دشت غربت مین چاہتا تھا غبار گیسو وصال عارض

حبیب ہین نکتہ سنج بیٹھے ہر ایک ہوگی تو تیرا امتحان ہو

زبان و نقد سخن کہلیں ہے عیار گیسو مقال عارض

ہر ایک رکھتا ہے تحصیل مدعا سے غرض

وہ بےغرض ہین جنہین ہے فقط خدا سے غرض

ہے سلطنت بھی اگر نفس مطمئن ہو جانے

مطیع حاکم جابر کا ہے مدام [illegible] ل

کسیطرح سے ہو جمعیت تمام بندون پر

رہین وہ خوش ہین دارین مین ہو جنسے کام

حصول کیا کہین سحاب وقت گر تا ختم

مدام ویسے ہے اللہ پر نظر جن کی

نوا ہی بلبل دستان ہو یا ہو نغمہ ساز

ترے سحاب کرم کے امیدوار ہین ہم

رہین وفا سے غرض ہم انہین جفا سے غرض

وگرنہ رہتی ہے لوگونکو اغنیا سے غرض

رہے نہ بیم سے مطلب نہ کچھ رجا سے غرض

تجھے کہان رہی خوشنودی خدا سے غرض

خدا کی تھی یہی ترسیل انبیا سے غرض

کبھی نہین ہے کسی غیر کی دلا سے غرض

رجال فن جو ہین ہے اونکی داد و دا سے غرض

اونہین کبھی نہین ہوتی ہے ماسوا سے غرض

کرے جو دل پہ اثر ہے اوسی صدا سے غرض

نہ ہوگی اور نہ ہے سایۂ ہما سے غرض

حبیب خود ترا مالک غنی کریگا تجھے

رکھے اوسکا دست نگر بجلے التجا سے غرض

کیا کسی دوات سے جائیگا مرض

سر کر دیا جب آپنے تیار سم

دل کو ہے سبب محبت کا مرض

بڑہ گیا بیمار فرقت کا مرض

چارہ سازی بھی اوسیکے ہاتھ ہے
جسنے صحت مین کیا پیدا مرض

آگئے تم دیکھنے میرا غیر حال
اب بھلا اچھا ہوتے ہین کیسا مرض

سلب کردیتی ہے حسن امتیاز
ستے ضرورت کبھی وہ جا اثر سا مرض

ٹیکے حیلہ موت کا آتا ہے جب
دم رہے جب تک نہین جاتا مرض

جیسا آزار حسد ہے لاعلاج
خلق مین مہلک نہین ایسا مرض

سب اطبا عشق کو سمجھے جنون
تھی غلط تشخیص کیا گھٹتا مرض

مے کا عادی تھا جوانی سی حبیب
ہوگیا پیری مین وہ چسکا مرض

ردیف طاء مہملہ

جتنے تجرید ہین اون سبکا ہے جوہر احتیاط
راتدن کانٹوں سے کرتے ہین گل تر احتیاط

راز الفت ہجر کی سختی سے چھپ سکتا نہین
دیکھیے اب ہے سری امکان سے باہر احتیاط

ساتھ اشکون کے ملے کتنے ہی ارمان خاک مین
ہوسکی تجھسے نہ کچھ اے دیدۂ تر احتیاط

جسکو یہ حاصل ہو وہ کیونکر نہو ہر دلعزیز
شاہد رعنا امانت سے ہے تو زیور احتیاط

بچ سے چلتے ہین پرندونکی بھی پر گر ہو تو ہو
نامہ بیجا نے ہین کرتے ہین کبوتر احتیاط

رہ چکا پہلو مین جسکے مدتون دلکی طرح
اوس سے ملنے مین ہے اب کیون ستمگر احتیاط

راستی مسلک کیسکی سامنے جھکتے نہین
کرتے ہین ملنے مین بھی مثل صنوبر احتیاط

آگئی سر پر اجل جب چارہ سازی ہے عبث
رکھتی ہے بے احتیاطی کا اثر ہر احتیاط

صورت کبریت احمر کم ہین ایسے رازدار
جو کرین کہنے مین مثل کیمیا گر احتیاط

پاس توبہ کر کہ آگئی واعظ بہار
اب نہین ممکن ہو مجھسے بندہ پرور احتیاط

آہ نہی صحبت تسلسل دور کا توڑا عجیب
ایسے منع پر کیا کرتے ہیں اکثر احتیاط

ہم جو سوچے تھے وہ سب نکلا غلط
کیسے قسمت کا لکھا ہوتا غلط

تیری بناوٹ کی نہ میری دوستی
دشمنوں نے تمکو سمجھایا غلط

ہوگیا آج اونکی باتوں سے یقین
ہے مقرر وعدۂ فردا غلط

کیوں کہا شیشہ نے قاتل ساقیا
کہہ گیا ہیں کیا کوئی جملہ غلط

جو کہے میرا عدو سمجھو اوسے
افترا بہتان سر تا پا غلط

پیش آیا وہ نہ تھا جسکا خیال
ہوگیا اوسکا مدارا سارا غلط

تختہ مشق اونکا ہے پیمان وفا
جا بجا املا غلط انشا غلط

ہر خطا سے منفعل ہونا پڑا
ٹھہرے سب ابواب استثنا غلط

خود غرض ہیں صاف کہنے سے خفا
ہوتے خوش گر کچھ کہا ہوتا غلط

یہہ کسر رکھی دیا بھی گر جواب
خط پہ صاحب نے پتہ لکھا غلط

خط قسمت میں سے چلے کیونکر یہہ عذر
مشتبہ املا تھا یا انشا غلط

وجہ آمرزش ہوا خوف گناہ
نامۂ اعمال سب ٹھہرا غلط

عاشق صادق یہ سمجھیں کہ فلج
آپ جو کہتے ہیں وہ ہوگا غلط

میں پھنسا آفت میں اپنے ہاتھ سے
کیوں زمانے کا کروں شکوہ غلط

عاشق صادق کا ہوں کچھ انا زبان
گر کبھی نکلے مرا کہنا غلط

آپکا عاشق ہوں سودائی نہیں
سچ ہے تھوڑا قول یہ تھوڑا غلط

میری بیتابی کو باور کیجیے
ہوگا کیونکر ہجر کا صدمہ غلط

آجکل کے حاکم جابر حبیب
کرتے ہین انصاف کا دعویٰ غلط

رنج کیون ہوتا ہے مجکو شاق ایسا اختلاط | چہوڑ دو صاحب نہین غیرون سے اچہا اختلاط
رنج کا گھر ہے ہنسی جب دلکو گذری ناگوار | بنہ نہین سکتا کبھی حد سے زیادہ اختلاط
تاڑ لینگے لوگ ہر دم چھیڑتے ہو کیون ہین | راز الفت کو کہین کر دے نہ افشا اختلاط
کر دئے دلچسپ باتون سے تمہاری غم غلط | ہو گیا ہے وحشت دل کا مداوا اختلاط
دیکھے دہوکا دل کا لے لینا او نہین مقصود تہا | اب کہلا تجہپر غرض کا تہا وہ سارا اختلاط
مسکرا کے بات کی تہی اوسکا پایا یہ جواب | یاد رکہیں آپ میری چڑ ہے بیجا اختلاط

دیکھے بہلانیکو کافی ہوگا پیری مین حبیب
یاد کر لینا حسینون کا وہ اگلا اختلاط

بڑھ گیا ہے آجکل اوس سے کچھ ایسا ربط ضبط | دل سے رکھی جسطرح داغ تمنا نے ربط ضبط
نشہ اترا آکے پھر حایل ہوئے شرم و حجاب | خوب بڑھ جاتا ہے وقت دور صہبا ربط ضبط
منصب اعلیٰ کی نخوت سب سے جن احباب مین | کیون دلائین یاد ہم اونکو وہ اگلا ربط ضبط
لطف گھٹ جاتا ہو برسون جب ملاقاتین نہون | روز کے ملنے سے ہوتا ہے زیادہ ربط ضبط
کر لیا ہے ہمنے ایسا حیلہ اوس کافر کو رام | کہتے ہین حیرت سے سب کیونکر بڑھایا ربط ضبط
کچھ نہین جس شخص مین تالیف کی قوت نہو | چلتے پرزے سب سے کر لیتے ہین پیدا ربط ضبط

دوستی ہمکو بناوٹ کی نہین آتی حبیب
ہے فراق اوتنا گران تہا جس سے جتنا ربط ضبط

یعنی عالم بقا کو ہے بحر فنا محیط | مرکز پہ اپنے جیسے ہو ہر دائرہ محیط

سوتے پی سے سرور ہن آئے
خوب بک جہک کے اوٹھ گیا واعظ

تو ہمارا جواب دے ... نہیں
کرنے دے جو کرے خدا واعظ

تھا جو قُل تک حریف رندون کا
آج کی توبہ ٹوٹ گیا واعظ

تہ تیرے پیر و ... خدا سے حبیب
سچ حقیقت میں رہنما واعظ

قطع ہو تار سے ... سچ ... واعظ
ایک ہی بات میں ہو بند زبان واعظ

طرفہ آفت ... آئے ... بات واعظ
کون میخانہ میں تھا مرتبہ دان واعظ

کیون نہ بیٹھا ... پیاکے ... سر
عیش جب تلخ ہو سن کے بیان واعظ

... ساقی ہوا
آج ساقی پہ ہوا محبت کو گمان واعظ

تیری بادہ کجا ... گفتار کجا
کند ہے نشتر ساقی سے سنان واعظ

فصل گل آتے ہی ... میں اک بہیڑ ہوئی
نہ سنی ایک بھی رندون نے فغان واعظ

پھر در پیر خرابات پہ بیٹھا ہے حبیب
یہ تو آیا تھا ابھی سنکے بیان واعظ

اے جان کچھ تو چاہیئے عشاق کا لحاظ
تجھسے کیا کبھی نہ ہمارا ذرا لحاظ

اخلاق ہی بدل گئے خرد و بزرگ کے
کوئی کرے گا اگلے ضوابط کا کیا لحاظ

کیونکر نباہ ہون رہ کے سلمان تیرے عاشق
اسکا جدا لحاظ ہے اوسکا جدا لحاظ

اونکی ہر ایک حال میں ہے عاقبت بخیر
رکھتے ہین جو مآل کا حد سے سوا لحاظ

دونون خفیف ہونگے شا ... کی بحث میں
کرنے لگے ہین رند کا اب پارسا لحاظ

جو اونکے وقت ہین بھلا کوئی کیا شریک
اور ونکے درد دل کا نہ جنکو رہا لحاظ

دل ابتدا سے خوگر آغوش ناز ہے
اسکا رہے ضرور ہے [illegible] لحاظ

سمجھا گیا جہان مین یہ وضع وخود غرض
مطلب کا اپنے جسنے ہمیشہ رکھا لحاظ

مرغوب دل سے ذوق صہبا و حسن یار
خدا ناصحا کا [illegible] لحاظ

منہ سے نہ کچھ کہا مرے بیجا سوال پہ
کیا جانے ہو گئے ہین وہ چپ کرکے کیا لحاظ

سینہ فگار کر دیا نالون کے ضبط نے
برہم مزاج یار نہو اسکا تھا لحاظ

دور جمال و مال ہو و حباب سے
اسکا ضرور چاہیے اسے خود تھا لحاظ

اپنی طرف سے شرک نہ ہوا ابتدا حبیب
جب وسط ہی سے چپ تیری ہے پھر ہمکو کیا لحاظ

کہین رفیق بڑے بے وقت مین خدا حافظ
کہین غربت و کربت تو ہے مرا حافظ

مرے جہاز کا بھی ہے وہ ناخدا حافظ
جو پہلے نوح کی کشتی کا رہ چکا حافظ

بلا سے جان بچائیگی تا بمدت عمر
ہر ایک حال مین انسان کی ہے قضا حافظ

کہین ہون عاشق مضطر رہینگے یاد مین محو
تمہاری مصحف رخ کے ہین جا بجا حافظ

جواب صاف ملا مہربان ہے صاحب کام
اگر یہی ہے مروت تو بس خدا حافظ

مدد کریگا مری وہ جو شعر انجمن مین
بنا تھا شیر سے سلمان کی جان کا حافظ

سخن کو اسکی آلہی ملے وہ حسن قبول
حبیب کو کہین احباب دوسرا حافظ

ردیف عین مہملہ

ہوا گر رزق کی وسعت کو ہے قسمت مانع
میری ہمت کو بھلا ہو تو فلاکت مانع

محفل یار سے اٹھنے کا ارادہ تھا مگر
عذر کرتے ہی جو دیکھا ہوئی حجابت مانع

اہل ثروت سے ملاقات کی ٹھہری کیونکر — ہمکو روکے سے قناعت او نہین دولت مانع

قید وحشت مین حراست کا نہ ناقص ہے — نخ کرون وحشت کا گر مین نہین مدت مانع

دیکھا ہے دیدہ خونبار فسون سازی کر — جانیوالے ہین وہ ہوتی نہین منت مانع

آدمی ہم بھی ہین زاہد یہ سمجھ دل مین ذلیل — ٹھہر حق کو نہین شیطان کی طاعت مانع

اوسکی رسوائیکا ڈر ہے مری بدنامی مین — میری ذلت کو ہوئی یار کی عزت مانع

ابھی کٹ جاتی تھی گردن مری آسانی سے — دست قاتل کو جو ہوتی نہ نزاکت مانع

وضع داری کہو یا اسکو توکل سمجھو — ہاتھ پھیلانیکو ہو جاتی ہے غیرت مانع

سوز پنہان مرے سینے سے کیا خاک چھپے — رازداریکو ہے آنسو کی شرارت مانع

گھر کو زندان یہ سمجھکے نہین رکھتا ہون قدم — پاسے دربان کی طرح ہے مجھے وحشت مانع

دید کا حکم تو ہو وعدہ کا دن آئے تو — ہمکو کیا ہوگا بھلا ہول قیامت مانع

اک غزل اور اسی طرح مین پڑھتا ہون حبیب
ہے خموشی کو مری طبع کی جودت مانع

بے حیائی کو ہے وان حسن کی شہرت مانع — اور یہان ضبط و تحمل کو محبت مانع

میر کا رنگ حقیقت ہو تو ناسخ کی زبان — ہو بلاغت کو سخن کی نہ فصاحت مانع

اونکی آنکھون مین بصر شکل ہے جلوہ تیرا — اہل وحدت کو نہین ہوتی ہے کثرت مانع

مین خطاکار ہون تو غافر و تواب و رحیم — تیری عادت کو نہوگی مری عادت مانع

اب سمائی نہین آنکھون مین کیسی صورت — دخل اغیار کو ہے یار کی خلوت مانع

یار کے سامنے کیا شکوہ بیداد کرون — صورت آئینہ ہو جاتی ہے حیرت مانع

دل تڑپتا رہا تم آئے دم نزع تو کب — دیکھنے سے بھی ہوئی آنکھونکو غفلت مانع

وصل گل نے آگ بھڑکائی فراق یار میں   بنگیا ہے سینۂ عاشق پہ آتشخانہ داغ

کون زخم خنجر ابرو کا شاہد تھا حبیب
ہار جاتے تم کلیجہ پہ اگر ہوتا نہ داغ

غیر کا سینہ ہے جب سنکر مرا افسانہ داغ   غور کیجیے دلپہ ہونگے ہجر کے کیا کیا نہ داغ

ہونگے کیا خمخانۂ الفت میں یہ میر حریف   حاسدونکے دلپہ دیگی گردش پیمانہ داغ

نشہ میں پھوڑا تھا اک دن خشت خم سے میتے سر   مے چھٹی لیکن نہیں مٹتا ہے یہ مستانہ داغ

لائے خودرو پہ کرا ے شوخ صید افگن نظر   نہ ہے یہہ پابوسی کی حسرت میں دل دیوانہ داغ

افعی گیسو کے چھوتے ہی چڑھا آفت کا زہر   ہوگیا ٹکڑے میرا سر اور سراپا شانہ داغ

کسطرح جمتا بھلا رنگ رقیب بوالہوس   ساتھ میرے لاکھ گل کھائے کبھی ابھرا نہ داغ

یاس ملنے سے ہوئی عشق تصور چھٹ گئی   ایقمر اب تیری منزل کا ہے صاحب خانہ داغ

چلتے چلتے دے کوئی چرکا اسے ای تندخو   آرزو میں کہا ہے پیہم کیوں ترا دیوانہ داغ

چھیڑ رندونسے نکر واعظا کہیں ایسا ہو   پارسائی پر لگا تے جلسۂ میخانہ داغ

ہے ازل سے جوش عشق ساقی کوثر مجھے   دلپہ ہے بصورت مہر خم خمخانہ داغ

کم نہوتی حشر تک سوزش جگر کی ای حبیب
بنگی میری آنکھ سے آنسو اگر گرتا نہ داغ

عشق شور انگیز نے مختل کیا کب کا دماغ   ناز تھا جسپر نہ وہ دل ہے نہ وہ میرا دماغ

لن ترانی سادہ پن کے دیکھنے والوں سے کیوں   یہ تو کہیے کسکی صحبت میں کیا پیدا دماغ

الغم میخواری کو واعظ دخل خاصیت میں کیا   بحث بیجا سے پریشان ہوگیا میرا دماغ

تیری سودائی کا ہوگا کیا مسیحا سے علاج   چرخ چارم پر ہے وہ ہے عرش پر اسکا دماغ

کبریائی کی صفت زیبا ہے پھر بے نیاز
جو نسمجھے عقل سے خالی سمجھ اوسکا دماغ

راتدن رہتا ہے چشم مست جانانکا خیال
بنگیا ہے بادۂ گلرنگ کا شیشا دماغ

اک نفس کی آمد و شد پر ہے جسکی ہست و بود
ہے تعجب گر کرے وہ خاک کا پتلا دماغ

کیا مفرح ہین ترے عناب لب سیب ذقن
بو سے جسکی عاشق بیدل کا ہو تازہ دماغ

دیکھتا ہو بد ہے تم چاہے کوئی سر پھوڑ لے
اسقدر اچھا نہین اے شوخ بے پروا دماغ

بیچگے وہ جب بڑھین عشاق کی بدنامیان
ہو گیا ہے اور سنکر حسن کا شہرہ دماغ

آرہی ہے پھر شمیم کاکل جانان حبیب
شام سے ہے نافۂ مشک ختن میرا دماغ

پرتو خورشید سے پاتا ہے ہر ذرہ فروغ
بے تری تائید کے ہو گا کبھی کیا فروغ

آگ سی رہتی ہے ہر دم میری دل مین مشتعل
جب سے دیکھا ہے تمھاری مہر عارض کا فروغ

ہوتے رہین تا شاد سنکر شہرت اہل کمال
ہر نظر مین خار ہے جاہل نے گر پایا فروغ

حق نہ چمکے بے حقیقت بات گو گر ہو ثبات
پا نہین سکتا زمانے مین دروغ اصلا فروغ

شمع شب کو زیب محفل تھی سحر کو ہے خموش
کل کی حالت کو وہ سوچے آج ہے جسکا فروغ

دے ترقی علم و فن کو پاکے دنیا مین عروج
لطف یہ ہے ہو نہ جاوے وجہ استغنا فروغ

ہے زوال عمر پر پیری دم تاسف ای حبیب
ہم بھی کچھ کرتے جوانی مین اگر ملتا فروغ

ردیف فا

کھینچتی ہے دلکو خاک کوئی دلبر اکطرف
اور لئے جاتا ہے چرخ کینہ پرور اکطرف

کھلگیا ناکامیون سے ہی سبب دوسرا
گوشہ نشین سب اکطرف ہین اور مقدر اکطرف

یاد مژگان مین کسی پہلو قرار آتا نہین
خار حسرت اکطرف ہین غم کے نشتر اکطرف

سہل ہے فکر بقائے نام ہو یاذکر حق
گر ٹھہر نے دے ہمین قسمت کا چکر اکطرف

دم بخود ہے دیکھکر بیمار کو تیرے طبیب
سچ مین بیٹھا ہوا ہے خم کئے سر اکطرف

اکطرف ہے آفت جان تیرا روئے دلفریب
ناز و انداز و ادا سے حور پیکر اکطرف

حکم دے اب ہون مین ہر جانب سی دل برداشتہ
تیرے کوچہ مین لگا لون اپنا بستر اکطرف

ہو گیا غائب پری بنکر ہمارا خط شوق
ڈھونڈہتا قاصد چلا یکسو کبوتر اکطرف

ہو گا کب تک امتحان پرسش تیغ نگاہ
دیکھلو انبار ہین تن اکطرف سر اکطرف

تفرقہ پردازیان غیرون کی ملنے سی کہلین
تم خفا تھے اکطرف اور ہم مکدر اکطرف

ڈھونڈہتی ہی تجکو آنکھین دلمین ہے تیرا خیال
دیکھتا پھرتا ہون گھبرایا ہوا ہر اکطرف

قبر عاشق سے عیان ہے سوزش داغ جگر
دیکھئے مرجھا گئی پھولونکی چادر اکطرف

کیا ہوا کیسر طبیعت آگئی بولو حبیب
دور کیون بیٹھے ہو رکھے ہاتھ دلپر اکطرف

بے سبب کوئی اوٹھائیگا بھلا کیا تکلیف
دلکو ہوتی ہے محبت مین گوارا تکلیف

طبع آزاد کو تھے کب یہ علایق موزون
کی ہے خود اپنے لئے جینے مہیا تکلیف

ہو سکتا تری بیمار محبت کا علاج
کبھی بالفرض جو کرتے بھی مسیحا تکلیف

دوستون سے کہون کیا حال پریشان اپنا
شاق ہوتا ہے کسی شخص کو دینا تکلیف

عقل جب تک نہین ہی غیر مکلف انسان
گر خدا عقل نہ دیتا تو نہ دیتا تکلیف

بعد سختی کے ہر اک چیز مین ہے آسانی
دور کیا گر ہو فراغت کا وسیلہ تکلیف

ہمسے رندونکو ہے بے سود نصیحت واعظ
اب نہ فرمائیگا آپ دوبارا تکلیف

رطف آتا ہی نہین دلکو کسی صحبت مین
لوگ دیتے ہین مجھے کسلئے بیجا تکلیف

منتقم لیتا جو ظالم سے عیوض دنیا مین
تو کوئی یون نہ کسی شخص کو دیتا تکلیف

چلدیا عیش و مسرت کا زمانہ جیسے
ایکدن یوہین گذر جائیگی ایذا تکلیف

سچے ہمدرد ہین وہ لوگ جو اورونکے لیے
بے کسی جبر کئے کرتے ہین گوارا تکلیف

نہین انجام ہے مستی کا بجز رنج خمار
عیش بیجا کا نتیجہ ہے زیادہ تکلیف

ابتدا ہی سے جو عادی رہے محنت کی حبیب
ہے مساوات فراغت ہو و نہین یا تکلیف

امید جینے کی ہر لحظہ مہربان سے ہے ضعیف
کہ بار غم تو گران جان ناتوان ہو ضعیف

کبھی اوٹھے گا نہ بار ملال عاشق سے
رہے خیال کہ ہے مشت استخوان ہو ضعیف

قضا کا پنجہ زور آزما کبھی نہ پھرا
مثال پیر ہے سیجا ہر اک جوان ہو ضعیف

ادہین کسی طرح سے ہو راہی عدم تو بھی
دل حزین ا اسے یاد رفتگان ہو ضعیف

خلاف ہے رہ مہر و وفا کی تند روی
نہ اسکیگا جو اسے اہل کاروان ہو ضعیف

وہی جوان گئے پہلے جو چلکے کہتے تھا
سرا ہے دہر ہین کچھ روز میہمان ہو ضعیف

بہار آئی ہے آجب آئیگی توانائی
ابھی سکت نہین بلبل مین باغبان ہو ضعیف

نہ چھیڑ مطرب نغمہ طراز نشاط اسے معرب
دماغ عاشق مہجور ناتوان ہے ضعیف

حبیب نقد سائی خیال سے لیلو
نہین امید تحفظ لگا یہان ہے ضعیف

عکس رخ پڑتے ہی نامہ سے اوڑگئی حرف حرف
سر مہری سے تری ہنگئی کیا برف کو حرف

الف و لام تو لا کو پڑہا لا سے نفی
اوسلئے او سنے مری قسمت کا علم صرف کو صرف

قابل دید ہے تاثیر سیہ بختی کی — کالی ہو جاتی ہین خط مین مری شوخی کے حرف

ہے خبر پیر مغان کو مری ہر حالت کی — آسکیگا نہ برا کہنے سے کم ظرف کے حرف

لام گیسو مین الف یار کی بینی ہے حبیب

دیدنی کاتب قدرت نے لکھے اوسنے خوب حرف

ردیف قاف

یہ دل سپند ہے مجمر مین تا سحاب مین برق — سکون مین ہے کرۂ نار اضطراب مین برق

نفس کی آمد و شد جوش سیل آتش ہے — بدن مین روح نہین بند ہے حباب مین برق

یقین ہے آپ ہو آئینہ پر تو رخ سے — بنے ہر ایک نگہ ناز آفتاب مین برق

کہلا جو تمنے حنا ملکے بت کی مٹھی — سمٹ کے رنگ ہی سے ہے طشت آفتاب مین برق

تمہارے بالون مین اولجھی جو کان کی بجلی — ہوئی فلک پہ مسلسل رگ سحاب مین برق

ہماری آہ جگا لائے اونکو چپکے سے — جلاے خرمن امید غیر خواب مین برق

لہو بہاتے ہین وہ عشاق چشم مے گون کا — بنا ہین تیغ سمجھ کر شراب ناب مین برق

گسستہ تار نظر ابر مردہ مین آنکھین — کہان رہے ہین وہ نگاہین جو تہین شتاب مین برق

مین آہ کرتا ہون غیرون سے جب وہ ہنستی ہین — چمکتی جاتی ہے یون برق کے جواب مین برق

کبھی نہین یہ تڑپ سوز عشق سے خالی — ہماری طرح سے ہے مبتلا عذاب مین برق

ملایا خاک مین ہر آرزو کو دل نے حبیب

یہ اشتعال مین آتش ہے التہاب مین برق

قتل پہر کرنا اسے پہلے پہنا زنجیر و طوق — ڈہونڈہتا ہے تیری وحشی کا گلا زنجیر و طوق

تیرے سودائی کا سر زانو سے اوٹھتا ہی نہین
زلف پرخم کا تصور بنگیا زنجیر و طوق

ملکے مہندی یار نے پہنے نہین یہ شوق بند
بنگئے آکے حیرت سے پئے دونا زنجیر و طوق

جیب در زندان گرایا توڑ ڈالین بیڑیان
لائینگی میری جنونکی تاب کیا زنجیر و طوق

سر کو دیوارون سے ٹکرانے کی نوبت آگئی
جوش سودا پھر ہوا استاد لاؤ زنجیر و طوق

آج ساقی تیرے سیخوارونکو ہے جنبش محال
چلتے چلتے دور ساغر بنگیا زنجیر و طوق

کیون تن کاہیدہ کی سیر سے پھڑکتی ہین رگین
کیا ہے اے شوق اسیری کہہ یا زنجیر و طوق

پہنین گے پھولونکا گہنا آج میٹھا سال بھر
اتری منت پڑ گئی نام خدا زنجیر و طوق

کہتے کہتے ہوگیا دیوانہ تیرا مبتلا
پا بہ جولان کر اسے اب یا پہنا زنجیر و طوق

یاد تھی سبکو وہ اگلے سال کی وحشت مری
فصل گل آتے ہی لائے ہین نیا زنجیر و طوق

چھٹ نہین سکتی گرفتاران الفت کی کبھی
روح کو ہے زلف پیچان کی ہوا زنجیر و طوق

دیکھتے جاؤ اسیران محبت کی طرف
بیڑیان ہین پاؤن مین دستے ہین سدا زنجیر و طوق

کسجگہ توڑی کہان پہنچی جلیب زار نے
چاہئین پھر اک جنون تازہ سے نیا زنجیر و طوق

ردیف کاف تازی

ملا ہے اک نگار نازنین ایسا حسین نازک
فزون جس سے کوئی گل باغ امکان مین نہین نازک

یہی ڈر ہے مکدر ہو نہ جائے سیر گلشن سے
مزاج یار بوئے گل سے ہو ایدل کہین نازک

رگ جانکی طرح ہر دم حفاظت اسکی لازم ہے
زیادہ رشتہ الفت سے کوئی شے نہین نازک

گلا کٹنے کی ہو امید اسے شوق شہادت کیا
مقرر سخت جان ہین دست قاتل بالیقین نازک

مری نازک خیالی کا نہو کیون شہرہ عالم مین
بندھے ہین بال سے باریک مضمون اور زمین نازک

غضب کا سامنا ہے وہ تو ہی معشوق سنگین دل
سیوا شیشہ سے بھی عاشق کا ہی قلب حزین نازک

شباب آخر ہوا اب ہمکو پاس وضع آفت ہے
کہ ہے اس پیرہن مین حال جیب آستین نازک

سخن میرا ہے یا اک خرمن جنس معانی ہی
غنی بنجائے گر ہو کچھ خیال خوشہ چین نازک

لطافت کسنے پائی اوس پہ پوشاکے پسینہ کی
شمیم گل سے ہے بار دا ور بوسے یاسمین نازک

سبب ہوتا ہی صندل دشمنونکی سرگرانی کا
اوٹھا سکتی نہین یہ بار ہرگز ہی جبین نازک

کردن سبجا ہے نکیونکر خشت خم ہو جب میسر ہو
مے دپیالہ صحن باغ ساقی نازنین نازک

نہ ذکر ہجر چھیڑو وصل مین بنجائیگی جان پر
ستم دیدہ ہون ہی میرا دل اندوہگین نازک

خیال یار دل مین اور دل بیتاب پہلو مین
سنبھالون مین کسی یارب مکان نازک مکین نازک

حبیب رند مشرب نام حیدر نقش ہو دلپر
تجھے کیا گزرنے منزل سخت وقت واپسین نازک

صد پاش ہو دل تیغ تغافل سے جگر چاک
دیکھو جو ادھر تم تو بنے تار نظر چاک

کچھ راز ہے قاصد مرا خط غیر نہ دیکھے
اچھا ہے اسے پڑھ کے وہ فرمائین اگر چاک

پانی سے ہے اوس تیغ تبسم کے یہ طوفان
دریا مین صدف چاک صدف مین ہی گہر چاک

ہے دیدہ کے قابل دل بسمل کا تماشا
سینہ کو مرے کیجیے بیخوف و خطر چاک

غربت مین سلامت رہین غمخوار ہمارے
خارون نے سیا ہی جو ہوا رخت سفر چاک

دیکھون تری فرقت مین جو مین جانب گلشن
ہو غنچہ نرگس کی طرح دیدہ تر چاک

کرتا ہے کئی دن سے جنون دعوت صحرا
وحشت کا تقاضا ہے گریبان بھی کر چاک

سرشار مے الفت ساقی یہ ہوا شیخ
پیراہن احرام کیا تا بکمر چاک

پڑجائے اگر عکس مرے داغ جنون کا
ہو صورت ملبوس کتان قرص قمر چاک

اللہ رے بوسیدگی جامۂ عسرت
سیتا ہون ادہر مین تو یہ ہوتا ہے ادہر چاک

عاشق کو بلا ہے تری زلفون کا تصور
شانے کی طرح سے ہے جگر آٹھ پہر چاک

ہے بار امانت کے لئے شرط تحمل
صرہ نہ بند سینہ پہر جو بنے کیسۂ زر چاک

جامہ ترے دیوانے کا آیا ہے پریشان
پہچان تو دامن مین کہان اسکی کدہر چاک

ہے شغل رفو چارہ گری خستہ دلون کی
کرتے نہین ملبوس کہین اہل ہنر چاک

کم ہوگا کسی طرح نہ سودائے محبت
جراح کرے گر عوض رگ مرا سر چاک

پہلو سے جو وہ اٹھ گئے بیٹھے ہی بگڑ کے
سینے بھی گریبان کیا ہمرہ سحر چاک

اسطرح مین جو زور دکہاتے ہین ہوا گویا
کاغذ کی طرح کرتے ہین چٹکی سے سپر چاک

یاد آتے ہین رہ رہ کے مضامین خط شوق
کرتا ہون لفافہ کو ادہر بند ادہر چاک

پہر ہوگیا دیوانہ حبیب جگر افگار
دیکہی جو گلستان مین قبائے گل تر چاک

بڑہا سوز نہان فرقت مین یہان تک
ہوئین سرمہ کے قابل ہڈیان تک

کہین کیا کم ہوئی فرصت یہان تک
دہن مین پہر نہین سکتی زبان تک

نہین آتی ہے مرگ ناگہانی
کراہت سے ہماری میہمان تک

کہان بوسہ کہان دل دیجئے لیکن
نہین دیکہو نہین لاتے زبان تک

سوا تیرے نظر آیا نہ کوئی
نگاہ شوق نے دیکہا جہان تک

رقیبون پر گرا اے آہ بجلی
کمند آسا پہونچکر آسمان تک

کہان کا پیرہن اے دست وحشت
نہین باقی ہین اب تو دہجیان تک

چہپے گی پہر عیب اے اہل محشر
پہونچ جائینگے اپنے مہربان تک

چھپین کسطرح اسرار محبت
بنی ہین رازجواب رازدان تک
وہ خود ہو جاینگے قایل وفا کے
ستم لب تک جفا آخر کہان تک
نہ ڈھونڈکو میرا اس گمان سے
نہین سنتا تو ظالم داستان تک

حبیب اپنے کرم سے دیگا مالک
وہ آسایش نہ ہو جسکا گمان تک

رشتہ عمر ہے اب تار نظر سے باریک
کہ صدا بھی ہے تپ غم کے اثر سے باریک
سوزش داغ ہوی کم نہ لگی زخم کو ٹھیس
تیر تھا کچھ رگ برگ گل تر سے باریک
فکر مین ہون کہ یار سے دون مین تشبیہ
گر کوئی چیز ملے تار نظر سے باریک
چاک ہر صبح وہ ہوتا ہے یہ ہر دم صد پاش
دامن دل ہے گریبان سحر سے باریک
کوچہ عشق مین اے دل نہ ڈگین پاے ثبات
دیکھ ہی راہ ہے ہر راہگذر سے باریک
شمع رخ سے وہ الٹتی نہین بیکسکے نقاب
پردے آنکھونکے ہین پروانہ کی پر سے باریک

مال و زر جسپہ لکھا تھا مری قسمت کا حبیب
غالبًا تھا وہ ورق صفحۂ زر سے باریک

گذارین اے چرخ سفلہ پرور ملال مین ماہ و سال کب تک
عروج دیگا کبھی تو آخر رہیگا وقت زوال کب تک
بڑھی شب ہجر کی درازی گھٹی سکت نالہ و فغان کی
وہ دونگے ہر خط مین کیا تسلی کہونگا مین اپنا حال کب تک
بنا تھا فرعون کا جو ثانی تھا کہان ہے وہ حکمرانی
بہلا پڑیگا نہ تجھپہ ظالم ہمارے دل کا وبال کب تک

بشر کی خلقت ضعیف ٹھہری کہ تھی عمارت یہ آب و گل کی
یہ کشتی طوفان میں کیسی بہتی سنبھلے گا جام سفال کب تک

کرو ترقی کی کوئی کوشش ہے اک زمانیکو تمنے کاوش
عبث ہے آپس میں لڑ کے کاہش جواب تا کو سوال کب تک

سنبھالو اسوقت اپنی حالت وگرنہ انجام ہے یہ خجالت
گئی ہے دولت چلی ہے عزت ترقیوں کا خیال کب تک

سر کٹے ہیں اپنے نہیں ندامت سو نیچہ ہاتھوں سے لی ہے آفت
کرو خدارا ذرا تو عبرت ہوگی فکر مآل کب تک

سمجھ نہیں ہے یہ تمہیں گر تو دوسروں کو بنا و رہبر
عیوب میں ہے بے مثال رہکر بنے ہو گے مثال کب تک

سخن جو مایل ہے پر طبیعت بڑھا رہی ہے سمجھ بصیرت
بدستے دیکھی ہے کسنے فطرت ہوگی قدر کمال کب تک

ہے جسکے سر میں غرور و نخوت وہ ہے اسیر خودی و غفلت
سوا ہر وقت جب ہے بشاشت ہوگا پھر پائمال کب تک

ہمیشہ رحمت کا در کھلا ہے عفو تو اب کبریا ہے
حبیب تو یہ میں دیر کیا ہے یہ ظاہری انفعال کب تک

کی بہت فکر بہت رنج اوٹھایا اب تک
ملے خبر جلد ٹھہرتا نہیں دل عاشق کا
مگر راحت میں جوانی گئی پیری آئی

دلکا مطلب نہ کسیطرح بر آیا اب تک
تیرے دیوانہ کو سب کہتے ہیں پاگل آپ
وہ بھی گذر گئی اور نہیں سایہ اب تک

بے نیاز اُنسے رہے آپ پہ مرنیوالے
گر لین پوچھیئے جیتے ہین مسیحا ابتک

چارہ گرونکے لئے اوس وضع کو کیون ہاتھ سے دین
سختیان جہیل کے جسکو ہے نباہا ابتک

مجھکو مطلوب ہمیشہ سے ہے اوسکی تائید
جسنے بگڑا ہوا ہر کام بنایا ابتک

کسقدر ہے ترے کشتون کا فسانہ پُر درد
تھام لیتا ہے ہر اک سنکے کلیجا ابتک

بام مقصد سے ہے کوتاہ کمند تدبیر
نہ ملا ہمکو رسائیکا وسیلا ابتک

وہ نہین چھوڑتی جسطرح ستم کی عادت
مجھکو ویسا ہی محبت کا ہے دعویٰ ابتک

دلکو پیری مین بھی ہے ذوق سیہ کاری کا
گو سحر ہوگئی لیکن ہے اندہیرا ابتک

کامیابی نہین ہے خواہش تقدیر حبیب
ہمنے جو چاہا وہ مالک نے نہ چاہا ابتک

ردیف گاف فارسی

کیونکر چڑھیگا اسپہ کسی بادفا کا رنگ
ہر ایک سے جدا ہے ترے مبتلا کا رنگ

ہاتہون کی ضو سے ہے شفقی پشت پا کا رنگ
چہنتا ہے اوسکی جیب قبا سے حنا کا رنگ

کہو یا دلون سے شوق شہادت نے خوف مرگ
ہمنے دیا نہ تیری ادا نے قضا کا رنگ

طول شب فراق بنا ہے خیال زلف
اسکی بہی ہے غضب کی رسائی بلا کا رنگ

زیور اوتار کر یہ کہا رشک مہر نے
پہیکا ہے میرے رنگ سے دیکھو طلا کا رنگ

برسون کے خون پینے سے آنکھین ہوئی ہین سرخ
رخ پر ہے ان مریضون کے غالب دوا کا رنگ

مینہ صبح تک پڑیگا کہان جائین وہ شراب
ساقی نکل کے دیکھ تو کالی گھٹا کا رنگ

بڑھ جائینگی شباب مین بچپن کی شوخیان
لائیگا ایکدن یہ تلون بلا کا رنگ

چمکا ہوا ہے رنگ رخ یار کیف سے
گرمی سے لا سے عارض سیمین طلا کا رنگ

کافور ہو گیا خط مشکین گیا شباب
وہ رنگ ابتدا تھا یہ ہے انتہا کا رنگ

الفت کی راہ سے نہ ہٹے خاک مین ملو
دل دے تو اختیار کرے نقش پا کا رنگ

دل مین بھری ہے خاک مین بیٹھنے کی آرزو
خاکستری ہوا ہے ہماری قبا کا رنگ

صوفی کوئی ہے کوئی پیوست عشق ہے
نکھرا ہوا ہے صحبت اہل صفا کا رنگ

مژگان تیر و ابرو نے پیوستہ دیکھکر
اوڑتا ہے ڈر سے طائر قبلہ نما کا رنگ

گلگون کرین جو ہاتھ وہ عاشق کے خون سے
اوڑ جائے مثل طائر وحشی حنا کا رنگ

ہین سادگی کے ساتھ قیامت کی شوخیان
ملتا نہین کسی سے تمہاری ادا کا رنگ

سرسبز ہے نرگس مخمور یار کا
جا کر کہان جما مری آہ رسا کا رنگ

وحشت مین اُنس تھا خس و خاشاک راہ سے
زندان مین بھی لباس ہے کہربا کا رنگ

وحشت کی لی جیب نے سنگوا دبیڑیان
پھر آمد بہار سے بدلا ہوا کا رنگ

کفار سے ہین دیندار جدا تسبیح سے ہے زنار الگ
تھا ایک ہی یہ رشتہ جسکی آخر کو ہوے سب تار الگ

ہر نوع سے ہے وہ جلوہ نما ہر شکل سے ہے قدرت پیدا
اعمال جدا افعال جدا گفتار الگ رفتار الگ

غربت مین پھنسے گھر سے نکلے احباب چھٹے ہمدم بچھڑے
وحشت نے کیا رسوا سب سے جان جسد سے ہوا دلدار الگ

کسطرح کوئی سمجھائے اونھین اب راہ پہ کیونکر لائے
اقرار کیا احباب سے کل اور مجھ سے کیا انکار الگ

اے حضرت دل آتا ہی نہ تھا جب آئے تو آئے خوب کیا
اب لاکھ کہے وہ جور و جفا تم اوس سے ہنوز نہار الگ

اے دلبر تنک جانیوالو بلواؤ نہ گر اتنا تو کہو
اٹھواؤ نہ اسکو رہنے دو بیٹھا ہے پس دیوار الگ

بہلاؤن کسے ٹھہراؤن کسے قابو مین اپنے لاؤن کسکو
بیتاب ہے دل بسمل ہے جگر ہے دیدۂ تر خونبار الگ

مانوس کسی سے مین نہوا وحشت مین گذاری عمر سدا
یہ جان سکے آخر کیون ملتا ہو جائینگے سب اکبار الگ

کس نے پیا کا دھیان آیا اکبار مراجی ڈوب گیا
ہے دیکھنے والونکو سکتا روتے ہین کھڑے غمخوار الگ

ہے لعنت کی جا میخانہ بھی واعظ جو ادھر جائیگا کبھی
دکھلائینگے کیفیت زندہ دلی بیہوش الگ ہشیار الگ

پڑھتا ہے حبیب نکتہ سرا خوش ہوتے ہین سنکر اہل صفا
ہر بیت پہ دل کو وجد ہوا ہین سب سے ترے اشعار الگ

سیلاب غم سے بنگئی پانی بدن مین آگ
بھڑکی شرار اشک سے کب پیرہن مین آگ

بلبل کے سوز دل نے لگادی چمن مین آگ
خندان ہین گل کہ بھڑکی ہے ہر پیرہن مین آگ

یکسان گدا و شاہ کو ہے آتش فساد
لیتی ہے خشک و تر کو ہو لگتی ہے بن مین آگ

رکھو تو ہاتھ سینۂ عاشق پہ تم ذرا
جو داغ ہے وہ اپنی جگہ ہی جلن مین آگ

بے لاگ سختیون کا تحمل محال ہے
بازی گرونکو دیکھا ہے لیتے دہن مین آگ

گرمی سخن میں لاتا ہے سوز و گداز دل
شعلہ زبان ہے نہ کیونکے دہن میں آگ

آپس کے رنج سے ہو سے غیر دنکو دلپہ بار
غربت میں خاک اوڑائی لگائی وطن میں آگ

تسکین نہ دیگی آتش سیال ساقیا
جب تک بھڑک رہی نہ مری تن بدن میں آگ

دل بجھ گیا ہے فرش ہیں ہم تیری راہ میں
جز اشک شمع آنسے کہانسی لگن میں آگ

دیکھو پوشیدہ ناز کے لاشے پہ روشنی
سینے میں خون کے لگی ہے کفن میں آگ

پتھر کو نرم کرتی ہے سرگرمیوں کی آنچ
پوشیدہ عزم کی ہے دل کو لگن میں آگ

جل جل کے خاک ہوتے ہیں حسرت نصیب
بیکار کی بھڑکتی ہے جو وقت رات میں آگ

نسبت میں کیا کریگی ترقی بھلا وہ قوم
ہو گی جہاں حسد کی دل اہل فن میں آگ

بجھتی نہیں بجھانے سے سیلاب چشم کی
جانسوز ہے الم کی ہجوم محن میں آگ

حاسد کے جلانیکو درکار تھی حبیب
بنتی نہ کیوں ردیف ہمارے سخن میں آگ

ہم وہ نہیں جو خوف کریں سنکے نام مرگ
یاں ناگوار بات بھی ہے اک پیام مرگ

بیم ورجا میں کشتی ہے بچپن سے [illegible]
ہر صبح زندگی کا ہے انجام شام مرگ

دل سوختہ ہیں جو کسی شمع جمال کے
انکو فراق یار ہے قائم مقام مرگ

کرتا جو تلخ یوں غم دنیا مذاق خضر
آب حیات چھوڑ کے پی لیتے جام مرگ

اہل جہاں میں [illegible] غفلت نہیں حبیب
طاری ہے جن پہ [illegible] خواب [illegible] مرگ

گلشن ایجاد کے ہر گل کا ہے نقشا الگ
[illegible] ہے ہر ایک سب رنگ سے [illegible]

سیل سے جبتک [illegible]
اپنے بیگانے سے کوئی ہو [illegible] الگ

مین تو اوٹھا تھا خلاف طبع صحبت دیکھکر
لطف سے ساقی نے پھر سمجھا کے بٹھلایا الگ

دیکھ لینا روح بھی ہوگی یونہین اکدن جدا
دیکھتے ہو آج جیسے جسم سے سایا الگ

روکنے سے کب کسیکی رک سکا موعود رزق
سب نے حصہ تیرے خوان فیض سے پایا الگ

ہے جدا ہر ایک سے مسلک ترے عشاق کا
سب مین دیکھا اور پھر سب سے انہین پایا الگ

ملگیا کیا چارہ گر سے حال دل کہکر حبیب
ہم ہوے نادم الگ وہ دل مین شرمایا الگ

ردیف لام

حصن اہن سے بھی محکم ہے پناہ عادل
رحمت اللہ کی بند ونکو ہے شاہ عادل

کیا چلینگے جو یانت کے ہوس کی آگے
ہے وہ اک حاکم جابر بھی گواہ عادل

حق پہ وہ راضی وشاکر ہے یہ ناحق سے خجل
کبھی جھپکے گی نہ ظالم سے نگاہ عادل

طاق کسریٰ کا ابھی نام ونشان باقی ہے
دیر پا ہوتا ہے آفاق مین جاہ عادل

چین آتا نہین مظلوم نہ پاسے گر داد
حق نیوشی ہے فقط وجہ رفاہ عادل

استقامت کی صفت جسمین ہو ثابت بدلیل
گر زمانے مین کہین ہے تو ہے راہ عادل

جسکو ہے تاج سر قیصر وفغفور پہ فخر
دیکھیے غور سے گر ہے وہ کلاہ عادل

جبکہ ہر روش مخلوق کا محتاج ہو
کیون نہ فرماے خدا عفو گناہ عادل

دادرس شہ کے مخالف کا ہے عالم دشمن
گنج ہے ملک رعیت ہے سپاہ عادل

مالک الملک حقیقی سے ہر اک وقت حبیب
ناصر وچارہ گر وپشت وپناہ عادل

ہو رہی ہر تیری دیوانگی شہرت آج کل
ہر طرف سے چلتے ہین سنگ ملامت آجکل

جو کبھی کمزور تھی ہی خوب اونکا زور شور
ہو قوی سے تھے گھٹ رہی اونکی لیاقت آجکل

ہو گئی ہے سلب کچھ ایسی شرافت نفس کی
لیتی ہین عزت گوارا کرکے ذلت آجکل

سلب ہی مطلق حمیت جوش ہمدردی نہین
آتش غیرت سے زایل سب حرارت آجکل

رنج کے بدلے خوشی ہوتی ہی اہل قوم کو
دیکھتے ہین گر کسی بھائی کی ذلت آجکل

کرتے ہین کج خلقیان مہمان نوازی کی عوض
بدلے دعوت کے مروج ہے عداوت آجکل

غیر ہو حاکم تو اوسکی جوتیان سیدھی کرین
ننگ ہے قومی حکومت کی اطاعت آجکل

دہوکے کی ٹٹی بنا ہے لفظ قومی اتفاق
شاق ہی ہرچند لفظی بھی رعایت آجکل

راستبازی اصطلاحی نام ہیرپھیری کا ہے
ہے بہت محمود عیاری کی خصلت آجکل

ماہران علم و فن کی قدر یابی ہے محال
جاہل و اشرار ہین اعیان دولت آجکل

جو ہوئے ادنی سے اعلی وہ بھی بدلی شکر کے
کرتے ہین ناحق زمانہ کی شکایت آجکل

تہی خوشامد جیسی مغلائی حکومت کو پسند
ہے عموماً ویسی ہی مرغوب رشوت آجکل

ہو رہی ہے ہند مین اسلام کی مٹی خراب
ہرجگہ پہ ہے رواج شرک و بدعت آجکل

لالہ ہے صرف درم سے وقف سودای ملال
تہوڑی سی قربان پذیری کی بدولت آجکل

خودغرض سرکار کے بدخواہ قابوچی رذیل
کرتے ہین بے طرح دعوائے دیانت آجکل

کیون نہون آئینہ سان حیرت مین اہل اقتدار
عیب سے ہے کج رائی پہ اطلاق اصابت آجکل

ملک کی خدمت کو ہے درکار اک جان باد قوم
ہے کسی ہمدرد دولت کی ضرورت آجکل

تم تو ہو آزاد دینے کے لئے کیا ہی حبیب
شکر حق کرنا اگر بچ جائے عزت آجکل

سر مین ناقص کو بھرا رہتا ہے سودائے کمال
کوئی کامل کبھی کرتا نہین دعوائے کمال

مصر ہے نظم کا فن طبع رسا یوسف وقت
نوجوان کیون نہو پیری مین زلیخاے کمال

جب سما جاتی ہی ناقص کے دلون مین عظمت
داغ بنجاتا ہے نظرون مین سویدای کمال

عام افواہ کو کر لیتے ہین یاور عامی
ملتے ہین کاملونکو ڈہونڈہکے جویاے کمال

ہو نہ جبتک کوئی اعجاز بیان شکل کلیم
کہیے ہر داغ کو کیونکر ید بیضاے کمال

نکتہ سنجون مین بہی ہے معرفت فن مفقود
چرخ چارم پہ نہ چڑہ جاے مسیحای کمال

سامری قابل کم مایہ ہے گوسالہ کلام
سحر صاف و متین معجز موسای کمال

بے ہنر ہوتے ہین ممتاز یہ ہی رنگ جہان
خاک پیدا ہو کسی دل مین تمناے کمال

چہوڑ کر مشق سخن بیٹھ گئے اہل سخن
حق مین ناقص کے ہی فیصل ہوا دعواے کمال

بے ہنر صاحب جوہر نہین بن سکتا ہے
تاج دولت پہ لگا کر پر عنقاے کمال

خوش ہین ہر دم نہین شاہون کی بہی پروا انکو
مست رکہتی ہے ہمیشہ جنہین صہباے کمال

حرص دولت کی ہے دلمین نہ ہوس شہرت کی
خاکساری کی صفت ہوتی ہے منشای کمال

جب نہون عیب ہنر اپنی بنا سے انکے معلوم
تو سخن مین ہمین کیونکر کوئی دکہلای کمال

قدر ارباب سخن آج ہے جیسے مفقود
کیا عجب ہے جو یہ ہین قوم سے اوٹھ جاے کمال

ہون وہ مجنون جو کرون ترک لباس ہستی
ہو سیہ غم سے مرے محمل لیلاے کمال

ہم اوسی ناسخ مرحوم کو پیرو ہین حبیب
کعبہ سمجھے ہین جسے اہل کلیسائی کمال

دیکہہ لی خوب پائداری دل
کچھ تو دہ داد جان نثاری دل

اک نہ اکدن اثر دکہائیگی
کشش شوق و بیقراری دل

سب کی سن لی نہ کہی کبھی اپنی
دیکھیے حلم و بردباری دل

چاہتا ہے غبار راہ جنون
اللہ اللہ خاکساری دل

نالے کرتا ہے صورت ناقوس
آفت جان ہے بیقراری دل

خون ہو ہوکے چشم تر سے بہا
تم نے دیکھی نہ جان نثاری دل

نہ کیا ناوک مژہ سے شہید
تمکو خوش آئی شرمساری دل

دیدۂ زخم ہوگئے ہین سپید
حد کو پہونچی ہے اشکباری دل

اُنس تنکی لاکھ رنج و درد سے ہے
دیکھیو دشمن سے دوستداری دل

کون سے اعتبار حبیب جسکو یقین
کاہش جان و بیقراری دل

تیرے کیا کہا کے بڑھے ہے لالہ مرجان کا گل
پا نہین سکتی ہے طول نغمہ حیران کا گل

سر کے دہوئین سے ٹپکتے ہین پانی کے گہر
جان جان حال پہ پہیرے ہے گریبان کا گل

لیلی شب ہے نہان محمل مینائی مین
کب یہ اوس گل سے کے دوپٹہ مین ہے پنہان کا گل

سب کہین چاند ستارون مین نظر آتا ہے
اک ذرا رخ سے ہٹا دو جو مرجان کا گل

کہینچ لی مانی الفت نے تمہاری تصویر
شعلۂ آہ ہے رخ دو پریشان کا گل

مانگ اونکی ہے صراط دل عشاق اگر
تحلۂ رخ تارنگاہ سر عرفان کا گل

سیر تارونکی دکہادو جو چنو تم افشان
بن گئی ہے شب تاریک کا دامان کا گل

ہوئی سرشار تو بالون سے پسینہ ٹپکا
دیکھیو ہے صورت نیسان گہر افشان کا گل

مجکو دہڑکا ہے نہاتے ہین جو وہ دریا مین
پڑ کے چھوڑے نہ کہین بیچ مرجان کا گل

سبز مخط ہے خضر ہے اوچشمہ حیوان ہو دہن
رخ عزا صبح وطن شام غریبان کا گل

روز افزون ہے پریشانی عاشق یارب
سر جو ہے صورت آہ دل سوزان کا گل

میری آنکھوں سے جو پیا کی رخ روشن تیرا
تیرگی چشم پہ ظلمات کا طوفان کاکل

کل نہیں آج ہی ہو روز قیامت ظاہر
ہو گئے برہم جو ترے رخ پہ پریشان کاکل

داغ طاوس کو ہو رشک سے سنبل شب کا
گر لہو باغ میں ہو اسکے سرو خرامان کاکل

رات دن مصحف عارض کی بلا گردان ہے
سب پہ روشن ہو گیا ہے حافظ قرآن کاکل

حلقہ دام بلا افعی و اژدر ہے سکہ
سیہ شب ہے مری جان کاکل

سنبلستان ہے بیت تیری غزل کی یہ حبیب
لطف ہی یہ ہیں اگر باندھے پریشان کاکل

جفا جو تند خو سرو پری پیکر حسین قاتل
مری نازک مزاجی سے ملا ہے نازنین قاتل

نظر ہی تیغ ہے ابرو ہے چشم سرمگین قاتل
جہان ہو کیوں نہ برہم ہو اگر چین جبین قاتل

چلا دامن اٹھا کر تو چڑھا کر آستین قاتل
شفق گون ہوگا عالم خون اوگلیگی زمین قاتل

کہا ہے ہم نے قتل جو ہر تیغ تم نے
ابھی تک ہے ہرے زخموں میں بوی یاسمین قاتل

یہ سارے لعبتان حور پیکر دشمن جان ہیں
وفا کی نام سے جلتے ہیں کون انمیں نہیں قاتل

شہادت سے مجھے محروم رکھا ناتوانی نے
اوٹھائی تیغ جب اوسنے کہا غش ہی نہیں قاتل

شکایت کیا بھلا ان لعبتان حور پیکر کی
وفا پیشہ بھی ہوتے ہیں زیادہ نہیں کہیں قاتل

ترے خنجر کے نیچے مجھسا عاشق اور دم مارے
یہ کوئی بات ہی یا نہیں قاتل نہیں قاتل

ستم کیا ہی ہے اوسنے خاک تک برباد کر دیگی
حبیب آئیگا پھر بھی اک نہ اک دن بالیقین قاتل

چلدیا بیٹھ ہیں کیا پہیر کے خنجر قاتل
ملگیا خوبی قسمت سے ستمگر قاتل

چوم لیتا ہے اس وارنگا سے پہ قدم
اوٹھنے دیتا نہیں زنجیر کا لنگر قاتل

دیکھ واماندہ ترے در پہ ہین محروم نرکھ
اتنی مدت سے ہے اس راہ مین بسمل قاتل

تیغ ابرو مری گردن کے مقابل کرلے
آزما ہاتھ لگا وار سے جھک قاتل

پھر گیا منہ مری گردن پہ کہین خط نہ پڑا
کھل گئے آج تری تیغ کے جوہر قاتل

پھر کیا ہوگا جوانی مین خدا خیر کرے
بچپنے ہی مین ہین غضب کے ترے تیور قاتل

روک لی ہاتھ خدا را نہ جفا کر ایسی
دیکھ نزدیک ہے رہ نگا منہ محشر قاتل

ہاتھ تو میرے جنازے کو لگا یا نہ لگا
دو قدم ساتھ مرے چل مرے دلبر قاتل

پھیر دے تیغ گلے پر کہ مٹے فکر جنون
قصد کیا، نہ لگا قلب پہ نشتر قاتل

چوم لو تم بھی قدم خوب ہے قسمت کی جلیب
آج پھر گنج شہیدان کا ہے رہبر قاتل

وہ چین جبین ہوگئے سن کر گلہ دل
لو ایک اشارے مین ہوا فیصلہ دل

سہہ سکے جفا پست ہوئے حوصلہ دل
تا لونکے سوا کچھ نہین اب مشغلہ دل

گھر پوچھتے آئے ہین وہ عاشق کی گلیمین
کہتے ہین اسکو کشش کا مسلہ دل

آنکھین مری پھر لال ہین آنسو ہین گلابی
ہوتا ہے گمان ہوش گیا آبلہ دل

زاہد کو ہوا حور کی کاکل کا تصور
دیکھو تو کہان جا کے ملا سلسلہ دل

خون ہو کے نکل آنکھون سے ای داغ تمنا
ہو جائے کسی شکل سے طے مرحلہ دل

ناوک مژہ آپکی طاقت نہین باقی
اے اشک روان تو ہی ہین ابلہ دل

وہ وصل مین بھی شرم سے رہتے ہین الگ یون
سینہ سے ہے جسطرح عیان فاصلہ دل

کہتی ہے تری رنگ پہ سیندور کی سرخی
اس راہ مین لٹتا ہے سدا قافلہ دل

اے خنجر زن تیری ادا نے کئے غارت
پیری مین جوانی سے سوا ولولہ دل

تسکین کو سینہ پہ ہے بس نقش محبت
وہ لیکے جو نکلین تو یہ ہے داغلۂ دل

افسوس جوانی گئی پیری ہوئی آغاز
قسمت نے نکالا نہ کوئی حوصلۂ دل

الفت سے ہین مجبور ترے عاشق بیتاب
پوچھے جو کوئی کرتے ہین رو کر گلۂ دل

گلزار مین ہون جمع حبیب سے مطرب
در پردہ چھڑے دونون طرف سے گلۂ دل

عشق ابرو ہے عدو فرقت جانان قاتل
روح کی طرح مرے تن مین ہی مہمان قاتل

لیس بیداد پہ ہین ابرو و مژگان قاتل
اک اشارہ ہی کی تاخیر ہے ایمان قاتل

منہ حسینون کی لگاوٹ کوئی ہم سے پوچھے
آنکھ لڑتے ہی یہ ہین جان کی خواہان قاتل

دیدنی ہے مرے ارمانون کی حالت بسمل
دلکا ہر زخم ہے اک گنج شہیدان قاتل

میری قسمت کا لکھا اور یہ ارادہ تیرا
کیا ازل سے تہا بہم دست و گریبان قاتل

رات دن شوق شہادت مین کہلا رہتا ہے
نہین ہٹتا مرے سینہ سے گریبان قاتل

قتل سے پہلے نقاہت نے کیا کام تمام
خم شمشیر ہے گردن کو گریبان قاتل

نفس سرد کی آندہی سے جو اور لڑکر لپٹے
تاب شمشیر نے چاک گریبان قاتل

نہ کرونگا تری شمشیر کو گردن سے جدا
ہے مرے جامۂ تن مین یہ گریبان قاتل

دیدۂ زخم لہو روئینگے پہر فرقت مین
نظر آیا ہے مجھے خواب مین خندان قاتل

خفقان دلکا ہو کم ایسی کوئی شکل نہین
شوق خنجر مین پہڑکتی ہے رگ جان قاتل

میری ثابت قدمی دیکھے اور تیری جفا
جوہر تیغ علیحدہ دیدۂ حیران قاتل!

اس مسرت سے کسی نے بھی کیا ہے سر نذر
سچ بتا ساتھ فقط جائیگا ایمان قاتل

بیکسی کوچۂ دلدار مین کون اپنا ہے
سنگ بہی ہے خون کے پیاسے ہین تو دربان قاتل

جان دی جنبش ابرو پہ ترا پاس ذبیح
ہے مرے ضبط و تحمل کا ثناخوان قاتل

ہم تو سمجھے تھے کہ لبریز ہے پیمانہ عمر
تو رلانے آیا مگر قتل کا پیمان قاتل

آدمیت کا چلن یہ ہے کہ آنکھوں پہ بٹھائے
نہ کرے دلشکنی گرچہ ہو مہمان قاتل

قید وحشت میں یہ چلاتے ہیں مشتاق اجل
یا خدا کھولے گا کس دن در زندان قاتل

بے وفا کر کے چلا عہد محبت کو حبیب
پہ ہے خنجر ترا اللہ نگہبان قاتل

ردیف میم

سنبھالیں دلکو ہاتھوں میں جگر ہم
کسے سمجھائیں لیں کس کی خبر ہم

او نہیں دیکھا ہوسے بوسہ کو طالب
گیا دن جب تو کھیلے جان پر ہم

نہ کر کر ترک مینوشی میں واعظ
سمجھ لیتے ہیں خود نفع و ضرر ہم

کہیں کیا کھینچ لایا شوق دیدار
حسین تم عاشق شوریدہ سر ہم

نہیں میہوش پاسکے چپ ہے قاصد
کہیں کس سے خبر ہیں بے خبر ہم

سنائے دل سے داغ رنج و حسرت
ترے مضمون ہیں اے چشم تر ہم

گیا قاصد کو میسر گریہ جی سے
تو خود جائینگے لیکر نامہ بر ہم

نہ کھلواتا چلے ہیں آپ ورنہ
گریباں پھاڑتے وقت سحر ہم

خرام ناز سے برباد کر دے
بنے ہیں اب تو خاک رہگذر ہم

جگر میں درہم داغ جنوں ہیں
لیے جاتے ہیں یہ زاد سفر ہم

نہیں کوئی رفیق وقت مشفق
کہاں جائیں کہیں ڈھونڈیں کدھر ہم

قفس ٹوٹا ہے اور صیاد غافل
مگر افسوس ہین بے بال و پر ہم

حبیب ہنجان سے نے داغ کہائے
ابہی دیکہہ آئے اسے رشک قمر ہم

ہوئے ہین زخمی تیغ نظر ہم
عبث بخیہ ہے اور بیہودہ مرہم

دلائے جوش رحمت کو یہ شاید
چلے ہین ساتہہ لیکر چشم تر ہم

اجل کسکی بلا آئے گی کسپر
شکن ابرو پہ ہے گیسو ہین برہم

نہ پچہتاتے جو پہلے سے نہ ہولتے
زمانہ کی روش سے ہین بے خبر ہم

لہو تہمتا نہین زخم جگر کا
نہ اپنے ہونگے اب ای چارہ گر ہم

عزیزو دلکی نہ ہوتی قدر دلکو
اگر کرتے نہ غیرون مین بسر ہم

یہان تک اوس صنم کی راہ دیکہی
کہ بالکل ہو گئے تار نظر ہم

کرینگے تا بہ کے بیداد بدخواہ
خدا پر اپنے رکہتے ہین نظر ہم

پہونچ سکتا نہین وہم و گمان بہی
کہان وہ حور پیکر اور کدہر ہم

ہوے حالت پہ اپنی جیسے شاکر
بڑی راحت سے کرتے ہین بسر ہم

بجائے فاتحہ خطاو سکا پڑہنا
لحد مین شاد ہونگے نامہ بر ہم

اگر تم امتحان الفت کا لیتے
نہ ہوتا کوئی آمادہ مگر ہم

دم رخصت نہین بہتے ہین آنسو
نچہاور کرتے ہین تم پر گہر ہم

حبیب اب تا کجا فکر معیشت
سمجہے پہر ہرکے ناحق دربدر ہم

ہزن بیجا ہے صحبت اہل دنیا سے ہم
کہیا خاک اس خودی پہ [illegible] ہم

کیا زرد رو نفاق نے رکھا جہان مین
نا چیز اپنی جنس ہین اپنی گھر با سے ہم

در در پھرا رہی ہے تنکفر نے ہوس
ہین بیوفائی کاسہ دست گدا سے ہم

آپس کے اختلاف سے عالم ہین ہین یک
پلہ گران ہو اگر نہ جھکین اغنیا سے ہم

طوفان بحر کبر نے مختل کئے حواس
بیگانہ وار ملتے ہین ہر آشنا سے ہم

تحقیق نے دکھائی رو سیہ، و مساو
جب باخبر ہوئے تو ملے مبتدا سے ہم

سمجھین گے کسطرح روش روزگار کو
کرتے ہین انحراف ہر اک رہنما سے ہم

چھر و پنہ سے غبار تعصب جدا ہوا!
ہین بے نصیب حق محمد مصطفا سے ہم

کچھ حد نہین زوال کی اللہ رے انقلاب
خورشید سے سہا ہوئے ذرہ سہا سے ہم

اعمال کی بدی نے دکھایا ہے روز بد
محروم ہین اعانت بخت رسا سے ہم

چھائی ہے ظلمت شب ادبار ہر طرف
یارب وہ دن دکھا کہ چھٹین اس بلا سے ہم

پائی سزا سے زشتی اعمال اے حبیب
ہین مثل مرد ہیئت روز جزا سے ہم

فرقت مین تیرے سہتے ہین دل پر ہزار غم
اغیار الطرف سہین سہتے ہین بار غم

اک سنہ ہزار طرح کا سودا ہے رات دن
اک قلب لاکھ داغ ہین اک دل ہزار غم

راحت نصیب ہو گئی ہو لیسے گر کبھی
اوسکے عوض فلک نے دکھائی ہزار غم

دل خوش ہوا وصال کے وعدہ جو سنکر
دکھلا رہا ہے اوس سے سوا انتظار غم

ہمدم ہین نا میرے دسکے تمہارے فراق مین
ایذا ملال درد الم انتشار غم

دیتے ہین ابتو فرقت جانان مین رات دن
نوک مژہ کلیجہ کو تلوون کو خار غم

ہونگی کبھی خوشی یہ بتاتے نہ اتنی تک
دل جانتا ہے تھا ہم دم مقصد غم

بلبل تجھے ہزار خوشی ہو مگر ہمین	دیتی ہے ہجر یار مین آکر بہار غم !
فکر معاش مین کبھی خوف معاد مین	رہتا ہے جن کی طرح سے سر پر سوار غم
دلسوز کون ہے کہ جو روئیگا بعد مرگ	ہان بیکسی بکار رکھیگی شمع مزار غم
رہتا ہے یاد زلف و رخ گلعذار مین	خالق گواہ ہے ہمین لیل و نہار غم
عشاق سے بچا ہین سب بے اعتنائیان	دیتے ہو بات بات مین کیون بار بار غم
صحرا و گلستان و بیابان و شہر مین	پھرتا ہون مجکو کرتا ہے جب بیقرار غم

گو حال دل زبان پہ لاتا نہین حبیب
رہتا ہے اوسکے چہرہ سے پر آشکار غم

تیری ان چالون کو کب ای آسمان سمجھے تھے ہم	پیش آیا جو یہ پہلے سے کہان سمجھے تھے ہم
اک مخالف تھا جسے ہم داستان سمجھے تھے ہم	دشمن جان تھا وہ جسکو مہربان سمجھے تھے ہم
اب کہان باقی رہی چہرہ پر جوانی کی بہار	ہائے اس گلشن کو چندی بیخزان سمجھے تھے ہم
کیا بچاتا کشتی امید دامان ہوس	موج طوفان ہے تھے وہ جسکو بادبان سمجھے تھے ہم
عالم امکان کی ہر ایک حالت ہے بے ثبات	تجربہ جبتک نہ تھا ایسا کہان سمجھے تھے ہم
عشق مین مرنے پہ بھی پیش آئے کیا کیا مرحلے	سہل نکلا جسکو مشکل امتحان سمجھے تھے ہم
پہیلی چاہا جدہر آخر کو مٹی کی کشش	وہ سر اٹھری جسے اپنا مکان سمجھے تھے ہم
نام کو گلچین تھا پر فصل خزان کا تھا حریف	گلشن مقصد کا جسکو باغبان سمجھے تھے ہم
وائے قسمت کر رہی ہین اب وہی مٹی خراب	جن پہ مرنیکو حیات جاودان سمجھے تھے ہم
تہا وہ بدخواہون کی انکار مخالفت کا اثر	سادگی سے جسکو نیرنگ جہان سمجھے تھے ہم
داغ دل طوفان غم سے خون ہو کر بہگیا	اس نشان کو یادگار رفتگان سمجھے تھے ہم

نامبارک شے تھی اک مکڑی کے جالے کی طرح
ہو گئے حاسد عدو سے عافیت ناحق سپہر

وقت نالہ کے مجکو سہرا باپ سمجھے تھے ہم
زاہدی کو باعث امن و امان سمجھے تھے ہم

ردیف نون

رو گئے ہین پانون کب آوارہ بن مین بیڑیان
لو سے گل کو رکھ نہین سکتین چمن مین بیڑیان

سلب آزادی کا باعث ننگ عریانی ہوا
پارہ گر لا سے پہنا کر پیرہن مین بیڑیان

بعد مردن بھی ہون وحشی کہ تھا صحرا نورد
ڈالدین پانون مین ہون تیرے کفن مین بیڑیان

مر مٹا لیکن نہ چھوڑا گردش قسمت نے ساتھ
پاؤنگی پیکر سے ہین سے کفن مین بیڑیان

ایک مدت تک رہا پابند افکار عیال
تھین گران قید تعلق سے وطن مین بیڑیان

قید ہستی ہے اطلاق آزادی محال
کٹنے پائی سرو کی کاٹے چمن مین بیڑیان

ہر قدم پر کرتی ہین فریاد عاشق کی طرح
ملگئین تیرے اسیرون سے چلن مین بیڑیان

جو نگہ سے بچگیا ہوگا وہ کاکل کا اسیر
تیغ کا جوہر ہین دست تیغ زن مین بیڑیان

کون پھر سالک طریق عشق کا کہتا اوسے
ڈالتا سرو جو پا سے گو ہکن مین بیڑیان

چاہ مین عاشق پہنساتے ہین گلے مثل سبو
خوشنما ہوتی ہین تلبیس رسن مین بیڑیان

خوب دی دام ضلالت سے شریعت نے نجات
ڈالدین تقلید نے پاے سخن مین بیڑیان

وجہ حفظ روح ہے پیری مین بہر احتیاط
چاہئین مضبوط دندان کہن مین بیڑیان

کچھ نہین سامان وطن مین جا کی رہنے کا حبیب
سخت ہین دنیاے عیشت کی دکن مین بیڑیان

پناہ تجھسے نہ لے ناوک نگاہ مانگون
خدا سے روز نیا دل نیا جگر مانگون

ریاض دہر سے تخم وفا ہے جب معدوم / تو اپنے نخل تمنا سے کیا ثمر مانگون

عنایتین تری حد سے فزون ہین ایمالک / خوشی سے دیتا ہے جو چیز جسقدر مانگون

لکہون جو عارض تابان یار کی توصیف / تو آفتاب کے چشمہ سے آب زر مانگون

کسے ہی اپنی ریاضت سے منفعت کی امید / فلک گرائیگا بجلی اگر ثمر مانگون

مزا ہے اسمین کہ غمخوار خلق بنکے رہون / خدا سے مین دل محزون و چشم تر مانگون

یہی کہون کہ ملے عمر خضر قاتل کو / کوئی دعا تہہ خنجر بہی مین اگر مانگون

کریم دیتا ہے جو کچھ مرے نصیب مین ہے / گدا کی طرح سے کیون پہر کے در بدر مانگون

زکوٰۃ حسن مرا حق ہے اے شہ خوبان / یہی تغلب ہے لون اوسطرف اودہر مانگون

نہ قدر جنس معانی ہو جنکو اے بلبل / بہا سمجہکے مین کیا ادن گلون سے زر مانگون

بلند صورت قصر فلک ہے بام امید / ہوائے شوق سحر کے بال و پر مانگون

یہ مدعا ہے زخود رفتگی تہا وصل کی شب / جو ہوش ہو نہ مانگ سکون بنکے بیخبر مانگون

مسیح کو نہ کبہی دون دوا کے مین تکلیف / خیال یار سے و نجات درد سر مانگون

جو اسکے یہ دل مضطر کوئی حسین لے لے / تو پہر مین نام نہ لون اور نہ عمر بہر مانگون

ہین میرے واسطے آصف کے ہاتہ ابر کرم / صدف نہین ہون جو نیسان سے گہر مانگون

کہلے ہین باب اجابت گئی ہی آدہی رات / ضرور دیگا جو مانگے تا سحر مانگون ق

مشاعرہ مین ہین جو لوگ سب کہین آمین / اوٹہا کے ہاتہ ادب سے جہکا کے سر مانگون

خلوص مانگ لون پہلی خدا سے دل کیلئے / پہر اوسکے بعد زبان کے لئے اثر مانگون

ہر ایک باب مین پہر شعر و دکن کے لیے / مدد رسول سے اللہ سے ظفر مانگون

جلیب حملہ اہل حسد سے خوف نہین / علم ہو تیغ گلے گر تو کیون سپر مانگون

سے کہنے سننے کا ہے کچھ لطف جو کان بیٹھین | ولہ | ایک ہی رنگ کے دو چار کہین مل بیٹھین

متحمل نہین دیکھنے کے ارباب صفا | سب جہان سے اوٹھ جائین اگر سوچ کے بیٹھین

باغ مین ہجوم کے وصف گل عارض جو پڑہین | پتے پھول کے شاخون پہ تنہا دل بیٹھین

ہوش آجائے محبت کا جو ہون یار آنکہین | آکے محفل مین جو وہ میرے مقابل بیٹھین

دل سے رازق پہ بھروسا نہین منعم ورنہ | تجھسے بڑہ جائین جو ہوکر متوکل بیٹھین

تیرا دل کیا ہے ستمگار لرز جاتے زمین | صبر کے ساتھ جو غم کے متحمل بیٹھین

آج مطرب بھی ہے اوٹھی ہو گھٹا بھی ساقی | تیری مرضی ہو تو چلکر لب ساحل بیٹھین

عشق ابرو مین یہ کبھی ہے شہادت کی ہوس | شوق سے چلکے تہہ قاتل خنجر قاتل بیٹھین

ہے شرف ہیچ ناجنس پہ تنہائی کو | لطف صحبت ہو جو اقران و اماثل بیٹھین

غیبت خلق خدا سنکے جو خوش ہون واعظ | آپکے پاس وہی عالم و فاضل بیٹھین

جبکہ تدبیر بھی تقدیر کو لازم ہے حبیب
فکر انجام سے ہم کسلئے غافل بیٹھین

سکھ ہمارا ملک سخن مین کہان نہین | مالک ہین اوس زمین کی جہان آسمان نہین

بیٹھے ہین مطمئن کہ متاع جہان نہین | ہر وقت فکر سود ہے خوف زیان نہین

کیا بس کسی پہ ہیں مین جب اپنی زبان نہین | افسانہ ہے وہ راز جو دل مین نہان نہین

پژمردہ گل کو چھوڑکے خار و خسکو دے جواب | قابل چمن مین رکھنے کے وہ باغبان نہین

خواہان جان زمانہ ہے بدخواہ خلق کا | یوہی کے شہیدون کا کوئی قدردان نہین

پیدا کرکے شکوہ فریاد ہے ستم | کیا یہ بھی تھا یقین مرے منہ مین زبان نہین

ہے سالکان رفتہ کا حسن شایست | بیوجہ یہ غبار پس کاروان نہین

آزار رنج و غم ہے دل آزار کیلئے | ظالم کو قہر حق سے کہیں امان نہین !

مالک بدل دے یا سکو میری امید سے | بندہ پہ کوئی تیرے سیوا مہربان نہین

خود اپنے خیرخواہ کو بدخواہ کر لیا | مردم شناس منعم نکتہ نشان نہین

پہیری چھری حقوق خلائق پہ بے خطا | دعوی ہے اسپہ پہر کہ مین ایذا رسان نہین

شاہون سے کم نہین ہین گدا اوس جناب کی | جس در پہ دورباش نہین پاسبان نہین

برپا ہے تیری چال سے آشوب خلق مین | پہر کیا ہے قد جو فتنہ آخر زمان نہین

دشوار ہو ثبوت محبت رقیب کو | کہہ دو جو تم جواب مین ای جان جان نہین

سہرا اوسکے سر ہے جسے چاہتی ہین | دس پانچ اوسکے چاہنے والی کہان نہین

پتھر سے اوسکو دیتے ہین تشبیہ اہل درد | جس دلکو لذت خلش جاودان نہین

ہے مصلحت خموش رہو تم بہی ای حبیب
دنیا مین جب سخن کا کوئی قدردان نہین

خون عشاق ہو جیب وجہ بہار دامن | کیون نہو دامن گل آئینہ دار دامن

بن گئی وان مری آنسو کی شرارت بجلی | اور جلکے لپٹا جو رگ ابر سے تار دامن

روز اوٹھتے رہین تا حشر بگولے سر چرخ | جہاڑ دون مین جو سر راہ غبار دامن

رتبہ عاشق کا بڑا خلعت آزادی سے | کل جو تہی دل کی خلش آج ہی خار دامن

عمر رفتہ کے لیے روتی ہین آنکہین دن رات | پوچہنا اشک ندامت کا ہے کار دامن

نہین فرصت ہی گریبان سے جو فرصت ملجائے | ایجنون تو نے کیا کیا ابہی کار دامن

شمع امید رہین گے تہ فانوس خیال | گر ہوا سے نہین ممکن ہے قرار دامن

اشک مظلوم کی تاثیر سے ڈر ای ظالم | خرمن عیش کو پہونکین نہ شرار دامن

چمن آرائے جہان سے نکرو قطع امید
ہو گی کثرت گل مقصود کی بار دامن

کیا بچیگی اسے وحشت مین جو پہونچا آسیب
جیب سے کہتے ہین بتنے نہ رہو دیوار دامن

گر ہے رحمت کا سبب خوف خدا بست رونا
دہوئیگا ظلمت عصیان کو فشار دامن

جنکو سمجھا ہے جہان خون جگر کے دہبے
چشم عاشق نے وہ ہین نقش و نگار دامن

درد والے تو اسے انکھون پہ رکھین ہین حبیب
تجنے وحشت مین کیا کچھ نہ وقار دامن

سب ہے ہنر نازان ہون کم قدر ہنر ایسی نہین
جسے تو سمجھا ہے دولت ہیچ ہے ایسی نہین

تو نے جنت کا مالک ہم ہین وقت عذاب
واعظا کوئی حدیث معتبر ایسی نہین

صبر آسان ہے یہ دل مین درد ناکامی نہو
کوئی صدمہ ظاہر اسے جلد جگر ایسی نہین

منزل مقصد قرین ہے گر ہو ہمت رہنما
جانگزا سالک کو تکلیف سفر ایسی نہین

جسمین جا تیری نہو جس مین ضیا تیری نہو
کوئی دل ایسا نہین کوئی نظر ایسی نہین

کیا مکرم ہوگا وہ جسمین نہین خلق و کرم
خو سے نیک بہ سے خلقت بے ہنر ایسی نہین

ہو گی کیونکر زندگی بے رنج راحت مین بسر
رک سکے تیغ دشمنان سے سپر ایسی نہین

پہنس کے دنیا مین ہو کیا امید حسن عاقبت
مسرف جیسی تو جھے اودہ پہر ایسی نہین

عشرت و شادی کا دن ہو یا شب ادبار و غم
جو نہ خود ڈہل جائے کوئی دوپہر ایسی نہین

جو نہو غربت مین میری شاہد یاد وطن
کوئی شام ایسی نہین کوئی سحر ایسی نہین

مصلحان قوم تیری قدر دان ہین اے حبیب
عیب کو سمجھین ہنر انکی نظر ایسی نہین

جوان ہین نیک سیرت ہین حسین ہین
فقط وہ آشنا پہ ور نہین ہین

عجب صورت سے ہے یہ جتنے حسین ہین
ہمارے خانہ دل کے مکین ہین !

سے یہ کیا بات جب دیتا ہون آواز
صدا آتی ہے وہ گھر مین نہین ہین

ٹھہرا یہ دل خبر آے تو چلنا
وہ ہین یہین اپنے گھر مین یا نہین ہین

بہت گل بوٹے خود رو بھی نظر آئے
زمین کے نیچے کیا کیا نازنین ہین

بشر اور حور جنت کا تصور
یہ آنکھین بھی غضب کی دوربین ہین

توی ہین دست کش پیری مین ہم سے
رنگین ہاتھون کی مار آستین ہین

نہ سمجھے ہم لایق شہر و گلستان
جو اسے تقدیر جنگل مین مکین ہین

سبے جسکا ذکر شمع بزم احباب
وہ چلیے آج کل زیر زمین ہین

جگہ پائی تھی جن یارون نے دل مین
گئی اون مین سے اب زیر زمین ہین

نہین موقوف کچھ حسن و ادا پر
بہت باتین تمہاری دلنشین ہین

حبیب رند مشرب اور توبہ
ریا کے ہم کبھی قائل نہین ہین

نئے انداز پر الفت کی ساری داستانین ہین
یہ سچ ہے منہ ہین جتنی خلق کے اوتنی زبانین ہین

ہمیشہ دشمن راحت ہین ننگ و نام کی فکرین
اسی بیم و رجا کی وجہ سے آفت مین جانین ہین

ہی شعر عقل لینت منان کو وہ تمکین سے
یہ لعل بے بہا ہے مدعائی دل کی کانین ہین

ملیگا جھک کے ملنے سے نشان منزل مقصد
خدنگ سعادہ کرنیوالی یہ کمانین ہین

عیان ہے تیری تیغ نظر کی وجہ مردم پر
ادھر دیکھو تمہاری سرگین آنکھین فسانین ہین

طبایع جنکے مایل ہین ہمیشہ خاکساری پر
ہاں نہین رتبہ اونکا اعلی اور ارفع انکی شانین ہین

ہلادیتی ہین دل باد صبا اٹکھیلیان تیری
وہ زلفین مرکب صبر و تحمل کی عنانین ہین

وصنوبر باد کے توڑے نہ کیونکر نغمہ دلکش / طبیعت سبکی پڑھا لیتی ہے والی اونکی تانین ہین

خیال ابرو و مژگان مین راحت ہو تو کیونکر ہو / یہ تیغین ہین دل عشاق کو اور وہ سنانین ہین

سخن بازاریون کا کہہ رہا ہے نکتہ سنجون سے / ہین پکوان اونہین پھیکے حقیقت یہ اونچی دکانین ہین

نہین جنکو گدائے کوی الفت بادشاہون سے / حبیب ان بینواون مین غضب کی آن بانین ہین

دل سے جو نام ترا لیتے ہین / وہی طاعت کا مزا لیتے ہین

لوگ جب نام مرا لیتے ہین / تیوری کیون آپ چڑھا لیتے ہین

کیا حلاوت ہے تری باتون مین / یاد کر کر کے مزا لیتے ہین

نظر آتی ہے جب اونکی تصویر / دل کے پردے مین چھپا لیتے ہین

مانتے ہین مرے عیسی کو مسیح / درد کی یاد سے دوا لیتے ہین

دیکھین انجام محبت احباب / اپنے سر کیون یہ بلا لیتے ہین

عشق کرتے ہین نہین عقل جنہین / جان کو روگ لگا لیتے ہین

ہوتے ہین سحر بیان سارے حسین / دل سے وحشی کو بھنسا لیتے ہین

وہ نہ سایل کو خفا ہو کے جواب / بینواؤن کی دعا لیتے ہین

دور سے آ کے ہین مشتاق جمال / بیٹھے رہنے دو یہ کیا لیتے ہین

کچھ ہے صحبت کا سلیقہ جنکو / بات بگڑی بھی بنا لیتے ہین

ہین ترے خوان کرم کے مہمان / جو غذا ملتی ہے کھا لیتے ہین

داد دیتے ہین سخن فہم حبیب / نظم کا ہم بھی صلا لیتے ہین

کہتا ہے جوش عجب خودی سبکی کا نین
تجسا تو ایک بھی نہین سارے جہان مین

فطرت کو ناپسند ہے سختی بیان مین
پیدا ہوی نہ اسلئے بڑی زبان مین

محمود یون ہین عجز کے جملے بیان مین
تکبیر جیسے اوّل و آخر اذان مین +

سمجھو اگر تو مدح سخن آفرین ہے وہ
کہہ جاتی ہین جو کچھ شعرا اپنی شان مین

چندے اسے ثبات ہے وہ بی ثبات ہی
اتنا ضرور فرق ہے نام و نشان مین

سمجھے گی جزو مسدر فیاض بنکے روح
اچھا نہ تھا وہ قید تھی مین جس مکان مین

تقلید چھوڑ دو جو ہے رنگ اونکا ناپسند
اچھے تھے کچھ کہو نہ بزرگون کی شان مین

نیچیت کر رہی ہے ہمین آج کل کی فکر
اسکی خبر نہین کہ ہو کیا ایک آن مین

کیون ہون نہ ہلکے خاک مین شور اہل وضع
بل کا نشان جلی یہ بھی رہتا ہے بان مین

پیش آئین انقلاب جہان سے وہ صورتین
گذری نہ تھین کبھی جو ہمارے گمان مین

کچھ کرلیا ہے طرز تکلم ستا انبساط
رکھا ہی کیا ہے علم بدیع و بیان مین

تن کے قوٹی سے چلے ہین جوانی کی ساتھ ساتھ
اک شور الرحیل کا ہے کاروان مین

نکلا ہجوم یاس مین بھی مطمئن حبیب
کون اسکا ساتھ دیگا بلا امتحان مین

ابتو قابو مین ہمارا دل ناشاد نہین
جو کہا تھا سرہجان کیا وہ تحسین یاد نہین

دیکھنا ضبط کبھی شکوہ بیداد نہین
لب پہ نالہ نہین شیون نہین فریاد نہین

جان دینا ہے تو پھر کون کرے کوہ کنی
یاد کیا حالت محرومی فرہاد نہین

کوچۂ عشق مین موجود ہے دلسا رہبر
یہ وہ مکتب ہے کہ جسمین کوئی استاد نہین

ہمنے گرکی ہے محبت تو تم جھیلین گے
دوستو فکر ہے کیون حاجت امداد نہین

بہولے بیٹھے ہین کہان ڈہونڈہتے جائین دلکو
کب دیا کسکو دیا یہ نہین کچھ یاد نہین

غور کیجے اگر انکار دل آزاری ہے
غیر پر لطف و کرم کیا ہے جو بیداد نہین

جان لے لیتے ہو عاشق کی کسی ڈہب سے کہی
یہ کہی خوب ستم پیشہ ہین جلاد نہین

رنج مین فکر و تردد کا ہے وحشت انجام
کچھ بجز صبر دوا ے دل ناشاد نہین

ہمکو رسوا ابہی کیا خود بہی جوانی نہ رہی
کیا ہے یہ داغ اگر بہشت شداد نہین

شکل دکہلا کے وہ دیوانہ بنا لیتے ہین
آدمی زاد ہین کہنے کو پریزاد نہین

حسن کی گرمی بازار ہے معشوقون سے
آئین کیا قمریان گر باغ مین شمشاد نہین

ولولے دل کے گئے ساتھ جوانی کے حبیب
اب مری طبع مین وہ قوت ایجاد نہین

ہین غنی جنکو کوئی اور سہارا ہی نہین
سر پہ لین غیر کا احسان یہ گوارا ہی نہین

ہو گیا ہون ہمہ تن وصل مین وقت حیرت
اوسکے آگے مجہے کچھ کہنے کا یارا ہی نہین

اک زمانہ تہا کہ ہم رکہتے تہے قابو دل پر
اپنا یہ حال ہے گویا یہ ہمارا ہی نہین

وصل سے ہجر کے وابستہ ہے قطرہ کی بقا
بے ملے اون سے کسیطرح گذارا ہی نہین

اجل آجائے کہ قربت پہ یہ دوری نہ رہے
وحشت دل کا کوئی اور تو چارا ہی نہین

آشنا کہتے ہین کیا ہوگا تمہارا انجام
یہی تو ہے بحر محبت کا کنارا ہی نہین

ہے وہ موجود مدد کے لیے غافل تو نے
دل سے مالک کو مصیبت مین پکارا ہی نہین

ہون مین مشغول اُدہر گہیرے ہین کیون احباب
شب کا مہمان ابہی گہر سے سدہارا ہی نہین

ہر جگہ اپنی مروت کی ملاقاتین ہین
دوستون مین روش لطف و مدارا ہی نہین

یہ اثر دیکہ ہوا میری پریشانی کا
مدتون کاکل شکین کو سنوارا ہی نہین

جب نہ منظور ہوا کہ تم بھی مرے دل کی خوشی
کیون نہو جاے یقین یہ تمھین پیارا ہی نہین

کیا کہین لطف عدو ساتھ جو نیکی گیا
رونق باغ ہو کیونکر چمن آرا ہی نہین

سے زبان جنس محبت کی خریداری مین
لاکھ کد کیجیے اسمین کبھی وارا ہی نہین

کوششین کرتے ہین اب وہ مری بربادی کی
اپنے کوچہ سے اوٹھانے کا اشارا ہی نہین

قابل قدر سے تھے جو لوگ وہ نالان ہین حبیب
حال کچھ لایق افسوس تمھارا ہی نہین

اوٹھین رحم آگیا دیکھین جو میری اشکبار آنکھین
کدورت دھو گئی دل کی ہوئین جس وقت چار آنکھین

محرک تھین بہت شکوہ کا کی وقت انتظار آنکھین
مگر بہت بنگئے ہم ہو گئین جب اون سے چار آنکھین

وہ آنکھین مینگی اور یہ وقت انتظار آنکھین
نہ خواب آئیگا محشر تک نہ ہونگی ونسی چار آنکھین

ہزارون راہ تکنے والے زیر خاک پنہان ہین
نہ نقش سم ہوا ہین اسکے شہسوار آنکھین

کرینگی رشک کس کس کا سیکھیں برابر ہین
تماشائی ہین روے گل کی اے نرگس نہار آنکھین

اوٹھین لو انگلیان پھر میری دزدیدہ نگاہون پر
نظر کرتے ہی پتھر ہو گئین بے اعتبار آنکھین

وہ بگڑے ہین سوال وصل پر کچھ بن نہین پڑتی
پریشان دل ہے نہیں دست و پا ہین شرمسار آنکھین

مری افسردگی الکدم ہین شادابی کا خون کردے
لہو ہو کر بہین اوٹھین جو سوے لالہ زار آنکھین

خدا کیواسطے ساقی شراب روح پرور دے
گل نمدیدہ نرگس نہی ہین یہ خمار آنکھین

تمھاری چشم شہلا کی اداون سے یہ ظاہر ہے
سمٹ کر بنگئی ہے گردش لیل و نہار آنکھین

وہ پڑھ ہی فاتحہ رات کو اب چھپ چھپکے آتی ہین
چراغ طاق بالین کیون نہون بہر مزار آنکھین

سر اب سیل خونین ہو سواد چشم عاشق مین
تن خاکی مین عمر رفتہ کی ہین یادگار آنکھین

نہ کیونکر خاک چھانون رات دن صحرا سے وحشت کی
ہر اک دم ڈھونڈھتی ہین یار کے در کا غبار آنکھین

کیا برباد طفل اشک تو نے صبر طاقت کو
کرینگی تجھکو یونہی خشک دیکھ فشار آنکھین

حبیب خستہ خاطر کو ذرہ صورت تو دکھلا دو
نہ ہوگا دسترس گر دور سے کرینگی پیار آنکھین

نگاہ مہر سے وہ دلکو آئینہ بناتے ہین
ضیا ہوتی ہے پیدا داغ سودا اٹھتی جاتی ہین

کسی پر ملتفت کیا ہونگی تیرے دیکھنے والی
کہ پیش از مرگ وہ بنیاد ہستی کو مٹاتی ہین

تجلی گاہ انوار حقیقت دیکھنے والے
فروغ ظاہری کو بھی کہین خاطر مین لاتی ہین

ہدایت نام ہی اسکا کہ دل خود طالب حق ہو
یہ واعظ سب کے سب وقت پینا گنواتی ہین

وہم وحشت ہر اک نقش قدم ہمکو بیابان سے ہے
جو سنجیدہ ہین وہ اجزا سے کلمے بناتی ہین

برابر ہین جہان کی تلخ و شیرین زشت و زیباست
او ہین جنکو شراب ناب العنب وہ پلاتی ہین

ہوا ہے جلوہ فرما کون یارب منزل دل مین
وہ ارمان جو نہان تھے مدتون سے نکلی جاتی ہین

قیامت ہین یہ زاہد بھی خدا کی اپنے رحمت ہو
سبیل مغفرت سمجھا کر سو کہی سناتے ہین

سمجھتے ہین مجھے دیوانہ دیکھو چارہ ساز و نکو
جنہین ہنسنے کو ہین وہ زخم اسپر مسکراتی ہین

حبیب ان آنسوؤن سے دلکی سوزش کم نہین ہوتی
تعجب ہی مجھے آنکھون مین کیون بیسود آتے ہین

ذرا حسینونکی الفت بھی آزماتے ہین +
ہم اپنے مرنے کی جھوٹی خبر اڑاتی ہین

یہی جواب ہے پڑھ پڑھ کے خط بجائے جواب
ہمارے نام کو لکھ لکھ کے وہ مٹاتے ہین

بیاض دہر سے مہر و وفا کے گل چنکر
ہمیشہ جامۂ وصلی کو ہم بساتے ہین

ہوئے ہین شیب مین یون داغ عشق افسردہ
چراغ وقت سحر جیسے جھلملاتے ہین

وطن کے ذکر سے رہتے ہین ملک بہ تمکین
جہان سفر مین کوئی تمکسار پاتے ہین

تعلقات خلایق ہین سب ودیعت دہر — نہ ساتھ لاتے ہین کچھ اور نہ لیکے جاتے ہین
تمہاری واسطے ایمان کیطرح دل کو — ہر اک حسین کے ہاتھون سے ہم بچاتے ہین
سلوک وہ ہی ستو وہ جو حسب عادت ہو — کریم بھی کہین احسان دبانپہ لاتے ہین
نہ آعروج سے پستی مین مثل گوہر اشک — گرے ہوئے بھی کہین آنکھ مین سماتے ہین
نہین ہی یاد رخ یار دلمین ہم شب ہجر — چراغ خانۂ امید مین جلاتے ہین ؁

طبیب خاطر احباب سے ہی شغل سخن
وگرنہ اب تو خموشی مین لطف پاتے ہین

گمان یہ جسنے کیا غلط ہے جو دور ہے وہ کہان نظر مین
جو عشق پنہان ہے کیسکے دل مین نہو گی کیونکر عیان نظر مین
ہوئے نہ ہم روشناس راحت طلسم غم تہا جہان نظر مین
سبک رہا نشہ فنا سے ہمیشہ خواب گران نظر مین
شباب کے ساتھ ولے گیا ہے شوق نظارہ بازی
کشش کا دعویٰ تہا ہمکو جسپر رہی وہ قوت کہان نظر مین
وہ لطف صحبت وپیاری باتین بہلا نہ کسطرح یاد آئین
ہمیشہ ڈہونڈہین گی تمکو آنکھین رہوگے ای رفتگان نظر مین
ہوئی ہے کل قوم پست ہمت نہین ہے باقی کسی مین غیرت
پکارتے ہین نفاق ونخوت ذلیل ہین بیروخان نظر مین
نہ گر لگاتے جنون کی تہمت تو تہی خموشی کی سخت زحمت
مین کس سے کہتا یہ دلکی حالت نہین کوئی رازدان نظر مین

چھدا ہے دل طعن اقربا سے نہین ہے کچھ فائدہ دوا سے
جو آنکھ جھپکی کسی ہوا سے چمک گئین بجلیان نظر مین

قفس مین بلبل کو کب ہے راحت ہمیشہ صیاد کی ہے صحبت
جو نیند آئی تو تھی یہ آفت پہرا کیا باغبان نظر مین

عزیز فرصت گھٹا رہے ہو ہین نشان دولت مٹا رہے ہین
متاع ہستی لٹا رہے ہین نہین ہے سود و زیان نظر مین

جو اہل اسلام آتے آتے ذرا حمیت عرب کی لاتے
تو آج اتنا ذلیل ہوتا کبھی نہ ہندوستان نظر مین

عجب جگہ ہے سرائے دنیا گیا ہوا آگے وہ پھر نہ پلٹا
مٹا ہے اون سب کا نام کیسا ابھی ہین جنکے نشان نظر مین

بڑہانے کو کس طرح طبیعت کہان سے لائی ہین خیال رفعت
دکھائین کسکو سنائین کس کو نہین ہے کوئی قدردان نظر مین

حبیب وہ دن کریم لائے کہ مدعا سے دلی بر آئے
مثال گل پھر دکھائے اثر تمہارا بیان نظر مین

ستم ہے یہ کیا پہیر سمجھ مین میری آتا ہی نہین
وہ گیا دل سے خیال اوسکا تو جاتا ہی نہین

کیا ہوا دلکو محبت مین بتون کی یارب
ایسا بہکا ہے کبھی راہ پر آتا ہی نہین

تیرے کوچہ مین قیامت کی کشش ہے ظالم
جب سے آیا ہون یہان گھر مجھے بہاتا ہی نہین

کیا کہون ہیچ مدانی سے ہون ایسا ناچیز
مین کسی شخص کی آنکھون مین سماتا ہی نہین

خاک امید کرون اوس سے کسی بات کی مین
اپنی خاطر مین کبھی جو مجھے لاتا ہی نہین

نوجوانو سے ستم گر نکرو قدر شباب
یہہ وہ معشوق ہے جا کر کبھی آتا ہی نہین

نیکنامی بھی وہ دولت ہے اگر غور کرو
نہ ملے خاک مین جبتک کوئی پاتا ہی نہین

دیدنی ہوتی ہین ارباب غرض کی آنکھین
جنکو مطلب کے سوا کچھ نظر آتا ہی نہین

چارہ سازونکو کسی فکر کا موقع کیا ہو
بات دلکی مین زبان پر کبھی لاتا ہی نہین

اشک خونین کی شرارت سے تعجب ہے مجھے
یہ کسیوقت لگی دل کی بجھاتا ہی نہین

کیا رقیبونپہ ملے رشک کا موقع مجکو
ہنہ وہ ایسونکو کسیوقت لگاتا ہی نہین

نالہ دلسے رسائی کی کرون خاک اُمید
یہ مرے طالع خفتہ کو جگاتا ہی نہین

اگر کہین کچھ تو سنے کون حبیب غمخوار
دیکھتے ہین کہ کبھی ہوش مین آتا ہی نہین

تصور زلف کا ہے اور مین ہون
قیامت سے بلا ہے اور مین ہون

مرا دل جا چکا ہے اور مین ہون
غضب کا سامنا ہے اور مین ہون

کہان آسایش و آرام و راحت
غم و رنج و بلا ہے اور مین ہون

کیا گر قتل اے قاتل نہ مجھکو
تو تو روز جزا ہے اور مین ہون

پس مردن بھی آسے عادت اگر غلق
یہی کوچہ ترا ہے اور مین ہون

خفا مین زندگی سے ہون یہ مجھسے
بس اب شوق قضا ہے اور مین ہون

کہا دل نے شہید دست قاتل
چمن مین اک حنا ہے اور مین ہون

حبیب کبریا دونون جہان مین
تمہارا آسرا ہے اور مین ہون

جا سکے زاویہ نشین نہ کہین
دل کی جا ہے کہین نہ کہین

ایسی باتین جو سینے کین نہ کہین
کہہ کے بدنام ہو تمہین نہ کہین

کیا برباد مجھکو کیا اسے چرخ
ایک تربت کی بھی زمین نہ کہین

ترش روئی کی خو ہے ہر صنم
سرکہ بنجائے انگبین نہ کہین

جوش خون سے ہے، رگون مین دو نشتر
ہون یہی مار آستین نہ کہین

وان رقیب نظارے سے آرایش
ہو حیا غازۂ جبین نہ کہین

دیکھ قاتل سنبھل کے پھیر چھری
خون مین بھرجائے آستین نہ کہین

میرے شکوے تو تمنے سب سن لئے
اور وفاداریان کہین نہ کہین

کیا ہے غربت مین قید اہل وطن
دیکھین صحبت کوئی یہین نہ کہین

ہو جفا ہم پہ کیونکہ حسن اوسکا
تمکو لیجائیگا کہین نہ کہین +

بیخبر ابتدا مین سے عشاق
پھر وہ عیاریان چلین نہ کہین

خوشش بیانی کا اون کی کیا کہنا
ویسی باتین تو ہم سے سنین نہ کہین

دوستون کی طرف سے ڈر یہ رہا
ٹھہرین اسکے عدو یہین نہ کہین

اونکی بدگوئیان کبھی نہ سنین +
اپنی ناکامیان کہین نہ کہین۔

کیون علایق بڑہا رہے ہو حبیب
بیچ ہو وقت واپسین نہ کہین

اوداسے رکھتے ہین اسطرح وہ حنا مین پاؤن
کہ جیسے سعد کہو نحس غراب مین پاؤن

تمام عمر سے ہے قید اضطراب مین پاؤن
بہے کبھی نہ فلک تیرے انقلاب مین پاؤن

پہن کے کفش زری راہ جب وہ چلتی ہین
دلہن کی ست کو نقل کرتے ہین رکاب مین پاؤن

خطر ہے عالم پیری مین بار عصیان سے
نہ لڑکھڑائین کہین حالت حساب مین پاؤن

مبارک اسے دل پامال ذوق پامالی
رخ اسطرف کو ہے رکھتے ہین وہ رکاب مین پاؤن

نجات کیلیئے کیون لطف زندگی کھوئین
رہ ثواب مین رکھتے نہین شباب مین پاؤن

پھرے تلاش مین تیری سے گئے نہ دیر و حرم
دم سوال کہین سے گئے یہی جواب مین پاؤن

چھپا جو ابر مین مہر فلک نظر آیا
حنا ملی تری یاد آئے طشت آب مین پاؤن

اسی خیال مین گردون کو ہین رہا تگرارق
عیان ہے یہ رخ خورشید یا سحاب مین پاؤن

لطافت رخ تابان یار کا کیا ذکر
نہ چشم حور نے دیکھے ہون ایسے خواب مین پاؤن

پتہ نہ پوچھئے آوارگان وحشت کا
جدہر کو اوٹھے گئے ہنگام اضطراب مین پاؤن

نہ ٹوٹین شیشہ و ساغر سنبھل کے چل ساقی
بہک رہے ہین ترے نشۂ شراب مین پاؤن

یہ جوشش غصہ و غم تھا فراق ساقی مین
ٹپک سکے شیشہ کو مارا غم شراب مین پاؤن

رہ صراط جو باریک ہے تو خوف نہین
ہین مستقل مرے عشق بو تراب مین پاؤن

خدا کے سامنے کس منہ سے جائیگا حبیب
ہے خطا پہ نہ رکھا رہ ثواب مین پاؤن

رنگ ہستی دیکھکر خیرہ نگاہین ہوگئین
قصہ و افسانہ اگلی رسم و راہین ہوگئین

رہنما شوق نہان کی سرد آہین ہوگئین
میر سب دل سے اونکی دل تک صاف راہین ہوگئین

طائر وہم بشر کا تھا گذر جن مین محال
مسکن زاغ و زغن وہ بارگاہین ہوگئین

ذوق عصیان نے کیا تاریک دل پر داغ
مسجدین افتادہ ویران خانقاہین ہوگئین

دیکھیو ہر پردہ ہے کشتون کے مرقع کا ورق
تیری آنکھین اوستمگر صیدگاہین ہوگئین

عجب نخوت نے دکھایا سرکشون کو روز بد
فرش پا انداز سے بد تر کلاہین ہوگئین

منعمون نے کچھ نہ دیکھا جز ہجوم حرص و آز
بادشاہون پر مسلط یہ سپاہین ہوگئین

قافلے زیر زمین جائینگے مشتاق دید
جان ستان کس شوخ کی نیچی نگاہین ہوگئین

قشقۂ صندل جو کھینچا بتان ہند نے
خوشنما ابرو کی تیغون پر نیامین ہوگئین

باغ مین اپنے چلی ایسی سموم اختلاط
جل گئے گلزار تھا کے اڑگیا ہین ہوگئین

شامت اعمال سے نگہبین دیکھو وای حبیب
بن پڑی گی پھر نہ کچھ گر بندہ زین ہوگئین

بہت ہم بتون کے ستائے ہوئے ہین
خدا ہی کی آفت اُٹھائے ہوئے ہین

یہان شوق دیدار مین دل طپان سب
حجاب اونکو سب سر جھکائے ہوئے ہین

تری یاد مین اے شہ ملک خوبی
تو عیدون کی صورت بنائے ہوئے ہین

تو جھسے غیر و پند اوسکہ سے نفرت
غضب کے ستائے پہ ہم ہوئے ہین

ترا پنا نہین بے سبب اپنا ہر دم
کلیجہ پہ کچھ چوٹ کھائے ہوئے ہین

پسین کس طرح سے نہ دل عاشقونکے
وہ تلوون مین مہندی لگائے ہوئے ہین

ندامت ہوئی ہے جفا کرکے سب پہ
پشیمان ہین گردن جھکائے ہوئے ہین

بتونکو نہ پوچھو کرو اوس کو سجدہ
کہ جسکے یہ پتلے بنائے ہوئے ہین

غرض کچھ نہین ہمکو دیر و حرم سے
ترے در پہ بستر لگائے ہوئے ہین

تری یاد مین جب سے بیٹھے ہین پیارے
دو عالم سے دلکو اوٹھائے ہوئے ہین

کہین جو زبان سے یہ لازم ہے شنلو
تمہارے ہی تو منہ لگائے ہوئے ہین

کہان جائین اوٹھکر کہ مدت سے ہم تو
ترے در پہ دھونی رمائے ہوئے ہین

جلین کیون نہ ہر شب کہ اک شمع رو سے
بہت دن ہوئے لو لگائے ہوئے ہین

وہ تکیے جو شب زیر سر تھے تمہارے
ہم اپنے گلے سے لگائے ہوئے ہین

حبیب آج کیا دل پہ گذری بتا دے
کہ آنسو ترے ڈبڈبائے ہوئے ہین

ہمیشہ خوگر اندیشۂ دوری منزل ہون
تحمل کش ہے وہ بار گران مین جسکا حامل ہون

سراپا یادگار حالت مایوسی دل ہون
تڑپنے کی سکت باقی نہین ہین وہ بسمل ہون

نہین آسان چلنا راہ ناہموار الفت مین
لحد ہر گام پر کہتی ہے آ مین پہلی منزل ہون

بنا کر تختۂ مشق صبر ناحق خون کیا دل کا
کسیکو کیون کرون بدنام مین خود اپنا قاتل ہون

تری مرضی پہ یارب منحصر ہین خواہشین میری
زبان تک حرف مطلب لا نہین سکتا وہ سایل ہون

اسیران بلا کا ہمنشین سخت جان ٹھہرا
مین اس اندوہ سے گرم فغان مثل سلاسل ہون

جگا کر تھک گئے آخر پہ سد ہا رستے قافلہ والے
نہین پروا جسے شور قیامت کی وہ غافل ہون

ہر اک دم وصل کی شب کا سمان ہے چشم عاشق مین
اشارہ سب سے ہین دیکھو مین کس لیلی کی محمل ہون

نہین افتادگی بیجہ جہان مین وجہ آسایش
ہمیشہ وقف سیلاب فنا مانند ساحل ہون

مری ہر آرزو کہتی ہے رہ دل مین گرہ ہو کر
نہ حل ہو جو وہ عقدہ ہون نہ آسان ہو وہ مشکل ہون

سدا برق حوادث جیسے دل مین لاگ رکھتی ہے
مین وہ محسود خرمن ہون ہین وہ مخدوش حاصل ہون

جو نادم ہو گنہ پر رحمت حق اوس سے کہتی ہے
نہین گو بہرے قابل تو مگر مین تیرے قابل ہون

تب غیرت جلاتی ہے سیہ کاری رلاتی ہے
پہ پروانہ ہون داغ جگر ہون شمع محفل ہون

نہین کچھ منحصر آئینہ و تصویر پہ حیرت
دکھا دون مین یہی عالم اگر اوسکے مقابل ہون

چمن پیرا سے باغ آرزو تنہا اک زمانے مین
بہ باب اندوہ مایوسی سے ہمصورت عنادل ہون

سر سودا زدہ کہتا ہے دیکھو لوح پیشانی
بنا ہے جو محل درد ناکامی وہ منزل ہون

بسا طاول مین کہتا ہے ابھر کر داغ محرومی
حبیب خستہ جان مین کشتۂ ناکامی کا حاصل ہون

بہار آئی ہے پہر وحشت فزا نالے نکلتے ہین
جگر سے دل سے پہر آتش کے پرکالے نکلتے ہین

چمکتے ساتہ رو سے یار کے بالے نکلتے ہین
تماشا ہو کہ گرد اک مہ کے دو ہالے نکلتے ہین

نہین آنسو تمہاری جستجو مین روز پہر نے سے
نگاہ تیر زد کے پاون مین چہالے نکلتے ہین

ہماری خون کی گرمی سے آب تیغ گہٹتی ہے
جو چہو جائے لب سوفار مین چہالے نکلتے ہین

تقاضا ہے سفر کی حد بہی اے فکر معیشت بس
وطن کو چہوڑ کے ہین گہر سے اچہالی نکلتی ہین

زمانہ مین جلاطم ہے ترے وحشی کے گہر نے سے
کف افسوس ہاتہ دیکہنے والے نکلتے ہین

بس اب چندے ہین مہمان زندگی کی کون عشرت
اوتر آئی جیب مین پہاڑ زخم دل آ لے نکلتے ہین

تماشا مجرمان عشق کا جنکو خوش آتا ہے
ذرہ کوئی اونہین کو مطبے پہ بلوا لے نکلتی ہین

تمنا ہے جو صحت کی مریض عشق آ جلدی
مسیحا کو دل بیمار دکہلا لے نکلتے ہین

دکہا کر مجہکو غیرون سے وہ کہتے ہین شہ جاؤ
یہ جو بیٹہا ہے دم کے سامنے جا لے نکلتے ہین

بلائین سینگے اون زلفون کی جسکو خواب دیکہا کر
ہمارے ہاتہون مین دوسر کو دو کالے نکلتے ہین

جنازہ سے یہ جسکے خانہ ہائے چشم مردم سے
تصدق کو در شہوار کے مالے نکلتے ہین

غضب ابر الم کیا تر کریگا دامن عشرت
ہوا سے صبر کے چلتے ہی چہالے نکلتے ہین

نہ ہو لینگے ریاضت کو ہماری خوشہ چین برسون
رہی ہے کشت ناز جنس معنی ہر زمین برسون

عجب دن وہ بہی سے تہے جب العین باہم ہین پریشان
جفائین تم نے کین برسون وفائین ہمنے کین برسون

خدا لائے نہ وہ دن مدتون فرقت مین رولے ہین
کف سیلاب چشم تر رہی ہے آستین برسون

کبہی سینہ پہ رکہا گاہ آنکہون پر پئے تسکین
تہ لے گل کو ہم سمجہے تمہاری آستین برسون

عجب حالت سے رکہا تہا جنون کی دستگیری نے
رہا ہو تہ تمنا مین ہمارے جامہ کی آستین برسون

ستمگر ہے نشان ظلم تیرا جامۂ پرخون
سر میدان اوڑیگی سینکڑے پرچم آستین برسون

چڑھا لے کہنیون تک تب نہ ڈوبے خون ناحق مین
چھپائیگی وگرنہ جیب مین سنہ آستین برسون

نہ ہو ہوتا نہین پیری مین گر کچھ دست و بازو سے
یہ شاخین بے ثمر اب ہین مگر پہولی پہلین برسون

کہین وابستگی ہوتی تو کیون فرقت مین پھر دہتا
رہی ہو کر جدا بھی پیر آنکھون مین تہین برسون

بہار گل کی صورت تہا شباب انکا بھی مستعجل
غضب ہوتا جو رہتی ایک حالت پہ حسین برسون

مخالف ہونگے کیون عادات تحقیق و ہدایت کے
بہری ہین دل مین وہ باتین جو کانون سے سنین برسون

تجھی لازم نہ تہی اس طرحکی وابستگی بلبل
ارے نادان رہا ہے موسم گل بھی کہین برسون

منجل ہے مہر عالمتاب خاک اہل باطن سے
ہر ایک ذرہ رہیگا مطلع نور یقین برسون

فروغ نظم سے ایسی عالم تاریک مین از خود
رہیگا نقش نام اپنا دل منیر بے نگین برسون

حبیب رند کعبہ کو چلا ہے دیکھیے کیا ہو
تو ٹکے سنگ در پر رہ چکی اسکی جبین برسون

کسیکے وصل کی ہمکو رہی ہے آرزو برسون
اسی امید مین روتے رہین آنکھون سے لہو برسون

سمجھ لو گر دل رنجیدہ پر بیداد کرتے ہو
وہی ہے یہ رہی جسمین تمہاری آرزو برسون

غریق قلزم زخار ہجران کو نہ موت آئے
رہا طوفان اشک چشم خونین تا گلو برسون

وہ کہتی ہے یہی قد اور یہ نازک بدن تجکو
رہیگی بلبل و قمری مین اسکی گفتگو برسون

خم و پیمانہ توڑا محتسب نے گر تو کیا حاصل
رلوئیگا خون دخت رز سبکے وضو برسون

جلا سکتی ہے کیا نار جہنم اوسکے پیکر کو
حریم دل مین جسکے رہ چکا ہے یار تو برسون

بجا ہے اس تصور مین جو لوٹین سانپ سینہ پر
اسے سمجھی ہے نافہ اپنا زلف مشکبو برسون

خیال اسکو ہوا جب ملگیا تہی آرزو جسکی
عبث عمر اپنی کہوئی ڈہونڈہنے پہر کے چار سو برسون

نہ بہکو دیت نہ بہکینگے جو عالی ظرف ہین ساقی
کوئی تہی دست نہ گر جیتے نہیں جام و سبو ہون

حباب آسا یہ نقش زندگی ہے بحر ہستی مین
وہ کوشش کیجئے باقی رہے تا نام نکو ہون

نہ طشت از بام ہو کیونکر مری وحشت کا افسانہ
جدا ہو جب مقابل سب کے اک آئینہ رو برو ہون

ہر اک جا ہند مین شاہ دکن کا فیض جاری ہے
رکھینگے یہ پانی قوم کو جیسے آبجو ہم ہون

کئے ہین خار غم نے ایسے پرزے دامن دل کے
نچا سکیگا گر بقدرت نہین ممکن رفوگر ہون

بنے حیران کیا نرگس کہ تکی چشم شہلا نے
رکھا سنبل تجھے زلفت کی ژولیدہ مو ہون

رہیگا مدتون کیف شراب وصل فرقت مین
نجائیگی ہمارے پیرہن سے تیری بو برسون

تمہاری ململی پوشاک کی خوبی نہ آ سکیگی
لباس گل کی شبنم گر کرینگی شست و شو برسون

حبیب مبتلا سے چھپتے جی ملیا نہ تم ورنہ
ہوا گر خاک یہ ذرے کرینگے جستجو برسون

عقدہ لاحل کا کہلنا اپنے امکان مین نہین
کیا ملیگی وہ جو شے تقدیر انسان مین نہین

دیکھلے طاقت یہ چشم پیر کنعان مین نہین
یا کہ نور دیدہ اوسکا چشم زندان مین نہین

حال کچھ دست جنون سے پیرو دامان مین نہین
تار چاک اوسکے سینے کو گریبان مین نہین

پھر ہر معلول جب علت کا تابع ہے لازم
کیا ہے جلوہ تیرا گر مہر درخشان مین نہین

کر دئے خانہ خراب بیباک تونے جو ستم
فتنیان یہ مذہب گبر و مسلمان مین نہین

پھر چلا یا رنگ تیغ اصفہان کو ترک نے
سرمہ کا ڈورا یہ چشم مست جانان مین نہین

غرق حیرت ہون تجھے انکار ہے او حضرت
پھر کہان ڈہونڈھا جو دل چاہ زنخدان مین نہین

بیٹھ جا اپنی جگہ پر مطمئن بیٹھے ہین وہ
کچھ اثر شاید ہماری آہ سوزان مین نہین

اپنے جس بندے کو چاہو دیجیے آقا ہی ہو
کچھ اجارہ زاہدون کا باغ رضوان مین نہین

تہا حبیب وحشی و بے خانمان کل تک وہان
آج پر اوسکا پتا گور غریبان مین نہین

نہ اوٹھائی سختی ہجر گر تو وصال کا بھی مزا نہین۔
ہوا مرض مین جو مبتلا کبھی اوسکو قدر دوا نہین

یہ ہمارے تار نگہ ہین یا رگ گل ہے بند قبا نہین۔
ہین شفق مین مہر چھپے ہوئے ترے دست و پا مین حنا نہین

مین وہ گل ہون گلشن دہر مین جو ہمیشہ صرف خزان رہا
کہلے جس سے غنچہ آرزو چلی ایسی کوئی ہوا نہین

تپ ہجر نے ہمین کر دیا یہ ضعیف و خستہ و ناتوان
کہ قضا بھی آکے پلٹ گئی نہ کھلا یہ ہے کوئی یا نہین

یہ تمام شکر کا ہے دلا کہ کشش نے تیرے اثر کیا
مجھے خوب یاد ہے آجتک وہ کسی سے اتنا کھلا نہین

وہ جفا زمانے نے ہمپہ کی کہ خیال جسکا نہ تہا کبھی
یہ ہین تہی مشیت ایزدی ہمین کچھ کسی سے گلا نہین

ہے وہ زلف آفت جان تری اوسے مارا جسکے گلے لگے
پہنسے آکے زاہد و متقی کوئی اس بلا سے بچا نہین

جو ہمیشہ مایل داغ تھا ہمین جسپہ سارا دماغ تھا
ہمین کیونکر اب ستم تہان وہ ہمارا دل ہی رہا نہین

چمن جہان کی جو سیر کی تو حبیب ہمپہ کہلا یہی۔

ہین ہزار رنگ کے گل یہان پہ کسی مین بوے وفا نہین

سمجھا کوئی نشیب و فراز جہان کہان
نسبت ہے کچھ زمین کہان آسمان کہان

اے درد ہمکو چین تھا آسمان کہان
اے مرگ تو نہ آئیگی جبتک امان کہان

اے اضطراب صبر و سکون کالعدم ہوئے
اے انتشار عافیت جاودان کہان

اے درد سینہ کو ہے ترے بیسود تا کجا
اے داغ چارہ ساز غم رفتگان کہان

ایدل مآل جامہ دری تھی برہنگی
سودا اسے زلف مین سر سود و زیان کہان

غمخواریان ہین حضرت واعظ کی ظاہری
چھپتی ہے اہل درد کی طرز بیان کہان

سردی نفس کی کہتی ہے رخصت ہوا شباب
دل بجھ گیا وہ گرمی عشق بتان کہان

اتنا بھی رہروان عدم کو نہین خیال
رہ رہ کے ہو رہا ہے یہ شور فغان کہان

کاسے نظر مین عاشق مژگان کے خار ہین
ہے ان مین لذت خلش جاودان کہان

سب ہمصفیر راہی باغ جنان ہوئے
دل جسکو ڈھونڈھتا ہے وہ صحبتین کہان

ایدل جو ہوگیا وہی بہتر تھا شکر کر
دیکھی ہین تونے چرخ کی نیرنگیان کہان

کرتا ہے دل سے میری محبت کا کب یقین
ساکت قسم پہ ہوتا ہے وہ بدگمان کہان

پوچھو نہ کچھ وفا کی بھی مٹی خراب ہے
منظور ساتھ غیر کے ہے امتحان کہان

آئی بہار تو ہے قفس عندلیب زار
پہلے یہ پوچھ گل سے بنے آشیان کہان

پیتا ہون ڈرتے ڈرتے ذرا سی کبھی کبھی
گذرا شباب اب وہ سیہ مستیان کہان

نا اہل کے مطیع ہوئے اہل وضع کب
ممکن ہو اتباع وضع جہان کہان

صد مہر ہے اک شوق بیاد رخ حبیب
واعظ بیان سے ہے راسخ بیان کہان

کیا حسین اک تمہین ہو حور نہین | کون کہتا ہے اسے حضور نہین
حسن پر منکسر مزاج ہین وہ | کبر و نخوت نہین غرور نہین
سایہ قصر یار بس ہے ہمین | ہوس جنت و قصور نہین
کیسے نالے ہین بے اثر اپنے | کچھ بھی الفت کا وان ظہور نہین
آج کیسی شراب دی ساقی | کہ ابھی تک ذرا سرور نہین
شام عشرت تھی جنکی صبح بہشت | شمع اونکے سر قبور نہین
میری زنجیر مین ہے حشر کا غل | کوئی سنتا صداے صور نہین
ہین صدف سارے بستۂ فتراک | پر مرا مرغ دل حضور نہین
بخت سے یہ بعید ہے کہ وہ آئین | اور اونکے کرم سے دور نہین
اک جہان غش ہے یہان وہان تھے کلیم | کیا ہے بام اونکا پھر جو طور نہین
جب کہا مینے جان نثار کرون | بولے جھنجھلا کے کچھ ضرور نہین
عشق سے ہے وہ محیط بے ساحل | جس سے ممکن کبھی عبور نہین
میرے نالے ہین اہل خواب عدم | سو گویہ شورش نشور نہین
مے کے دیتے ہین وعدہ کیا ساقی | یہ تو کچھ بادۂ طہور نہین
گر ہے چلنا تو اوٹھئے بسم اللہ | گھر بھی میرا یہان سے دور نہین
جو سزا دو سزا ہے عاشق ہین | ہم کسی وقت بے قصور نہین

خاک ہو ہے فکر شعر حبیب
مطمئن قلب نا صبور نہین

دل پھنسا لینے کی یہ گھاتین ہین | جاؤ صاحب تمہاری باتین ہین

نہیں آتا ہے چین بستر پہ
کبھی ہی کہتے عمر کٹ جائے
ہے تماشا ہماری وحشت کا
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
مرگ عاشق کی اونکا گھبرایا
ظالموں کو اجل بھی بھولی ہے

ہجر کی کیا ڈرانی راتیں ہیں
آتی فرقت کی وارداتیں ہیں
دہوکے کی ٹٹیاں قناتیں ہیں
جیسی ذاتیں ہیں ویسی باتیں ہیں
قابل دید دونوں ہاتیں ہیں
ہمیاؤن کی کیا حیاتیں ہیں

کہکے چھوڑیں حبیب جو شعرا
بس وہی اون کی کاناتیں ہیں

سب میں ہوں پھر کسی سے سروکار بھی نہیں
قیمت اگر وہ دیتے ہیں تکرار بھی نہیں
نسبت ہے جسم و روح کی اللہ رے اتحاد
بیٹھا ہوں اوسکی یاد میں بھولا ہوں غیر کو
جائیں وہ قتل غیر کو ہم رشک سے مریں
آتا ہو آؤ ورنہ یہ کہہ دو نہ آ سکینگے
سودا تمام ہو گیا بازار اوٹھ گیا
طرز جفا بھی بھول گئی کیا وفا کے ساتھ
لینگے ہزار در سے پلٹ کر دیر مراد
بھیجینگے جب حال اونہیں گو نہ کہہ سکیں
بلبل چمن کو دیکھ خزاں کے ستم کو دیکھ

غافل اگر نہیں ہوں تو ہشیار بھی نہیں
کچھ ہمکو دینے کے دیتے ہیں انکار بھی نہیں
سمجھا اگر نہیں ہی تو زنار بھی نہیں
زاہد اگر نہیں ہوں ریاکار بھی نہیں
ایسی تو اپنی جان سے بیزار بھی نہیں
سنلو یہ دو ہی باتیں ہیں طومار بھی نہیں
وہ دل بھی اب نہیں وہ خریدار بھی نہیں
دلدار گر نہیں ہو دل آزار بھی نہیں
منعم نہیں تو کیا تری سرکار بھی نہیں
کیا دامن اور دیدہ خونبار بھی نہیں
گل کا تو ذکر کیا ہے کہیں خار بھی نہیں

آزاد ہین شراب کے عادی نہین حبیب
احباب گر پلائین تو انکار بھی نہین

مجکو قرار ہجر مین شام و سحر نہین
اوس بے خبر کو پر مری مطلق خبر نہین

ہوا تمہارا عاشق شوریدہ سر نہین
ایمان کا خوف جانکے جانیکا ڈر نہین

خط بھیجون کس طرح سے کوئی نامہ بر نہین
پیک صبا بھی جائے تو وہانتک گذر نہین

جب مین نے آہ کی جگر اونکا بھی ہل گیا
کہتا ہے کون نالۂ دلمین اثر نہین

آئی ہے لب پہ جان تمہارے فراق مین
آتا ہین اب تو ہوش مین دو دو پہر نہین

اللہ رے بیخودی وہ عیادت کیواسطے
کب آئے کب گئے مجھے مطلق خبر نہین

حالت وہی ہے آج تمہارے مریض کی
شاید جو رات کٹ بھی گئی تو سحر نہین

وہ آبدیدہ ہوگئے عاشق کی قبر پہ
بعد فنا بھی جذبۂ دل بے اثر نہین

اے شعلہ رو بجا ہین تری لن ترانیان
موسیٰ کی طرح مجھکو بھی تاب نظر نہین

دیر و حرم مین جاکے بتین ہو توقف کیون
کیا ہمکو بجز سجدۂ ترا سنگ در نہین

مردم مین تاب و طاقت نظارہ چاہیئے
کسجا نہین کہان نہین تو اور کدہر نہین

ساقی شراب صاف پلا وقت فکر ہے
سر پر سحر ہے کوچ کی زاد سفر نہین

پرچہ ہے میری نظم کا الماس تراش
قدر اسکی بو الہوس کو ہو کیا سیم و زر نہین

برسون لہو کے مشک بہا کر چلے پھرے
عاشق سا بھی جہان مین کوئی پر جگر نہین

دشمن سے بھی سلوک و مروت کرو حبیب
انھی کے پاس رہنے مین نقصان و ضرر نہین

موج آتش کی طرح گو مین سراپا جوش ہون
ضبط پہ دیکھو کہ شمع کشتہ سان خاموش ہون

رند میرا نام لیتی ہین لگا کر منہ سے جام
اہل صحبت یاد رکھو دل مین وہ مےنوش ہون

آہ کہتی ہے حذر کر دود سوز دل ہون مین
نالہ کہتا ہے کہ ڈر مجھسے صدائے جوش ہون

کی عبادت اور نہ طاعت جز خطا و معصیت
ہون بہت نادم کفن مین کیون نہین روپوش ہون

سوئے میدان شہادت چل یہی ہے سر کی دھن
ایک مدت سے غم فرقت مین بار دوش ہون

دیکھ ادہر کہتی ہے نرگس ہو مین چشم منتظر
دی صدا ہے قول غنچہ کا سراپا گوش ہون

خاک مین ملنے نہ دے کہتا ہی گر کر طفل اشک
مردم دیدہ کا مین پروردۂ آغوش ہون

گلشن ہستی سے جاؤنگا مثال بوئے گل
دوستو تمکو مرکے بھی نہین بنا بار دوش ہون

بیخودی سے ہے یہ خیال چشم میگون مین مجھے
ہے گمان لوگو تمکو مست بادہ سرجوش ہون

پاس کچھ واعظ کا ہے مجھکو نہ خوف محتسب
صحبت ساقی مین مصروف شغل نائے و نوش ہون

جام عشق ساقی صہبائے کوثر سے حبیب
ہر گھڑی سرشار ہون ہر لحظہ مین بیہوش ہون

اپنی بنوائی ہین اسکے قفس کی تیلیان
یاد ہین صیاد کو اگلے برس کی تیلیان

ناتوان ہون مین قفس کچھ پائدار ایسا نہین
ہل بھی سکتی نہین پائے مگس کی تیلیان

رخنہ بندی کر قفس کی اصلاح اے باغبان
شاخ گل کی کوپلین ہون پیش و پس کی تیلیان

جلگیا آتش مزاجی پر مری صیاد بھی
چین آیا ہے قفس مین پاکے خس کی تیلیان

عندلیب دل طپان ہے عشق گلرخسار مین
دیکھنا توڑیگا یہ طایر قفس کی تیلیان

کاروان بوئے گل آئے تو مین توڑون قفس
ہون مقابل وصف مین بانگ جرس کی تیلیان

فرصت جانا نہین زور ناتوانی دیکھنا
تن پہ ظاہر ہین رگین جیسے قفس کی تیلیان

نالہ تنہا مین مگر جھک کر ابر آگئین
ایک بھی ٹوٹی نہین آفت کے کس کی تیلیان

مژدہ ہین جور خزان سے ہم وہ بلبل ہین حبیب
گر بہار آئے تو پھر توڑین قفس کی تیلیان

عبث میرے جنون کی چارہ سازی لوگ کرتے ہین
یہان خاطر پریشان ہے وہان گیسو سنورتے ہین
اٹھائے ہین وہ صدمے ہمنے ملکر ان حسینون سے
ہین صدقے تمپہ جب کہتا ہون جہنجلا کر وہ کہتے ہین
نہ پوچھو دوستو بہتر ہے مرنا ایسے جینے سے
نکالینگے ہمین کیا آشنا دریاے الفت سے
بلائین لو گرد قدمونپہ قسمین لاکھہ دو لیکن
نباہی رسم الفت اسقدر ہمنے کہ دشمن بھی
یہ کثرت کیون تعلق کی ضرورت کیا تعلق کی

کہو اونسی کہین اسطرح سے بگڑے سنورتی ہین
وہ برہم ہو نجائین منہ سے کچھ کہتے بھی ڈرتے ہین
جو لیتا ہے کوئی نام محبت اب تو ڈرتے ہین
مرے سر پر سے دن ہین ایسے سو صدقے اترتی ہین
کہین کیا تم سے فرقت مین جو کچھ صدمے گذرتی ہین
ابھاریسے کہین اسطرحکو ڈوبے ابھرتی ہین
اوسٹھے جھنجھلا کے جب پہلو سے وہ پھر کب ٹھہرتی ہین
ہمارا نام جب سنتے ہین ٹھنڈی سانس بھرتے ہین
اگر مرتے پہ جیتے ہین تو کیون جیتے پہ مرتے ہین

حبیب اکدن پکڑ لو ہاتھ پاس وضع جانے دو
یہ کہدو صاف اوسکے کان مین ہم تمپہ مرتے ہین

رکھ نہ محروم تنک ہونگے بہت یارون مین
وہ لگاوٹ ہے کہ دیکھی نہین عیارون مین
لذت درد محبت جو مریضون سے سنین
دست وحشت نے تراشے ہین سینہ پہ وہ گل
ہم بھی کرتے تری بیداد کا شکوہ ظالم
نہ تڑپنے پہ خفا ہوکے جتا کر صیاد

ساقیا ہم بھی ہین آخر ترے میخوارون مین
لطف اقرار کا ہے آپکے انکارون مین
نام لکھوائین مسیحا ترے بیمارون مین
خط ناخن کی نما ہوتی ہے گلزارون مین
رسم ہوتی جو شکایت کی وفادارون مین
طاقت صبر کہان تازہ گرفتارون مین

وہ شب ماہ مین جو وقت الٹتے ہین نقاب
چاند بھی شرم سے چھپ جاتی ہے دیوارون مین

آج احباب کی خاطر سے پئے ہو تم بھی حبیب
کہتے ہین دلشکنی کفر ہے دیندارون مین

ہر اک سوال کا دیتے ہو تم جواب نہین
یہ ظلم وہ ہے کہ جس کا کوئی حساب نہین

شگفتگی مرے دل کی ہے تیرے لطف کے ساتھ
ہر ایک فصل مین پھولے یہ وہ گلاب نہین

تمام عیش کا سامان ہو تو کیا حاصل
بہار زیست نہین ہے اگر شباب نہین

تمہاری زلف مسلسل مین دل الجھ ہی گیا
مین کتنا کہتا رہا خانمان خراب نہین

جھجک جھجک کے نہ اوٹھو سحر ہے دور ابھی
یہ داغ دل ہے مری جان آفتاب نہین

عجب مزا تھا ذرا سی چہل تھی شیخ سے رات
وہ مانگتے تھے مین کہتا تھا یہ خضاب نہین

وہ قتل کر کے مجھے کہتے ہین بیجا ہے
جلا کے اوٹھے نہین کی سند جناب نہین

اوسی کے اشکون سے ٹھنڈی ہوئی ہے آتش گل
یہ کون کہتا ہے بلبل کا دل کباب نہین

جگر بھی کرتا ہے اب خونفشانیون کی ہوس
فقط یہ دل ہی مری جان کا عذاب نہین

تمہارے ہجر مین ہم دیکھتے تھے موت کی راہ
اب آئے وہ کہ نہ آئے کچھ اضطراب نہین

شراب خانہ سے مسجد ہی بہتر نہ جائے مین
یہ بزم ہیچ ہے ساقی اگر شراب نہین

حبیب بہکے گئے جو وان اگر اد سے
کہا ہنسا دو یہ وہ خانمان خراب نہین

دویون شکل طرز بیان کھینچتے ہین
کر قاتل کی گویا زبان کھینچتے ہین

یہ تشبیہ دیکھو سنگ کوئی دلبر
ابھی تیکدری بڑیان کھینچتے ہین

کرے گر کوئی ذکر اب کا ہمارا
وہ تالو سے اوس کی زبان کھینچتے ہین

صدمہ سے کیون خشک ہو خون بلبل
گلون کا عرق باغبان کھینچتے ہین

بڑہی ہے سفر مین وطن کی محبت
مکینون کو کیا کیا مکان کھینچتے ہین

کرے کون سودا اے زلف مسلسل
ہمین ہین جو یہ بیڑیان کھینچتے ہین

پس مرگ معراج عاشق کی دیکھو
لحد کی زمین آسمان کھینچتے ہین

نشانہ بنائینگے تیر نظر کا
محبت کے دل پر نشان کھینچتے ہین

ذرا دم تو لینے دے اے موت مجھکو
ٹھہر کر نفس ناتوان کھینچتے ہین

ضعیفی مین بھی دل مین ہے یاد ابرو
کمان وہ ہین خود اور کمان کھینچتے ہین

مجھے دیکھ کر جب وہ منہ موڑتے ہین
تو دل مین چھپا کر سنان کھینچتے ہین

غضب ہے حسینون کا طور تکلم
دلون کو یہ جادو بیان کھینچتے ہین

بڑا فکر مین رنگ زردی رخ سے
یہ عطر گل زعفران کھینچتے ہین

حبیب اب زمین آسمان سر پہ لینگے
کہ نالے مرے بجلیان کھینچتے ہین

پیون وہ بادہ دوسالہ مین یا جوانی مین
کرشمہ تازہ دکہلا کر لگا دے آگ پانی مین

تپش کا اب یہ عالم ہے فراق یار جانی مین
سرشک گرم کہتا ہے لگی ہے آگ پانی مین

سوئے میخانہ لایا ہمکو لطف صحبت اول
مگر بے کیف آخر تک گذاری دور ثانی مین

یہ فرماتے ہین وہ اچھی جگہ سنکر مرے نالے
حرارت ہے غضب کی قلب کی اس ناتوانی مین

جو کچھ کہتا ہے خود کہلون وہ آجائین اگر قاصد
بس اتنی بات طے ہو جائے پیغام زبانی مین

نہین ہے عکس چشم یار زیب ساغر صہبا
پڑے ہین پہول نرگس کے شراب ارغوانی مین

ہوا ہے داغ سے ناسور دل مین خیر ہو یارب
تغیر کچھ نہو جاے محبت کی نشانی مین

جو کہتا ہے کوئی عاشق کو مارا کیوں تغافل سے
وہ کہتے ہیں مرا کیا بس قضائے آسمانی ہیں

نہ پہونچایا ہمیں اسنے خضر کوئی یار تک اکدن
ہوا قسمت نہ اتنا کام عمر جاودانی میں

خیال یار میں جاری ہیں آنسو شعر لکھتا ہوں
مدد دیتا ہے جوش دل طبیعت کی روانی میں

ہوئی آغاز پیری داستان فرقت کی باقی ہے
نہ جھپکی آنکھ کاٹی رات ساری اس کہانی میں

خدارا حرف مطلب بھی سنو کچھ ہم غریبوں کا
یونہیں کاٹو گے ساری رات کیا قصہ کہانی میں

کیا اس بیگنہ کا خون لگا کر عشق کی تہمت
گنوایا دلکو اپنے مفت بیٹھے بدگمانی میں

حبیب ناتوان بیداد فرقت سہکی جیتا ہے
بھلا کچھ اب بھی شک باقی ہے اسکی سخت جانی میں

کیوں نہ لیسے دم آخر تمہیں ہم یاد کریں
قوت اب اتنی کہاں ہے کہ جو فریاد کریں

دل میں ہی بھول کے سکو تجھے ہم یاد کریں
چلکے چند سے کسی ویرانہ کو آباد کریں

ہو تو ایسا ہو کسی تیغ نگہ میں جوہر
نقد جان صیکے ہوس لینے کی جلاد کریں

تیرا دیوانہ پھرے گرد دم تسخیر کبھی
بیعت ان ہاتھوں پہ آ آکے پریزاد کریں

بلبلیں دام محبت میں پھنسیں یوں صیاد
کہ چمن میں بھی جو قفس ہو تو تجھے یاد کریں

خوب وصف لب شیریں میں تراشیں مضمون
خامہ کو رشک تہ تیشۂ فرہاد کریں

تیری تصویر جو کھینچیں تو خفیف ایسے ہوں
ہاتھ غیرت سے قلم مانی و بہزاد کریں

متقاضی ہے ادہر موت ادہر خواہش دید
اس کشاکش سے جو چاہیں تو آزاد کریں

ڈہونڈہ لیں عاشق رخسار وہ یہی اکدن
دل میں گر یہ ہوس جنت شداد کریں

ایسا تو آتا نہیں اس رنگ میں کچھ لطف حبیب
ہم الگ سب سے وہ طرز سخن ایجاد کریں

ہماری فکر سے ہے آسمان زمین سخن
نہ لینگے خرمن انجم کو خوشہ چینِ سخن

دماغ تازہ کرے کیون نہ یہ عرق ریزی
ہمیشہ عطر مین ڈوبی ہے آستینِ سخن

کہین ہو حشو و زوائد کو دخل کیا ممکن
شکن سے صاف رہے جب دیکھی جبینِ سخن

کہے وہ بات کہ دشمن بہی جان نثار سے نے
دل و زبان مخالف سے ہے رہینِ سخن

نہین ہے کوئی حقیقت زر و جواہر کی
عجیب چیز ہے پیرایہ ستین سخن

دیکہایا صدق تکلم نے میرے وہ اعجاز
کہ منکرین بہی کرنے لگے یقینِ سخن

اسی سے ثبت کیے نقش حکمت و توحید
تہا سے خاتم ایجاد سے نگینِ سخن

خیال غیر سے ہوتی ہے روحکو تکلیف
اگر ہو پیش نظر شاہد حسینِ سخن

خدا نے حضرت انسان کو یہ شرف بخشا
سوا بشر کے نہ کوئی ہوا امینِ سخن

سواد خط کی سہت منظور جنکو آرائش
سنوارتے ہین وہ گیسوے عنبرینِ سخن

میرے کلام کو سمجہین گے خاک بازاری
خواص دینگے بہائے در ثمینِ سخن

دکہائے قامت مضمون ادا سے آزادی
یہ حسن ہے نہ ہو کوتاہ آستینِ سخن

چلائیگا دل حاسد پہ راتدن آرہ
حبیب فضل خدا سے ہے سی ہین سخن

سنائے لاکہ وہ پر مین کچہ زبان سے کہون
حبیب تجہسے کہتا ہے کیون تیرے پاسبان سے کہون

گلون کی جامہ دری بلبلون کا سوز و گداز
چمن مین سامنے گلچین کے باغبان سے کہون

وفائے عاشق شیدا جفائے شاہد شنگ
تمام عمر مین اندازداستان سے کہون

درازی شب ہجران ملال روز فراق
ملے تو حشر کے دن اپنے مہربان سے کہون

شب وصال مین ہے حکم ذوق آرایش
ہلال عید دکہا آج آسمان سے کہون

یہ انتہا ہے توکل سے تنگدستی مین / بہا ہے نقد سخن ہی نہ تیز زبان سے کہون
کھڑا رہون در پیر مغان پہ کر کے سلام / جو آپ سے نہ بنے وہ تو کیون زبان سے کہون
جب اعتماد نہ ہو اپنے دیدہ و دل پر / تو راز عشق مین کس طرح رازدان سے کہون
کسی طرح نہ رکین گریہ دیدہ خونبار / تو برق ہونیکو آہ شرر فشان سے کہون
نہ رازدان ہے کوئی اور نہ تاب خاموشی / جو دل مین آئے وہ کیون کر نہ مین زبان سے کہون
حبیب دیکھینگے وہ خود پکار اوسکے گا / نکات علم بیان کیون مین نکتہ دان سے کہون

زلف سے چہرہ پہ زلف پر شکن مین انگلیان / شاخیان ہین سنبل تر کی چمن مین انگلیان
کھولدینگے ناخن تدبیر مشکل کی گرہ / ہونگی جو سے تیشۂ دست کوہکن مین انگلیان
ملکے مہندی پہنچے ہین سو رہے کیچ پر یار رات / رشک سے سورج کو لیٹی ہین کرن مین انگلیان
جوش وحشت سے پٹکتا ہون لحد مین ہاتھ پانو / ڈھونڈھتی ہین پھر گریبان کو کفن مین انگلیان
خلد مین گر بادہ دے ساقی مہوش تو ہے / پنجۂ مرجان نہین نہر لبن مین انگلیان
وقت حیرت ہوتی ہین دندان و لب کی ہمنشین / کام دیتی ہین بہت پیچ دہن مین انگلیان
سوز فرقت سے جو زیر خاک بھڑکے داغ عشق / مشعلین بنجاینگی میرے بدن مین انگلیان
میری وحشت کا فسانہ کوئی سن سکتا نہین / ہاتھ کانون پر ہین لوگون کے دہن مین انگلیان
دیکھیے کرتا ہے کسکے طائر دل کو شکار / تیر ہین یا پنجۂ ناوک فگن مین انگلیان
ہو گئے سینون کے دل ٹکڑے اداسی کا ہے / لیکے انگڑائی جو چٹکائی چمن مین انگلیان
ہین زبان اپنی پہچان ہمارے واسطے / اوس بت کافر کی زلف پرشکن مین انگلیان
رشک گل سے ہاتھ مہندی سے ہوئی رنگین ہوئے / کھر کریگی اب دل لعل یمن مین انگلیان

لون بلائین گرز سے چہرے کی مین اشمع رو — مثل پروانہ گرین جلکر لگن مین اونگلیان
ہر روش ہونگے اشارے سے باغ مین آئی جو وہ — غنچے بتا ئینگے شاخ یاسمن مین اونگلیان

کردیا مشہور تجکو خوش بیانی نے حبیب
خودبخود اوٹہنے لگین اہل سخن مین اونگلیان

ق ۲

نہین ہے جوش پہ صہبائے باشہ شیشین — روان ہے روح تن انقلاب شیشہ مین
بہت وسیع ہے اس بادہ کش کو کنج لحد — تن نحیف یہ ہوگا عذاب شیشہ مین
او نہین قرآن سے وہ مہر آج تہ کہلا دین — بہرین ملا کے شراب و گلاب شیشہ مین
نہین ہے جام تو مینا کی توڑ کر گردن — انہا کے ڈالدو سارے کباب شیشہ مین
نیا مزا ہو کہ دور گزک سے کیفیت بڑہے — رہے نہ نام کو باقی شراب شیشہ مین
سفید بال ہوے جب ہے طاق بالین پہ — بجاے بادہ دہر لے ہے خضاب شیشہ مین
صفائے گردن گلرنگ یار سے ہے عیان — کہ بہر دیا ہے کسینے عناب شیشہ مین
پری کو بنت عنب سے بہلا ہی کیا نسبت — ہے بند ایک جہان خراب شیشہ مین
اوا سے کہتا ہے ساقی ہلا کے گردن کو — ہر اک سوال کا ہے یہان جواب شیشہ مین
سیاہ رکہتا ہے پیری مین دلکو ذوق گناہ — بہرا ہے کاٹ کے رنگ شباب شیشہ مین

حبیب تو یہ شگن ہے صحبت احباب
پلیٹ مین ہین کباب اور شراب شیشہ مین

بہار آئی ہے صہبا سے لالہ رنگ نہین — دم صلاح ہے ساقی سے وقت جنگ نہین
ہزار حلقے ہے مین اک دامن پہ — ہمارے جامہ اصلی کا کوئی رنگ نہین
ہم اپنے دلکو کدورت سے پاک کرتے ہین — یہ آئینہ وہ ہے جسکو شناسائے زنگ نہین

وہ لاکھ مرتبہ خالی ہو پہ کبھی نہ بھرے
بھایا دل نم صہبا کی طرح بھنگ نہین

لگا کے دل سے مجھے کیا ہو گیا خدا جانے
خیال وضع نہین پاس نام و ننگ نہین

ہے اونکی باتون سے بوسے خیال لعنت پیدا
وہ چال ڈھال نہین اب وہ رنگ ڈھنگ نہین

نہ درد ہجر ہے پیری مین اور نہ لطف وصال
وہ ذوق شوق نہین دل مین وہ امنگ نہین

بچا سے جان کوئی کس طرح سے کہان چھپ جا کے
نگاہ یار سے ناوک نہین خدنگ نہین

حبیب ہوش مین آؤ ٹھہر کے پیو
شراب درجہ اوّل کی ہے یہ بھنگ نہین

لکھا تھا کاتب قدرت نے جو تقدیر ازل مین
رہا محفوظ جوہر بنکے وہ شمشیر قاتل مین

ہر ایک نعمت ہے لاریب واعظا مُکر مقابل مین
کہا اللہ نے نافع ہے سبھی تجزات نازل مین

نہین ممکن مقدر سے زیادہ رزق کا ملنا
کھلا جب کھو چکے سب عمر ہم تحصیل حاصل مین

دکھاتے گر جھلک وہ پردہ ہاے چشم عاشق کو
گریبان پھاڑتی لیلیٰ بھی مجنون بنکے محمل مین

تمہاری زلف کو افعی دراز در خواب مین سمجھا
خدا جانے مین تنہا اوسوقت کس سو [illegible] مین

تنک ظرفون کو دولت سے تمتع ہو نہین سکتا
سدا یا وسعت قرب بحر خاک اڑتی ہے ساحل مین

مری آنکھون مین بعد مرگ بھی اوس تیغ کی صورت
رہیگی جیسے ملنے کی تمنا رہ گئی دل مین

کرون وصف گل رخسار جانان اس تکلف سے
رہین چرچے مری رنگین بیانی کے عنادل مین

مع داغ تمنا خاک کر دے کشور دل کو
لگا دے آگ اسے برق نگاہ یار حاصل مین

کشایش جب مقدر مین نہو بیسود ہے محنت
ہوا کب حل ناخن کو بھلا عقدہ انامل مین

حبیب اے شیخ تم کہتا وعظ پیکے مے تھوڑی
کرو سستی سے بیدار اونکو ہو ہشیار و غافل مین

بہار آئی ہے پھر وحشت کی ساماں ہوتی جاتی ہین
مرے داغ کہن گلہاے خندان ہوتی جاتی ہین

خفا بھی ہین وہ اور دل سے مری الفت کی قایل ہین
جفائین کر تو جاتے ہین پشیمان ہوتی جاتی ہین

حریص لذت زخم جگر ہین عاشق ابرو
نثار پرسش شمشیر عریان ہوتے جاتے ہین

بہت دن ہو گئے اب کوچہ دلدار مین ہمکو
تعارف بڑھ چلا ہموار دربان ہوتے جاتے ہین

بشارت دے نہ کیون دست جنونکو میری عریانی
خراش ناخن وحشت گریبان ہوتے جاتے ہین

ہمین شوق شہادت ہی رگ گردن سے مل ملکر
جدا اب دمبدم تار گریبان ہوتے جاتے ہین

تماشا ہو حسین آتے ہین اونکو دیکھنے لیکن
مثال پیکر تصویر حیران ہوتے جاتے ہین

برا کیا ہے عوض مین دشمنی کے نیکیان کرنا
مخالف دمبدم مرہون احسان ہوتے جاتے ہین

نمود خط سے پوشیدہ ہے خال مصحف عارض
نئی صورت سے اب ہندو مسلمان ہو چلے ہین

ق

چلی بیم و رجا ضبط و تحمل حرص و استغنا
دیار تن کی ویرانی کے سامان ہوتے جاتے ہین

قوا ہین منتشر ملک عدم کو روح جاتی ہے
گلے مل ملکے رخصت سارے مہمان ہوتے جاتے ہین

حبیب مبتلا تمنے دل دیا جنکو وہی کافر
غضب ہے جان و ایمان کی بھی خواہان ہوتے جاتے ہین

اعتبار بت عیار کرون یا نکرون
اوسکو دل دینے کا اقرار کرون یا نکرون

دیجیے بوسہ عناب لب و سیب ذقن
کچھ دوا اے دل بیمار کرون یا نکرون

اونکی الفت ہے نہان ہر رگ و پے مین لیکن
گفتگو مین سے اظہار کرون یا نکرون

تھی مری دلشکنی عشاق تو پوچھا ہوتا
ہیچ ہو جس سے وہ گفتار کرون یا کرون

نہ ہوا کام کوئی مفت گئی عمر عزیز
سوچتا ہی رہا ہر بار کرون یا نکرون

پہلی صحبت ہے وہ تے ہین مری گھبراہٹ
آج بہلاے مین اصرار کرون یا نکرون

کچھ دکھایا نہ مجھے اس نے سیہ اگر و شے کے
شکوہ ہجر ستمگار کروں یا نکروں

ہو گیا ہے او نہیں ایسا مری الفت کا یقین
مبتلا جانتے ہیں پیار کروں یا نکروں

شکر نعمت سے ہوں کامگر اے رب غفور
معذرت بیشکے گنہگار کروں یا نکروں

رنج و بیتابی و وحشت سے عیاں ہوتے
اون کی الفت کا میں اقرار کروں یا نکروں

فوت مقصد سے ہے موجب آنکھ میں تاریک جہاں
چشم امید کو خونبار کروں یا نکروں

کہہ کے مخفو خار و ابعا کو بتا اسے وا غلط
دور تسبیح سے زنار کروں یا نکروں

خون امید کیا توڑ کے پیمان وفا
تجھکو بدنام جفاکار کروں یا نکروں

اون سے پوچھوں گا شانے رخ رنگین ٹکیکو
یوہیں مشق خط گلزار کروں یا نکروں

شکے تقریر مخالف پہ تردد سے حبیب
میں بھی مسطور پہ گفتار کروں یا نکروں

دل خون ہے الفت ذقن رشک ماہ میں
صدمے ہیں بات دن سے یوسف پہ چاہ میں

الفت کرے تو شرط ہے کوشش نباہ میں
ہے وضع کے خلاف کمی رسم و راہ میں

اے دل ثبوت درد کا پہلو جو آہ میں
لغزش نہیں ہے خوب بیان گواہ میں

رندونکو وعظ پند نکر فصل گل میں شیخ
ایسا نہو شراب اڑے خانقاہ میں

پہلو سے اپنے دور اوٹھائیں تو لعنت ہو
پیٹوں ملال سبکے دل کینہ خواہ میں

دل پائمال ہوتے ہیں مانند نقش پا
ہے باطنی کشش تری نیچی نگاہ میں

محفل سے گر اوٹھائیں تو میں جان سے اوٹھوں
مستعد ہوں مثل نقش قدم اونکی راہ میں

کیا پوچھتے ہو ہجر کی راتوں کا ماجرا
پیش آیا تھا جو کچھ مرے بخت سیاہ میں

احباب مجکو زیر زمین کب ملیں وہ دن
مشکل ہے اختیار گدا اور شاہ میں

انسان وہ ہے جو آپ اوٹھا کر مصیبتین
کوشش کرے جہانکی فلاح و رفاہ مین

رہتا ہے دوستون سے وہ سفاک بدگمان
ناحق کئے ہین سیکڑون خون اشتباہ مین

دیتے ہین نکتہ سنج سمجھکر سخن کی داد
کیون ہمزبان عوام کے ہون واہ واہ مین

سونپا خدا کو خیر سے آنا نصیب ہو
رکھو قدم حبیب محبت کی راہ مین

جو سادگی مین ادا ہے وہ بانکپن مین نہین
بہار لالۂ خودرو کسی چمن مین نہین

وہ بات جس سے ہو تسکین دل سخن مین نہین
ستم ہے میری زبان یار کے دہن مین نہین

اوٹھا نہ لطف کبھی سیر باغ ہستی سے
ہمارے رنگ کا ایک پھول اس چمن مین نہین

کریگی شہر خموشان مین حشر چال تری
اوٹھیگا شور کہ مردہ کوئی کفن مین نہین

سبب ہوئی غم غربت کا بھائیون کی جفا
عزیز یوسف بے کاروان وطن مین نہین

لطیف کرتا ہے سرمایہ سخاور کو صبر
شراب تازہ کی حدت مے کہن مین نہین

مٹا ہوا ہون حقیقت یہ صاف کہتا ہون
کسی طرح کی بناوٹ مرے سخن مین نہین

نظیر ہو تو کہلے حال دل کی او لجھن کا
یہ پیچ و تاب کسی زلف پر شکن مین نہین

بگڑ کے ہمسے بگاڑو نہ پیاری صورت کو
جبین صاف مین ہے لطف پر شکن مین نہین

دلیل غم ہے پراگندگی سا ز نشاط
شریک حال کسی کا کوئی محن مین نہین

لطیف و صاف ہے اہل کمال کی صحبت
دھوان چراغ کا انجم کی انجمن مین نہین

جہان مین ضبط سے ہم سرخرو ہین صورت زخم
پکارتی ہے خموشی زبان و دہن مین نہین

سوا جفا کے نہین اور کوئی شغل اونہین
وفا کی بو مرے یوسف کے پیرہن مین نہین

رسول کا ہے جو عاشق وہ آل کا ہے محب
دوئی کا دخل تولا ئے پنجتن مین نہین

بنا ہے مرجع اہل کمال ملک نظام
حبیب کونسی دلبستگی دکن مین نہین

جوش وحشت کے سوا کچھ دل نالان مین نہین
تار صحرا کے سوا تاک بھی دامان مین نہین

حسن انسان کی ادا کا کبھی حیوان مین نہین
دیکھو تو شوخ گری چشم غزالان مین نہین

ساز جمعیت دل کا سر و سامان مین نہین
بے نیازی جو ہے درویش مین سلطان مین نہین

جس طرح آج مری جامہ دری کا غل ہے
لوگ چلا ئینگے کل یون ہین کہ زندان مین نہین

ہے وہ آرایش ظاہر یہ فروغ باطن
سوز پروانہ دل سر چراغان مین نہین

روشنی رہتی ہے کہتے ہین دئی کی تا حشر
ظلمت شب کا گذر خانۂ احسان مین نہین

تو نالے بھی یہ نگہت کے نکل جاتے ہین
کوئی عشاق کا ساتھی شب ہجران مین نہین

غم سینہ بختی عاشق کا سراسر ہے لے
تنگ جمعیت دل زلف پریشان مین نہین

سر جھکا لیتے ہین جب سامنے آتا ہون مین
بخیہ کچھ تار نظر کا تو گریبان مین نہین

سبب عدالت کا بڑا اور تری رحمت کی قسم
کچھ بجز یاس مرے قلب پشیمان مین نہین

ہے زمانے کے ہر ایک رنگ مین جلوہ انکا
کونسی بات ہے جو حضرت انسان مین نہین

ہولی ہے صحبت نا اہل سے دل کو وحشت
میل ہو جانا ناہمجنس یہ امکان مین نہین

شاق ہو یاس تو اے دل کوئی امید نہ کر
خواہش اوس بات کی آفت ہو جو امکان مین نہین

سخن صاف ہے مرآت جمال فطرت
کوئی مضمون خیال مرے دیوان مین نہین

صادق القول ہو انسان تو ہے آسان مشکل
ایسی وہ آن ہے کہ مضمر ہے جہان اس مین نہین

ہے غربت جبکہ سخن مین نہ شناخت ہو حبیب
لطف یہ ہم کو صحبت زندان مین نہین

سر پہ جو وقت قضا آتی ہے ٹلتی ہی نہین
نبض رکجاتی ہے اسطرح کہ چلتی ہی نہین

اپنا معشوق ہے وہ شاہد رعنا سے سخن
جسکی ہمشیل جوانی کبھی ڈھلتی ہی نہین

آنیوالا ہے سر شام جو وہ رشک قمر
دوپہر آج کسی طرح سے ڈھلتی ہی نہین

کیا کہون حال مسیحا مرض عشق کا مین
ایسی بگڑی ہے طبیعت کہ سنبھلتی ہی نہین

کب غریبون کو تری زلف سے پہونچا آسیب
یہ چھلاوے کی سوا اور کو چھلتی ہی نہین

سحر ہے اوس بت بیمہر کی بزم آرائی
شمع غیرت سے کٹی جاتی ہے جلتی ہی نہین

عرق شرم کا کاکل سے ٹپکنا ہے غضب
کوئی ناگن کبھی یون زہر اوگلتی ہی نہین

کرکے پامال دکھا پھر سے مجھے انداز خرام
آرزو خاک مین ملنے کی نکلتی ہی نہین

کب ہوا حسن طبیعت کو بناوٹ کا خیال
فصل گل پاؤن مین مہندی کبھی ملتی ہی نہین

جام جمشید سے غلوتین ہمین بے شکر سخن
اب طبیعت کسی صحبت مین بہلتی ہی نہین

گر سبب رحمت فیاض ازل ہو نہ حبیب
شاخ امید کسی فصل مین پہلتی ہی نہین

رہے آفاق مین شیر و شکر ہو کر بہم دونون
ہین اک جان و دو قالب ناامیدی اور ہم دونون

مساوی ہون نکیون کر رنج و راحت اے صنم دونون
تمہاری ہر ادا سے ہین عیان مہر و ستم دونون

بجو ہنسے عشق اور یاد خدا کے مشغلے برسون
کئے ہین ایک ہی حالت سے ہمنے پیش و کم دونون

وہ بھولے جو کہا تھا کل خدا کو درمیان دیکر
قدم لیتا ہون دیکھے آپکے قول و قسم دونون

ادھر بھی لوگ جھکتے ہین ادھر بھی لوگ جھکتے ہین
خم محراب طاعت ہین تری ابرو کی خم دونون

فنا جسکو نہین ہم سب اوسی دریا کے قطرے ہین
حباب قلزم وحدت ہین ہستی و عدم دونون

تہی طرز بیان سے ہے تکلف ہمت ہین اپنے بیگانے
شتاب بیداری سے ہوتے ہین پیدا حرج و ہم دونون

الوہیت تری کیونکر کوئی محدود کر سکتا
محل اتقیا و نفس ہین دیر و حرم دونون

کبھی جان بخش گاہے جان ستان ہین یار کی آنکھین
یہ مردم مشیون ہین سمجھتے ہین تیرا یک و سم دونون

قناعت ایک پیمانہ پہ کر لی فاقہ مستون نے
یہ وہ حالت ہے جس سے نمایان کیف و کم دونون

عدیل خوش بیان کیا راحت جان ہے حبیب اپنا
مزا سب لطف ہے دو کر رہین اکیا جو ہم دونون

ردیف واو

آئین وہ گھبرا کے اے دل بیقرار اتنا تو ہو
اس تڑپنے کا اثر انجام کار اتنا تو ہو

جان سنکلے بہر استقبال وا ہو چشم شوق
اونکو بھی ہو جائے حیرت انتظار اتنا تو ہو

دین اگر وصت گدا مین ہو گئے سمجھین کیسب
چاہیئے نقد سخن کامل عیار اتنا تو ہو

پی ہی جائے سنکے واعظ لاکھ کچھ کہتا رہے
نشہ مین بہکے نہ ظرف بادہ خوار اتنا تو ہو

روح پرور تھی شراب وصل جانان شام تک
صبح فرقت دم نکل جائے خمار اتنا تو ہو

اشک پونچھین اپنے دامن سے وہ ہو کر مہربان
فائدہ رونے سے چشم اشکبار اتنا تو ہو

سنکے حال ہجر وہ آئین ذرا مین دیکھ لون
سے نجاؤن حسرت دیدار یار اتنا تو ہو

حسرتین ہی کچھ نکل جائین دل بیتاب سے
پھیری ہیت پہ شب اول مزار اتنا تو ہو

ہون ہمارے خاک کے ذرے سوا چشم شوق
جستجو مین تیری سرگردان غبار اتنا تو ہو

سنکلے پامالی کی حسرت کچھ دل بیتاب سے
خاکسارونپر کرم اے شہسوار اتنا تو ہو

جب دل بیتاب تڑپا ساتھ ہی چرکا دیا
خنجر ابرو سے قاتل آبدار اتنا تو ہو

ہو ہجوم فکر مین فکر سخن کیونکر حبیب
دو گھڑی بیٹھین کہین جا کر قرار اتنا تو ہو

کبھی نہ غیر سے راس آئی التجا مجھکو
ملا جو کچھ ملا تری سرکار سے ملا مجھکو

جو سنگ راہ بنے بت تو خوف کیا مجھکو
دیا ہے حق نے مرے دل سا رہنما مجھکو

نکل کے سنگ سے دیتا ہے ہر شرر یہ صدا
زیادہ طور کے شعلے کا جاننا مجھکو

ہمیشہ سر پہ ہے کافی ترا سحاب کرم
نہین ہے کچھ ہوس سایۂ ہما مجھکو

زمانہ بن گیا ناحق عدوے آسایش
ملا نہ چین سے غربت مین بیٹھنا مجھکو

بہت سے ہین ستم انقلاب کے بلبل
فسانہ جور خزانکا نہ تو سنا مجھکو

ہوا کرین جو ہوسے بند باب عیش و سرور
دکھائیگا وہ کوئی اور راستا مجھکو

ہمیشہ عیش مین بھولا کیا ملال مین یاد
حجاب آتا ہے یارب دم دعا مجھکو

ہر ایک کام مین ہر وقت کی ہے خودرائی
خیال تیری رضا کا کہان رہا مجھکو

جلے نہ کیون مری تاب بیان کو دیکھکے شمع
سنا سکے نہ شب غم کا ماجرا مجھکو

سبب ہین یہ زمانہ کی پرخطر راہین
رفیق غربت و کربت بنا تنہا مجھکو

کچھ آجکل سے بہت التفات غیرونپر
چھپاؤ لاکھ خبر ہے ذرا ذرا مجھکو

قلق ہے دل پہ طبیعت اچاٹ رہتی ہے
الٰہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجھکو

برائے نام بھی مشکل کا چارہ ساز و کفیل
کوئی نظر نہین آتا ترے سوا مجھکو

حبیب کیون نہ رہے دل مین انتہا کی امید
تمام یاد ہو جب اپنی ابتدا مجھکو

اوسکے کوچہ مین مجھے چارہ گرو جانیدو
اور جو کچھ ابھی ہونا ہے وہ ہو جانے دو

جانتے ہین تمھین ای شیخ خرابات نشین
بس بہت اسنے مشیخت کی شیخ لو جانے دو

کچھ فرشتہ نہین قاصد ہے سنا حضرت دل
راز اس سے بھی زیادہ نہ کہو جانے دو

چھیڑ کر پوچھا تھا حال شب فرقت تمنے
خود ہی بس کہتے ہوئے اچھا نہ سنو جانے دو

آج بھی سلطنت عادل کے نہ مکر سے قاتل
اہل شہر مجھے بیدل ہی سہی ہٹو جانے دو

دل کو مایوس کرو ہجر مین خون رلوا کے
سب ہے غلط الفت محبت اسے وہ ہو جانے دو

شام غم کی خبر آجاے گی اسے صبر و قرار
نیند میں خواہ سبب نیند است سو جانے دو

یا خدا ز و خودی لات خدا ہی کب تک
قصد کعبہ کا ہے روکو نہ تو جانے دو

دل نادان کا تقاضا ہے بہت ساتھی نہیں
راہ الفت کے خطرے سے نہ ڈرو جانے دو

ق

فوت مقصد کا گذرگاہ جہان مین کیا غم
نکل آئیگی کوئی راہ چلو جانے دو

پاس جو شے نہیں اوسکا تاسف کیا ہے
ڈھونڈ لو اور کہیں ہم اوسے کھو جانے دو

اب نہ پلٹینگی جوانی نہ ملینگے احباب
کچھ دنوں اور یونہیں صبر کرو جانے دو

چار دن گلشن ہستی کی کرو سیر حبیب
تم بھی کس سوچ مین بیٹھے ہو اٹھو جانے دو

جو جی مین آسے وہ کہلو برا بھلا ہمکو
جفا مین سب کے کبھی منہ نظر رہے وفا ہمکو

عروج پاتا ہے انسان خاکساری سے
جو بن سکے تو ہی حاصل یہ کیمیا ہمکو

نگاہ قہر سے تمنے گرائی جب بجلی
دل و جگر بیچارے جلا دیا ہمکو

اوسی سے کام ہے ہر وقت جسکی بندے ہیں
نفع ہو یا کوئی خورش ہو پہر اس سے کیا ہمکو

کبھی نہ دیکھی تھین یہ کج ادائیان پہلے
ستا رہے ہیں سمجھ کر وہ مبتلا ہمکو

ق

کرین جفائین وہ چھوڑے ہیں جو حکومت پر
ہم اسپہ خوش ہیں کہ بھولا نہیں خدا ہمکو

ہمیشہ نام رہے اوسکا بجا ہے جو شخص غلط
اگر قوی ہے مخالف تو خوف کیا ہمکو

جو چار دن ہے مسرت تو چار دن تشویش
لگی ہے کسکی الہی یہ بد دعا ہمکو

بہار پختگی رنگ طبع دکھلا دین
جو چند روز ابھی چھوڑ دے قضا ہمکو

سنے گا کون کرین عرض مدعا کس سے
کوئی نظر نہین آتا تیرے سوا ہمکو

تمام عمر رہی دل کی آرزو دل مین
جفاکشی کا نہ ابتک ملا صلہ ہمکو

نہ ہو جو یار موافق تو خوب ہے عزلت
نہین پسند ہر اک سے خلا ملا ہمکو

یہ کیا ہوا کہ یکایک وہ کہنچ کے بیٹھ رہے
جو ایک لحظہ بہی رکہتے نہ تھے جدا ہمکو

جفائین سہ کے کرین کس سے شکوہ بیداد
بہت پہرے نہ کوئی دادرس ملا ہمکو

حبیب جسکی رہے مدتون سے آرزو دل مین
وہ وقت لائے جب اللہ دیکہنا ہمکو

خدا جانے کہ کیا یاد آیا ہے مجہکو
یہ در پردہ کس نے ستایا ہی مجکو

زمانہ نے بہی ساتہ دیکر عدو کا
ہنسایا ہے اوسکو رولایا ہے مجکو

اوٹھا دونگا دل پہ تعب عاشقی کا
ہمیشہ یہ غم راس آیا ہے مجکو

مکرتے ہین وہ وعدہ وصل کرکی
رقیبون مین جہوٹا بنایا ہے مجکو

رخود رفتہ ہون کیا کہون اپنی حالت
سمجہتا ہے وہ جسنے پایا ہے مجکو

یہ وحشت ہے یا عشق کی بدگمانی
جو اپنا تہا وہ بہی پرایا ہے مجکو

بتون نے دئے عشق مین ایسے صدمے
کہ اپنا خدا یاد آیا ہے مجکو

مرے جاتا ہون مین نہ ہون شمع محفل
جگر کی تپش نے جلایا ہے مجکو

بڑہی ہے یہ فرقت مین دل کی حرارت
خیال چمن جسکا سایا ہے مجکو

قدم کیون نہ لون بڑہ کے پیک قضا کی
کہ مالک نے میرے بلایا ہے مجکو

کبہی حال دل گر کہا ہنس کے بولے
یہ قصہ تو اکثر سنایا ہے مجکو

الہی وہ کیا آج کہتے ہین دیکہون
اوٹہایا ہے کسکو بٹہایا ہے مجکو

معلم نے الفت کی زینت نے تیری
سبق بیخودی کا پڑہایا ہے مجکو

رہا اب کسی سے نہ ملنے کے قابل
محبت نے وحشی بنایا ہے مجکو

عجب کیا حبیب اب بنے خضر رہبر
نیا راستہ اک دکہایا ہے مجکو

خوش رہے ان کبھی نہ کی جنکے بیداد ونکو
جسنے یون کر لیا قابو مین پری زادونکو

راحت و رنج ہین یکسان ترے آزادونکو
کہین بہاگئے ہر طرح کی افتادونکو

فخر ہے وضع پہ اسلاف کی اولادون کو
دور اندیش نہین چہوڑتے اون جادونکو

حیف وہ ساجد شب بتان مساجد نہ رہی
معتقد نام کے پوجا کرین سجادونکو

متبذل کر دیا کیا جلد زمانہ نے وہ رنگ
جس پہ شاگرد تہے خوش ناز تہا اوستادونکو

قید ہستی سے چہوٹا آپ کی کاکل کا اسیر
بیڑیان کاٹ دین بلوا کے حدادونکو

کبھی کرتے نہین آرایش حسن باطن
ذوق ظاہر کے تکلف سے ہے جن سادونکو

آہ مظلوم کا ڈر ہے نہ انہین خوف خدا
راتدن ناز ہے بیداد پہ جلادون کو

آپکو ساتہہ رقیبوں کے مبارک ہو خوشی
بزم عشرت مین نہ بلوائے ناشادون کو

جذب دل سے ہے عمل جب تو عجب زاہد
دیکہو یون کرتے ہین تسخیر پری زادونکو

اب کرے کس سے کوئی دادرسی کی امید
حکمران جو ہین وہ سنتے نہین فریادونکو

مونہہ پہ باتین ہین لگاوٹ کی دلون مین ہے بیچ
شرم آتی نہین اللہ سے کج نہادونکو

فکر سے نام بہی جمعیت دل کا نہ رہا
تم نے مسمار کیا عیش کی بنیادونکو

کیون نہ سمجہین ہمین استاد ملوک آفاق تنا
سحر ہین حسین دیکہکے بہجا دون کو

کاٹ دو رنج کے ایام اوسی طرح حبیب
جیسے محبوس بہگت لیتے ہین میعادونکو

آپ ہون ہم ہون سے ناب کا چرچا کچھ ہو
غیر کوئی نہو مہر دیکھئے کیا کیا کچھ ہو

جانکسل ہو گئی ہے بیم و رجا کی حالت
آج کہتا ہے جو کچھ اونسے کہون گا کچھ ہو

لطف سے ہے ایسی ملاقات مین صاحب کوئی
مدعا میرا ہو کچھ آپ کا منشا کچھ ہو

یہ دو رنگی نہین واعظا کبھی رندونکو پسند
کہ زبان پر تو ہو کچھ دل مین تمنا کچھ ہو

عشق مین جان پہ کھیلے ہوئے ہم بیٹھے ہین
تاو نہ سکیگا نہ ترے ہجر کا صدمہ کچھ ہو

دل کی بازار محبت مین نہ قیمت اوٹھی
ہمتے چاہا تھا کہ اس جنس کا سودا کچھ ہو

اپنے جانبازونکا دیکہا نہ تماشا تمنے
منتظر سب تھے اسی حد کے کہ اشارا کچھ ہو

قلب بیتاب کو تسکین عطا کر مالک
زندگی کے لئے لازم ہے سہارا کچھ ہو

زور مجبور کا مختار سے چلتا ہے کہین
اپنی کرتا ہے وہ بندونکا ارادہ کچھ ہو

ایک منت نہ سنی میری یہ کہکر وہ اوٹھے
ایتو گھر جاتے ہین ہم حال تمہارا کچھ ہو

نہ کبھی دلکی لگی چھیڑون سے تیری ناصح
ہم بھی گھر پہونککے دیکھینگے تماشا کچھ ہو

آنکھین حیرت مین ہین کیون دیکھکر نیرنگ جہان
نہین معلوم زمانے مین ابھی کیا کچھ ہو

ایکدن موت کا آنا تو ہے برحق یارب
چندار مان ہین نکل جائین وہ ایسا کچھ ہو

قدردان کون ہے ایسا جو حکم سبنکے کیے
آئے وہ جسکو فن نظم مین دعوی کچھ ہو

ہے فقط اونسے تغافل کا گلہ ہمکو حبیب
صاف کہدیجئے آپ اکبین جو بیجا کچھ ہو

دل مین وہ درد ہے جسکا نہ دوا سے کچھ ہو
ہان اگر ہو تو کبھی فضل خدا سے کچھ ہو

کہدیا ہے جو زبان سے وہ نباہین گے ضرور
بات رہجاے زمانے مین بلا سے کچھ ہو

داور روز جزا کا بھی نہین ڈر ظالم
باز آتا نہین تو جور و جفا سے کچھ ہو

سختی راہ طلب کا نہین شکوہ ہمکو
بالیقین ہو تو اوسے آبلہ پا سے کچھ ہو

کوسنے دو انہین کیون ڈرتے ہو تم بیخود
گر کبھی حضرت واعظ کی دعا سے کچھ ہو

حسرت اوس کشتۂ اندوہ کی مایوسی پہ
جسکی کوشش سے نہ کچھ ہو نہ دعا سے کچھ ہو

ہے وہ جا خلد ترے زلف کے سودائیکو
فرق وحشت مین جہان آب و ہوا سے کچھ ہو

دیکھ کر حالت اغیار سنبھل جاوین یہ سب
مس حریفون کو اگر شرم و حیا سے کچھ ہو

اپنے محسن کے دل و جان سے ہو نہ کیون مشکور
بیوفائی تو نہوگی شرفا سے کچھ ہو

حشر ہونیکو ہے کیا کہتے ہین بتا کیا ہو جواب
پرسش قتل جو تیرے شہدا سے کچھ ہو

طالب نقد توکل ہون عطا کر یارب
نہ پہرون مین رہ تسلیم و رضا سے کچھ ہو

صحبت نیک سے بہرہ نہین بد گوہر کو
ہو اگر جوہر قابل تو جلا سے کچھ ہو

مظہر قدرت خالق ہے صفاے عارض
تم مری جان عنایات خدا سے کچھ ہو

اضطراب دل مایوس کا چارا ہی نہین
ہو اگر درد کسیجا تو دوا سے کچھ ہو

جان پڑجاے وہ خیالات مین آجاے حبیب
نسبت اس نظم کو تب آب بقا سے کچھ ہو

شب جو یاد آگئی وہ زلف پریشان مجکو
صبح تک نیند نہ آئی کسی عنوان مجکو

قیس کا نام مٹا دونگا وہ دیوانہ ہون
وحشت دل نے دکہایا جو بیابان مجکو

تیغ ابرو کے تصور مین کٹے شب کیونکر
تار بستر ہے ہر اک خنجر بران مجکو

اون سے کہنے نہین پاتا ہے غم فرقت باقی
ایسے جینے سے ہو مرنا کہین آسان مجکو

مردم دیدہ ہین مشتاق دکہا دو دیدار
بام پر چڑہ کے کرو مہرو احسان مجکو

تیغ قاتل سے لپٹ کر رگ جان نے یہ کہا
مدتون سے تہا ترے ملنے کا ارمان مجکو

کوہ صحرا مین پہرا مین ترے غم مین پیارے
گہر نظر آنے لگا گوشۂ زندان مجکو

بت پرستی نہ چہٹی ہے نہ چہٹے گی ناصح
جاے محراب ہین ابروے حسینان مجکو

یاد مین اوس رخ روشن کی ہوا ہون مجنون
شجر طور ہے ہر نخل بیابان مجکو

فرقت یار مین ہاتہو نپہ جو گل کہائے ہین
ملگیا مرتبہ موسئ عمران مجکو

بندۂ زلف و رخ یار ہون زیبا ہے اگر
کوئی ہندو کہے اور کوئی مسلمان مجکو

کس طرح لایق تشبیہ رخ یار رکہون
خال و خط پہلے دکہاے مہ تابان مجکو

شیشۂ دل ہے مۓ خون جگر و ساغر چشم
تیری فرقت مین میسر ہے یہ سامان مجکو

گوش گل وا ہوے سننے کو کلام رنگین
بلبلین چپ ہوئین دیکہا جو غزلخوان مجکو

کر دعا سوسے نجف ہاتہ اوٹہا کر یہ حبیب
حشر کے روز بچا نا شہ مردان مجکو

ملایا خاک مین برق نگاہ یار نے تن کو
بگولا بنگیا لیکن نچہوڑا اوسکے دامن کو

ملامت کرنے آیا تہا مگر ساکت رہا واعظ
ہماری خاکساری نے کیا ہموار دشمن کو

رہ دور و دراز عشق مین پاے سبکدوشی
مرا حلق بریدہ کیون دعائین دی نہ رہزن کو

یہ بلبل کہہ رہی ہے جہوم کر فصل بہاری سے
ترے صدقے بنایا ہے دلہن شاخ نشیمن کو

بلا کچہ اور آئیگی اولٹ دیگا صف محشر
خدا کے واسطے صاحب سمیٹو اپنی دامن کو

پڑا چکر مین رہکر پاس اس برگشتہ قسمت کی
لئے جاتے ہین دیکہو آسیا گردش گردن کو

وہ بلبل ہون مرا جو حسرت فصل بہاری مین
نہ گاڑو پہینکدو فشد کا نٹون مین مری تن کو

ہین جگر سے ہر قدم پہ کیسے طے ہو وادی قتل | اور لپٹنے کا ابھی کا نشوات ہین ہمارے دامن کو
لیا بوسہ لب عاشق نے بڑھ کر تیغ قاتل کا | حیا سے کٹ گئی جو آئی ادا ہی شرم گردنکو
فروغ صاحب جوہر کو حاجت کیا امانت کی | ہوئی پروا نہ روشن کسی چراغ روے روشن کو

حبیب خوش بیانی ہر جگہ تو کامدست ناسخ
خدا بخشے جناب عشق سے یکتا ہوا ہی تمکو

جو گذرے وادی تحقیق سے دیکھا ابتک جادونکو | مشقت سب رہنمائی کا [illegible]
کسی سے بھی جوان ہو کے نہ عقل ثبات کہ کھیلا | ملا کب علت ہستی رنج و غم سے شاہزادونکو
علامت ابتذال نفس کی ہے سپر ادا انکی | وہ خود کامی تھا ننگ اپنا سمجھتے ہیں تجرد سادونکو
سو ہین بحر و سیان کو محرک عرق غیرت کی | کیا نا کامیون نے بے عقل بے ارادونکو
سیفوح حکمت و تہذیب گر چاہے تو ممکن ہی | مٹا سکتا نہین انسان طبیعت کے فسادونکو
بدلتا ہے زمانہ کیطرح رنگ اہل دنیا کا | سبق دیتے ہین یہ شاگرد اپنے اوستادونکو
رہین شناعت اعمال سے ہے تقدیر کی خوبی | لئے ہین گود مین مایوسیان پیری مرادونکو
وہ کیون اعزاز کہتے ہین لباس زہد و تقوی کا | تعالف سے رہ ہموار سے جن کج نہادونکو
رفاہ عام کی فکرین ہر اک سے ہو نہین سکتین | جہاد نفس پہ بھی ہے فضیلت ان جہادونکو
جو عاقل ہین وہ حل کرتے ہین آسانی سے مشکل | کمانین باندھتے ہین کیونکہ جو ہون کہادونکو

حبیب مبتلا خوگر ہے الطاف احبا کا
ترقی دے ہمیشہ اسے خدا ان اتحادونکو

دل جگر اسے جانچا ان اہل وفا کے دیکھا | ہتنا بھی چاہے انہین ہر دم ستا کے دیکھا
جان دیدونگا اگر غیرون سے آنکھین چلکپین | میری غیرت بھی انہین صورت دکھا کے دیکھا

اب نہین طاقت ہے اوٹہنی کی زمین سے نخل اشک
پہر نہ ہاتہہ آویگا نظرون سے گرا کے دیکہلو

تم جگاؤ گے تو چونک اوٹہونگا خواب مرگ سے
مین اگر مر جاؤن تو شانہ ہلا کے دیکہلو

گو بگڑ کر کچہہ نہین سنتے وہ پر کہتا ہے دل
پہر قدم پر جہک کے سر آنسو بہا کے دیکہلو

تیغ ابرو کے اشارے کہہ رہے ہین دمبدم
جان نثار و کاٹ شمشیر قضا کے دیکہلو

دل ہے افسردہ نکل آوینگے آنسو دوستو
اب نہ آئیگی ہنسی تم گدگدا کے دیکہلو

رنج و حیرت اونکے اوٹہ جانے سے دامنگیر ہے
رکہی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا کے دیکہ لو

کچہہ نہ کچہہ حسرت نکل جائے دل صد چاک کی
چلتے چلتے اک نظر مسکرا کے دیکہلو

اے حبیب خستہ جان ہے درد فرقت لا علاج
کچہہ تو ہوگا کہہ دیا آنسو بہا کے دیکہلو

سچ کہو چاہنے والونکو گلا ہو کہ نہو
وعدہ کر لیتے ہو تم سب سے وفا ہو کہ نہو

دل ٹہہرتا نہین طے راہ وفا ہو کہ نہو
تمپہ ہم مرتے ہین دنرات قضا ہو کہ نہو

اب نہین ہے کوئی حد عشق مین رسوائی کی
حال وحشت کا مری تم نے سنا ہو کہ نہو

آپ نے کونسی بیداد اوٹہا رکہی ہے
اسکا کیا ذکر ہے عاشق کو گلا ہو کہ نہو

دل تو دل جان بہی الفت مین نہین تمسے عزیز
اب لکہے دیتے ہین لو پہلے کہا ہو کہ نہو

مارنا دل کا ہے مرجانے سے عاشق کی مراد
چہوڑ دنیا کو محبت مین قضا ہو کہ نہو

دیکہہ لینا جو لگایا ہے دل اے غنچہ دہن
اپنی کر جائینگے ہم تجہسے وفا ہو کہ نہو

طبع رنگین ہے مری جہوٹی بناوٹ سے نفور
راستی چاہیئے باتون مین مزا ہو کہ نہو

پختہ ہو جائیگا یہ رنگ سیہ کاری کا
وسمہ پیری مین ہے بیسود حنا ہو کہ نہو

تہا کبہی چاہنے والون مین ہمارا بہی شمار
دن بہت گذرے تمہین یاد رہا ہو کہ نہو

فائدہ آنے سے جب وقت عیادت نہ رہا | فوت سے اصل غرض رسم ادا ہو کہ نہو
نام رہجاتا ہے آفاق مین ہر کامل کا | اور کچھ اوسکا نشان بعد فنا ہو کہ نہو
اپنی ہستی کو مٹا دونگا تری الفت مین | سر سے اونچا ہم سے سیلاب فنا ہو کہ نہو
نہ چہپی تنگ دلی اونکی ہم سے ضبط سے بہی | ہو گیا شیشۂ دل یہ جو صدا ہو کہ نہو

گر کسی نے کہا دنیا مین نہین آج حبیب
ہنس کے فرمایا ہمین کام ہے کیا ہو کہ نہو

درد دل تجھسے کہون یہ ہے زبان کی آرزو | تجھکو دیکھون آنکھ یہ ہے چشم خونفشان کی آرزو
خاک مین ملجاؤن یکدن عمر بہر گردش ہون | یہ زمین کی آرزو وہ آسمان کی آرزو
ملگئی دستار واعظ آج حسن اتفاق | ایک مدت سے تھی یہ پیر مغان کی آرزو
صد وکد بالیدہ ہوکر خوب کی انگیز مے پیر | پیر نہ نکلی کچھہ پہر سے عزم جوان کی آرزو
فصل گل مین فوت سے ان نامرادون کی خبر | کیون ہوئی قید عنادل باغبان کی آرزو
حرف رکہا عاقلون سے بیسبب گذرے بے اعتبار | مر گئی ہمکو ست یک رطل گران کی آرزو
ناخن وحشت رہا سینہ کاوی دیکھکر | میزبان کیون ہو نہ لاسے میہمان کی آرزو
کب گمان تہا ہجر سے انجام اوس آغاز کا | تجھسے ملنے کی عبث اسے جانجان کی آرزو
ہو یقین کیونکر نہین جب کوشش کیہال | شاعری سے آجکل ہر یار خوان کی آرزو
نہ ہو نقش ہوجا نقش پاکی طرح راہ عجز مین | تا قیامت ہے اگر نام ونشان کی آرزو

اٹھیں کہ خفت اوٹھا جو تیری صحبت سے حبیب
کیا کرے گا وہ سخن مین امتحان کی آرزو

دمبدم شور ہے جب ہر دیکھو | رنگ عیسی پہر یک نظر دیکھو

دو ہی باتین ہین اے قمر دیکھو
ذبح کر ڈالو یا ادھر دیکھو

سیر ہو چاندنی مین تارون کی
چھٹکے افشان جبین پر دیکھو

وقت ہے کون گھر کے جانیکا
رات آئی ہے دوپہر دیکھو

دور ہے زلف کا زمانہ مین
آفت تازہ ہے جدہر دیکھو

ہین کفن مین بھی نیم باز آنکھین
شوق دیدار نامہ بر دیکھو

فیض پایا ہے کس نے اونسے ہی
نہ جھکے نخل بے ثمر دیکھو

لے کے دل کی نہ تم نے دلداری
بنگئی میری جان پر دیکھو

ذکر فرقت سے دل دہڑکتا ہے
میرا سینہ تو اے قمر دیکھو

چشم انصاف چاہیئے صاحب
ہم تمہین دیکھین تم ادہر دیکھو

وصل کی شب ہے بات تو نہین
ہو نہ جائے کہین سحر دیکھو

وصف اون کا دہان جہان پہ سنو
اونکا شہرہ ادہر جدہر دیکھو

لب پہ ہے جان منتظر ہو لو
بند ہوتی ہے چشم تر دیکھو

ابھی وسعت ہے اس زمین مین جلیب
اور کچھ دیر فکر کر دیکھو

لالہ زار اب نہ اے قمر دیکھو
آؤ زخم دل و جگر دیکھو

چاک پہلو ہے تا کمر دیکھو
زور بیتابئ جگر دیکھو

دل کی قیمت ہے اک نظر دیکھو
چشم انصاف سے مگر دیکھو

کیون نہ تڑپون رہون نہ کیون بیتاب
سیکڑون داغ اک جگر دیکھو

شب فرقت مین خون رویا ہون
آستین ہے لہو سے تر دیکھو

سوز تن کا بیان جہان پہ سنو
درد دل کا گلہ جگر پہ دیکھو

رحم آجائے چھوڑ دو بیداد
میری حالت کو تم اگر دیکھو

ملو ملے ہاتھون سے یہ اوڑتا ہے
شوخی مرغ نامہ بر دیکھو

طرفہ ہے انقلاب لیل و نہار
عیب سب ہو گئے ہنر دیکھو

امتحان لین اگر وہ الفت کا
چھید ہمارا دل و جگر دیکھو

حق بجانب ہے لاکھ عاشق ہین
تم اسیلے کہ ہر کہ صد دیکھو

بل کی لیکی کمال نازک ہے
آگئی زلف تا کمر دیکھو

رنج و ایذا ملال و صدمہ و غم
تحفہ الفت کے ہین ثمر دیکھو

چھوڑ دو واسطے حبیب عشق بتان
جان و ایمان کا ہے ضرر دیکھو

شرمائے گی گھٹا کی سیاہی خضاب کو
چہرے سے رہا قیام جو عہد شباب کو

فرقت کی رات روز قیامت سے کم نہین
اللہ ٹال سر سے میرے اس عذاب کو

ہونٹوں پہ جان مردم مشتاق دید ہے
اللہ خدا کے واسطے رخ سے نقاب کو

ہو کیون نہ آتش غم حسرت سے دل کباب
ہم موسم بہار مین ترسین شراب کو

رندی ہی چیز ہے زہد ریائی سے خوب ہے
واعظ نہ چھیڑ بحث عذاب و ثواب کو

لکھا ہے اشتیاق ہی آنے کا قصد بھی
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ خط کے جواب کو

دنیا کے اکل و شرب مین الشیخ پارسا
ہے تنے کیا پسند شراب و کباب کو

وہ کیا گئے کہ دولت آرام لٹ گئی
آنکھین سیاہ پوش ہین روتی ہین خواب کو

سچ یون ہوا ہے حبیب وہ بال پسند ہین
حق سے جدا سمجھتے ہین جو بو تراب کو

جان دین کسطرح جب خواہان جان کوئی نہو
دشمن جان چاہیئے گر مہربان کوئی نہو

ق

رخصت اے اہلوطن تخفیف زحمت چاہیئے
جائینگے اب روشناس اپنا جہان کوئی نہو

بے نشانی نامہ و پیغام کی ہو سد راہ
نیک و بد سن سنکے پہرین بدگمان کوئی نہو

گریۂ خندہ نما کیون ہو نمک پاش جگر
ہر طرف مستفسر راز نہان کوئی نہو

مبتلا گر ہون مرض مین موت کے خواہان رہین
چارہ گر کوئی نہو راحت رسان کوئی نہو

کروٹین بدلین نہو پہلو مین کوئی وقت نزع
غیر آواز نفس نوحہ خوان کوئی نہو

اپنی آفت سر پہ اپنی ہی گذرنے دو حبیب
رنج کیسا بس ہے یہ گر شادمان کوئی نہو

بہار آئی ہے پہرین سے آبگینون کو
پلا پلا کے لگائیے گلے حسینون کو

ہمین تو ہجر کا ہر ایک دن ہے ایک برس
وہ اپنے دل مین سمجھتے ہین پل مہینونکو

خفا ہوئے تھے تو منہ بھی پہیر دیا تھا
چڑہا کے رہگئے کیون آپ آستینونکو

شب فراق مین طوفان اشک روک لیا
رکھون آنکھون پہ کیون کرین آستینونکو

ثبات جامۂ ہستی کا گر گمان ہوتا
تو چاک رکھتے نہ احباب آستینونکو

چلے جہان سے تہیدست موںہہ چھپائی ہوئے
کفن مین ہاتھ ہین محتاج آستینونکو

لپیٹے ساعد و بازو پہ ہار پہولون کے
چھپا نہین ہے مرجان آستینونکو

بتون سے جب ہوئے بدظن جھکو خدا کیطرف
ہمیشہ سجدہ کی عادت ہے ان جبینونکو

زمین شعر مین ملتے ہین ہمکو یون مضمون
نکالتا ہے کوئی جسطرح دفینون کو

اڑے ہین یار ابھی فسخ عہد و پیمان پر
کہان گیا ہے کدورت سے صاف سینونکو

فلک پہ ہے مدد علم سے خیال اپنا
عروج پایا ہے طے کرکے سارے زینونکو

نہ کیسے پیار حد خالق میں رہتے مطعون
ستائے گر کوئی ہمزاد یہ نشینوں کو

کسی سے ہو نہ تو آزار د خیال بشاش ہے
حبیب چھوڑ دو روندی ہوئی زمینوں کو

جان جانے کا محبت میں اگر ڈر ہے تو ہو
آگیا دل اوس پہ پوشش پہ ستمگر ہے تو ہو

یاں قلمرو میں رہیگی تا ابد اقلیم عظم
اپنے ملک و مال پہ نازاں توانگر ہے تو ہو

ہے مخالف راستی کے سربسر جسکا کلام
صاف کہدون میں نہیں قائل سخنور ہی تو ہو

شخص بے جوہر سمجھہ تو پیکر بے حسن کو
کیا تکلف سر سے پا تک غرق زیور ہی تو ہو

میں بھی کچھہ پوچھونگا واعظ اسی طریق عشق میں
رہنما میرا ہوا اس کوچہ کا رہبر ہے تو ہو

جس سے میں الفت میں کوئی شئی نہیں [illegible]
بے سبب ناراض مجھہ سے وہ ستمگر ہے تو ہو

خاک میں وہ بھی ملے جسکا رہا چند سے عروج
اے فلک تجھسے ڈرین کیوں کینہ پرور ہی تو ہو

چاہئے افزایش دولت سے پہلے یہ دعا
یا الٰہی گر یہ میرے حق میں بہتر ہے تو ہو

جاہ و منصب سے کمال علم و فن بڑھتا نہیں
بے ہنر خوبی طالع میں سکندر ہے تو ہو

دیکھا دل میں جگہہ تیری نگاہ ناز کو
ہر مژہ بہر رگ جان نوک نشتر ہے تو ہو

حافظ مطلق ترا غربت میں ہمدم ہے حبیب
در پئے آزار بدخواہ ستمگر ہے تو ہو

جلوہ فرما ہو جو وہ مہر منور شب کو
غیرت صبح طلب ہو مرا سب گھر شب کو

خود ہی بدنام ہوا گھر سے آکر شب کو
مجکو رسوا کیا بلوا کے ستمگر شب کو

کچھہ تصور جو ترے قشقہ صندل کا رہا
دیدہ میں ہوئی تہمت نہ دم مجمر شب کو

چھلکے افشان لب بام جو آکر بیٹھے
بنگئے دیدۂ حیرت مہ و اختر شب کو

کیا سبب دیر کا ہے آج خدا خیر کرے — ورنہ تشریف وہ لاتے تھے برابر شب کو

دیدنی ہے میرے نمت کے ستارے کی چمک — اپنے جلوہ سے وہ دن کرتے ہیں اکثر شب کو

ظلمت جہل ہوگیا شعلہ مصباح علوم — کوئی بینا کبھی دن کرتا ہے باور شب کو

ہول اوٹھتی ہے جو دل میں تو نظر آتے ہیں — در کے روزن دہن افعی و اژدر شب کو

آپ کی یاد میں بیتاب تہا قلب مایوس — چھوٹے تھے یار سے پہلو میں کبوتر شب کو

بر میں عاشق کے اگر شاہد مقصود رہے — کیون نہ سمجھے سحر عید سے بہتر شب کو

زلف کا وصف لکھا ذہن رسا نے تا صبح — کر گیا طے رہ ظلمات سکندر شب کو

کاٹنے والا ہے اہل وہی ادبار کی رات — فضل سے اپنے سحر کرتا ہے جو ہر شب کو

اک گل شمع کو محتاج ہے آج اون کی لحد — کل میسر تہا جنہیں پہولوں کا بستر شب کو

رہے گلچین تماشا چمن نظم حبیب — تہا سوا گل سے دماغ اپنا معطر شب کو

ردیف ہائے ہوز

ڈرتے نہیں ہم فتنۂ محشر سے زیادہ — ہرگز وہ نہوگا تری ٹھوکر سے زیادہ

ابرو میں ترے کاٹ ہے خنجر سے زیادہ — ہر نوک مژہ تیز ہے نشتر سے زیادہ

اب کثرت سودا ہے مرے سر سے زیادہ — ہنگامہ ہے یاں عرصۂ محشر سے زیادہ

دکھلا رخ پر نور شب ہجر میں آکر — بڑھ جائے نہ یہ زلف معنبر سے زیادہ

اک لاگ ہے ظالم مرے دلسے ترے دلکو — شیشہ سے سوا یہ ہے وہ پتھر سے زیادہ

ہر دم طلب رزق میں بیسود ہو کوشش — ملتا نہیں انسان کو مقدر سے زیادہ

دل تیرے مرے لیتا ہے گرمی الفت — قیمت میں ہر اک اشک ہے گوہر سے زیادہ

رحمت پہ تری ناز ہے ہو جائے گا بخشا
صیاد طلسمات محبت میں پھنسے گا
تم دیکھو تو سیماب کو بھی آگ پہ رکھ کے
کیا خوب گذرتی ہے کرم سے ترے ساقی
رلواتے ہے نہ کیوں خون غم ابروئے مژگان

آغوش غم لحد امن مادر سے زیادہ
تڑپیگا خط شوق کبوتر سے زیادہ
بیتاب نہ ہوگا دل مضطر سے زیادہ
میخانہ ہے واللہ مجھے گھر سے زیادہ
ہر پھانس رگ جان میں نشتر سے زیادہ

غربت میں نہ پہنچتا جو حبیب جگر افگار
ہوتی اسے الفت نہ کبھی گھر سے زیادہ

شب فرقت میں اے دل کر فغان آہستہ آہستہ
شروع عالم پیری سے اتمام جوانی سے
گمان ہے تختہ سنبل کا بیجا میرے مرقد پر
کلیجہ جلگیا اور پھک چکا دل آتش غم سے
نہ خون اور ڈالو دل کے آلودہ کرے دامان قاتل کو
خفا ہوتے ہو کیون سنے وہ اسکو اپنے کوچے میں
دعا کی ہے تو ظاہر ہوگی تاثیر اجابت بھی
محل صبر و تحمل کا ہے یہ مضطر نہوا ے دل
ٹھہرنے دو طبیعت ہے بڑی روداد فرقت کی
کہاں اب دل میں وہ داغ جذب عشق ای پری

کہو راز محبت تا عیان آہستہ آہستہ
ضعیفی اپنی ہوتی ہے جوان آہستہ آہستہ
جگر جلتا ہے اٹھتا ہے دھوان آہستہ آہستہ
لب سلگینگی اپنی ہڈیان آہستہ آہستہ
تڑپا ہے مرغ سوء نیمجان آہستہ آہستہ
گرا ہے گا تمہارا نیمجان آہستہ آہستہ
چلتا ہے سفر سے کاروان آہستہ آہستہ
وہ لیتے ہیں ہمارا امتحان آہستہ آہستہ
سنا دینگے یہ ساری داستان آہستہ آہستہ
ہوئے سب کر گئے خالی مکان آہستہ آہستہ

حبیب اتنا ہی تو مضطر نہو فکر علایق سے
کریگا سلطنت وہ رسان آہستہ آہستہ

ہوئے کیون سامنے منظور نہا جسی اگر پردہ
یہ چھپنا قہر ہے صاحب ستم کرتے ہو در پردہ

خدا کی شان دیکھو سات پردون مین ہی بینائی
خلاف وضع ہے عصمت کا گر پہاڑے نظر پردہ

نہان وہ دلکی پردہ مین ہی نور آنکھون کے پردہ مین
نظر کیا آئے مردم کو ادہر پردہ ادہر پردہ

بہی شرم گنہ سے اشک رحمت جوش مین آئی
خطا کارون کا تو نے رکھہ لیا اے چشم تر پردہ

مری حالت بیان کرنا نہو جب کوئی پاس انکے
ہوا جب رازدان ہی تجھہ سے کیا اے نامہ بر پردہ

ہے راز و نیاز عشق کوئی غیر کیا جانے
سمجھہ لیتے ہین ہم سب کچھہ وہ کہہ جاتی ہین در پردہ

جہان کی زشت و زیبا سے ہمیان ہین شان ستاری
حجاب لامکان ہے حکمت بالغ کا ہر پردہ

ہوئے ہم عرض حاجت سے سبک سبکی نگاہون مین
ہوس نے جامہ غیرت کا پہاڑا تا کمر پردہ

جو سد رہ بات کو سمجھے تو اسکو ہیر و سایہ سی
ہی سد راہ اوسکا سینکے خنجر و سنگ و در پردہ

خدا کی یاد اور عشق صنم کیون کر رہی دل مین
نبھے اس ایک گہر مین کسطرح آٹھون پہر پردہ

ہملیہ بادہ کش چپ چپ کے پیا کر گر نہین چھٹتی
خدا سے ڈر ذرا رکھہ شرع کا اے بیخبر پردہ

آج پایان ہو گیا ساقی و ریا دل کے ساتھ
کل اگر چاہا خدا نے پھر پئین گے ملکے ساتھ

صاف کیا ہو نفس سرکش سا ہی دشمن دلکی ساتھ
مس طلا ہوتا نہین جبتک ہے اوس ظل کے ساتھ

کچھ ادائی اک ذرا کی تو نے جس بسمل کے ساتھ
جان دی اوس نیم جان نے ہائے کس مشکل کے ساتھ

مین ہلا کیا اونکو گویا داد وحشت مل گئی
آہوان دشت سب رہنے لگے محمل کے ساتھ

شمع خود پہلے جلی بعد اوسکے پروانہ چلا
لاگ ہے رخسار جانان کو یہ کسکو دل کے ساتھ

گر نہین دیتے ہو بوسہ بات تو سیدھی کرو
جانجان زیبا نہین کج بحثیان سائل کے ساتھ

روح پرور ہو گئے عناب لب سیب ذقن
اب ترے بیمار کو دق ہو گئی تھی سل کے ساتھ

گئے ہم تو وہ بزم سے اوٹھ رہے تھے
نہین آئی باتون کی نوبت زیادہ

مثل سے بے طمع کے ہین سب حرف خالی
قناعت سے ہوتی ہے عزت زیادہ

خدا پر بھروسے تھے ہو شاکر تو کرتے
فلک تیری ہم بھی شکایت زیادہ

اوٹھا شہر سے دل حبیب حزین کا
ہوا فتنۂ جوش وحشت زیادہ

لیا دل اگر کی عنایت زیادہ
نہ رکھیئے عبث مجھ پہ منت زیادہ

ہر اکدن سے ہے جانکاہ فرقت زیادہ
جدا رہ کے ہوتی ہے الفت زیادہ

پلا دے یہی ہے جو موجود ساقی
نہین کچھ تکلف کی حاجت زیادہ

حسینوں کا تو ہر سے جب بے نیازی
کرین کیون وہ اہل مروت زیادہ

مرا دل بنا مقتدا ہو گئی جب
ہوا و ہوس کی جماعت زیادہ

جگایا فرشتون نے خواب لحد سے
ہم اس گھر مین بیٹھے تھے راحت زیادہ

خیالات ہون پاک اوصاف بندش
تو ہوگی سخن مین لطافت زیادہ

دل ناتوان میرا یہ کہکے بیٹھا
جہان مین اوٹھائی اذیت زیادہ

ذرا دیکھیے لیکے تصویر یوسف
نہ تھے آپ سے خوبصورت زیادہ

جنھین ناز ہے اونکی الفت پہ دیکھین
کبھی ہم پہ بھی تھی عنایت زیادہ

کہون اونسے کیا مدعا اپنے دل کا
نہین جن سے صاحب سلامت زیادہ

مخاطب نہین رند واعظ سے کہدو
اوٹھاتے ہین کیون آپ زحمت زیادہ

ہوا خانہ اپنا اسے ناامیدی
مناسب نہین اب رفاقت زیادہ

وہ کہتے ہین دیدیجیے بے تکلف
اگر دے کوئی دل کی قیمت زیادہ

حبیب سیہ مست نے کی نہ توبہ
ہوئی ضد کا باعث نصیحت زیادہ

عکس روئے یار ہے تصویر پشت آئینہ / دیکھئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ

کنگھی کرتا ہے حنائی ہاتھ سے وہ شعلہ رو / مہر کے پنجہ میں ہے زنجیر پشت آئینہ

تھے آنکھیں چار ہوتے ہی ڈگر پائے ثبات / پشت بر دیوار ہے تصویر پشت آئینہ

سامنے اونکے رخ روشن کے ہے مثل نقاب / ہٹ گئی ہے آنچل تو بر پشت آئینہ

تاب نظارہ ہو کسکو جب صباحت صبح کی / ہوتی ہے حیرت کے وان جاگیر پشت آئینہ

چپکے جب سن لی تیری تقریر او شیرین بیان / کیون نہ پھر طوطی ہو دامنگیر پشت آئینہ

اولٹا آئینہ دیکھاتے ہی وہ پھر آئے ادہر / آج ثابت ہو گئی تاثیر پشت آئینہ

صاف ہیں سینے نہ پوچھو عاشقون کے دلکا حال / چھپ نہیں سکتی کبھی تحریر پشت آئینہ

عکس زلف یار ہے رخسار روشن سے عیان / دیکھلو آئینہ میں زنجیر پشت آئینہ

عشق ابرو ہو گیا تصویر جانان دیکھ کر / دل کے ٹکڑے کر گئی شمشیر پشت آئینہ

سچ ہے منہ دیکھی کی ہیں ساری یہ ظاہر داریان / کوئی بھی کرتا نہیں توقیر پشت آئینہ

آج وہ آغوش میں منہ پھیرے بیٹھے ہیں حبیب
بنگئے ہیں غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

دل میں ہے سواد سے تمنائے مدینہ / ہے وقت مدد اے شہ والائے مدینہ

اوس خاک سے روشن ہو نگاہ ملک و حور / کس طرح سے آنکھوں میں نہ ہو جائے مدینہ

گلزار جنان وان کی ہوا سے ہے معطر / سو جان سے فدا ہے چمن آرائے مدینہ

تسکین نہیں اسے حجر اسود و کعبہ / سر میں ہے ازل سے مرے سودائے مدینہ

ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر ہو
اے زیب دہ مسند مولائے مدینہ

چھپ جاتی ہین وان سارے گنہگارونکی عصیان
ستار کا دامن ہے کہ صحرائے مدینہ

ہر دم ہے ہمین شوق طواف لحد پاک
کیا دور ہے اللہ جو دکہلائے مدینہ

مر جاؤن تمنائے زیارت مین تو لکہنا
تربت پہ میری عاشق شیدائے مدینہ

دل یاد محمدؐ مین جو بیتاب ہو میرا
کسطرح سے آنکہون مین نہ پہر جائے مدینہ

کب وقت ہے وان احمد مرسل سا شہنشاہ
کیونکر کہون فردوس کو ہمتائے مدینہ

پوچہین جو ملک کونسی جا ہے تجہے مرغوب
بیساختہ لب پہ مرے آجائے مدینہ

جب خلد مین پہونچیگا حبیب سخن آرا
آئیگی صدا دل سے یہی ہائے مدینہ

جو پڑا رہتا ہے کوچہ مین نظر آئے نہ وہ
شکل اپنی جو کبہی پردے سے دکہلائے نہ وہ

دل مایوس کا کیا حال بتاؤن جسدم
جاؤن مین دور سے اور پاس بہی بلوائے نہ وہ

گہر مین دم گہٹتا ہے دیدار کو میرا لیکن
کہین جاؤن تو یہ کہٹکا ہے کہ آجائے نہ وہ

وہی فرسودہ خیالات ہین واعظ کے ہنوز
خود ہی کیا سمجہا ہے اکدن مجہے سمجہائے نہ وہ

کیا کہون فوت ہے اس خوف مین وعدہ کی خوشی
حسب عادت کہین پہر کہہ کے مکر جائے نہ وہ

آپ سے جاتے ہین گہر اوسکے بلاتا کیسا
یہ غنیمت ہے کہ محفل سے نکلوائے نہ وہ

عشق کا جسکے تغافل سے ہو وحشت انجام
کیون سر اپنا تیری چوکہٹ ہی سے ٹکرائے نہ وہ

بے نیازی کی کوئی حد بہی ہے اللہ رے غرور
آگئی جان لبون پر میری پر آئے نہ وہ

آج گو شاد ہے ظالم نہین ممکن یہ مگر
ایکدن ہنس کی مکافات مین پچہتائے نہ وہ

جسکی امید پہ ہر حال مین شاکر ہے حبیب
کون پوچہے نظر مہر جو فرمائے نہ وہ

اسی تن کی بقا تک حصہ ہے لذات عالم کا
دوبارا کون آیا خلق مین جسم مثالی سے

سبب ہوگی متانت حسن انجام محبت کا
حسین باوضع کب ملتے ہین رند لاابالی سے

چھپایا تھا زمین نے سینہ پر داغ عاشق کا
کھلے گل چھنکے نکلا عکس جب تربت کی جالی سے

خواص اکسیر کی رکھتی ہے طینت خاکسارونکی
سمجھتے ہین یہ جام جم کو کم جام سفالی سے

گلون سے کے لب نہوتے آشنائے خندۂ بیجا
جو آتی کچھ بھی شرم انکو خزان کی گوشمالی سے

کہان مال غنیمت اور کہان سرمایۂ ذاتی
ہمیشہ شاخ گل ممتاز ہے گلچین کی ڈالی سے

پڑے سے تھے نقش پا بنکے نہ سنگ راہ تھی ظالم
تجھے کیا مل گیا آخر ہماری پائمالی سے

یہی اردو مین دکھلاتا ہے رنگ صائب و حافظ
حبیب خوش بیان کی قدر پوچھے کوئی حالی سے

وفا کے جسمین سو پہلو ہون کی اسنے جفا ایسی
مری اس نارسائی پر بھی ہے قسمت رسا ایسی

ہجوم ناامیدی مین امیدین ہوگئین پیدا
خدا کے فضل سے پیش آئین مشکلین بارہا ایسی

جواب صاف سنکر پھر کہون کچھ غیر ممکن ہے
کسی سے آج تک ہمنے نہین کی التجا ایسی

جوانی اور شب فرقت کی بیتابی نہ بھولے گی
کرے پھر دل کی وہ حالت نہین کوئی بلا ایسی

ملا اب تک نہین گاہک نہ کوئی جنس معنی کا
رسا گو ہے طبیعت پر ہے قسمت نارسا ایسی

اسے پہنے ہوئی دیکھا ہے اکثر ہمنے زاہد کو
بھلا لایا کہان سے محترم ساقی عبا ایسی

ہمیشہ بھولتے رہتے ہین وہ روز آنیوالون کو
نہین دیکھی طبیعت آج تک دیرآشنا ایسی

ثمر ہے انکی ہر بے اعتنائی میری الفت کا
عموماً ملنے چلنے مین نہین ہرگز ادا ایسی

نہین واقف وہ دلداری سے پھر دل دیکھ بیٹھے ہین
ہے اونکی ابتدا ایسی ہماری انتہا ایسی

ہین مہمان آج جاتے رات دن کی کشمکش ولین
زمانہ مین نہین دیکھی کوئی مہمانسرا ایسی

مریں یا جانبری ہو جای فرقت کی کشاکش سے
بتا دے کوئی صورت ہمکو بھی ای چرخ ایسی

نشانہ بن گئے آفاق میں تیر ملامت کا
بھلا کرتے تو کچھ جیسے ہوئی تھی کیا خطا ایسی

گل خنداں سے چلے مضطرب ہو کر بچھ گئے کانٹے
زمانہ کی یکایک دیکھتے پلٹی ہوا ایسی

الم کی طرح عشرت بھی تعجب خیز ہوتی ہے
کہاں تھیں غم کی مشکلیں ای دل صبر آزما ایسی

حبیب اک روز تم دیکھوگے انجام اپنی محنت کا
گماں جسکا نہیں ہے ہوگی تائید خدا ایسی

چھٹوں دنیا کے جھگڑوں سے اجل آجائے جان نکلے
کہیں دل سے مرے اندیشۂ سود و زیاں نکلے

تمہارے ابرو و مژگاں کو ہم ایسا سمجھتے تھے
یہ تیغیں جانستاں نکلیں یہ ناوک بے اماں نکلے

دعائیں دیں نہ کیونکر تجھکو جان و دل سے اے ساقی
ہم آئے میکدے میں پیر اور بنکر جواں نکلے

نہ ٹھہرا ایک او بھی جو دم الفت کا بھرتے تھے
ہمیں ثابت قدم آخر کو وقت امتحاں نکلے

عدم کی راہ سے ہوش و خرد کا قافلہ گذرا
یہ نالے صورت بانگ درائے کارواں نکلے

ہوا دشوار بے تقلید چلنا راہ ہستی میں
ہمارے رہنما سب نقش پائے رفتگاں نکلے

بتوں کے عشق میں پیش آئیں کیا کیا دقتیں ہمکو
ادا میں آفت جاں اور اشارے جانستاں نکلے

عجب غواص ہوتے ہیں شناور بحر الفت کے
نہیں ڈرتے نہنگ سے سلیماں ڈوبکر یاں نکلے

خدا آباد رکھے تیرے میخانے کو اے ساقی
یہاں جب آئے ہم آشفتہ خاطر شادماں نکلے

لگی طاعت کی دھن جب کچھ نہ ہاتھ آیا اطاعت سے
ہوس طوفاں میں تیری ہم کہاں ڈوبے کہاں نکلے

جنہیں سمجھے تھے ہم ہیں وہ شہر دین کے حامی
وہ رہزن بنکے تیرے ہی حرم کے پاسباں نکلے

ستم پر ہے ستم اس ضبط کی تاکید بس میں پر
وہ دن پھر کے یہ چرکا اور نہ یاں لب سے فغاں نکلے

حبیب اک دن سخن کی داد لجائیگی غم کیا ہے

جو حالی کی طرح دو چار تیرے ہمزبان نکلے

فروغ مہر سے یکتا جگر کے داغ بنے — تمام پارۂ دل لعل شبچراغ بنے

یہ انقلاب ہے بلبل سیاہ زاغ بنے — وہ باغ خلد کا جن پر گمان تہارا غ بنے

نہال و سبزہ و گل تو نے جب کئے پیدا — تو کین ہر اک تے چمن بندیان یہ بلغ بنے

خدا کی دین ہے ہر چند مال ہو کہ جمال — خوشامدونکی بدولت وہ بد دماغ بنے

ق ۱ تمام عمر رہی جنکو فکر نام و نمود — یہ بے نشان ہوئے اور وہ بے سراغ بنے

۲ یہان نہوتی تھی گل دن کو شمع کافوری — وہ گھر ہوا کے پلٹنے سے بے چراغ بنے

۳ زمین کے نیچے وہ سوتی ہین جنکی تھی یہ خیال — ادہر مکان ہو اس رخ کو خانہ باغ بنے

چمن پہ عکس پڑا چشم مست کا کس کی — کہ سارے غنچۂ گل کہلتے ہی ایاغ بنے

حبیب لائے خدا وہ بھی دن کہ تجھسا رند

فرید کر کے علایق سے انفراغ بنے

مقتضائے وقت ہو جو کچھ وہ کرنا چاہیے — اختلاف اچھا نہین فتنہ سے ڈرنا چاہیے

قول "دیر آید درست آید" مین پنہان ہے یہ رمز — کرکے کوشش کے مدارج طی ٹھہرنا چاہیے

رنج و راحت ہین نتیجے انقلاب دہر کے — پر نہ اپنی حد سے انسان کو گذرنا چاہیے

ہے تلون طبع کا رنگ صداقت کے خلاف — کہدیا جو کچھ نہ اوس سے پہر مکرنا چاہیے

زندگی سے فائدہ کیا جب ہوئے بے اعتبار — بات ہی وہ شے ہے صاحب جسپہ مرنا چاہیے

سادہ لوحی سے نہین چلتا ہے کار حل و عقد — ڈوب کر بحر تفکر مین ابہرنا چاہیے

ترک دنیا کے فوائد کہو رہی ہے حب جاہ — پہلے سر سے اس پریوش کو اتر نا چاہیے

تنگ ہے وحشت بڑھتی ہے دیوانگان عشق کی — کوشش اصلاح چپکے چپکے کرنا چاہیے

یہ زمین روندی ہوئی ہے شاعروں کی اے حبیب
ڈہیہ کو مضمون کے پہلو دوسرے ڈہونڈہنا چاہیئے

اونسے بگڑی تھی مگر کچھ ایسی صورت بن گئی
غازۂ روئی امل گرد کدورت بن گئی

رنج کی تخفیف ناچاری مین راحت بنگئی
بدلی حالت جیسی ویسی ہی طبیعت بنگئی

نوشباب آیا ہوئین دلچسپ باتین دلفریب
طبع کی جودت وہ بچپن کی شرارت بنگئی

توبہ کرتے ہین مگر واعظ کبھی نبہتی نہین
عادت رندی ہی اب جزو طبیعت بنگئی

کوئی چارہ تھا نہ مجبوری تھین کوشش کے سوا
رہنما سے منزل مقصد ضرورت بنگئی

دوستو نمین جب ہوئین باتین توقع کی خلاف
باہمی الفت سمجھ لیجے عداوت بنگئی

ضبط مشکل تھا مگر جب پی گئے خون جگر
رفتہ رفتہ صبر کی تلخی حلاوت بنگئی

گھٹ گیا اقبال یا زشتی اعمال قبیح
منعمون کے حق مین طالع کی نحوست بنگئی

مشکلین آسان ہوئین جسدم ہوئی نیت بخیر
دل کی استغنا کلید باب دولت بنگئی

بے تردد حل نہین ہوتے ہین عقدے کے نکات
عادت تحقیق کشاف حقیقت بنگئی

وعدہ رحمت ترا دل سے بھلایا مجکو یاد
فکر آمرزش اگر ہول قیامت بنگئی

دیکھکر اس بے نیازی کو ہزارون سر جھکے
کج ادائی یار کی محراب طاعت بنگئی

فکر ایذا کی عدو سے لاکھ لیکن اے رحیم
تیغ آفت کی سپر تیری حفاظت بنگئی

کوششین کرکے تھکے نکلا نہ ارمان ایک بھی
تنگی دل قلۂ قاف قناعت بنگئی

کر دیا مایوس بندون نے تو رحم آیا اسے
ناامیدی کامیابی کی علامت بنگئی

دل سے ہے مالک خدا اس کارسازی کا حبیب
بات بگڑی جب کبھی تیری بدولت بن گئی

بہارائی نئی ہر میکدہ کا سائبان بدلی
ہر اک میخوار کی پھر چال بگڑی پھر زبان بدلی

نفاق و خودپسندی عام ہے دیکھو جدہر مظہر کر
کدہر تہذیب پہلی قوم کی حالت کہان بدلی

ہوا جاتا ہے ہیچ و دشمن کے ذکر دلفریب اونکا
یہ کیا حالت ہے کچھ تیری بہی نیت رازدان بدلی

چلا پورا فسون نرگس مخمور زاہد پر
ابہی تسبیح مرجان سے شراب ارغوان بدلی

مجھے رشک دیکے شادان کرنا ای بدعہد دشمن کو
ترا وعدہ ہی سچا اسپہ مینے شرط جان بدلی

کرم سے تیری یارب دور کردین کلفتین ساری
امید سود سے دم بھر مین تشویش زیان بدلی

مدار رنج و راحت ہے عتاب و لطف پر انکے
ہمارا رنگ رخ بدلا اگر تیور ہی وہان بدلی

جرس ہین کاروان گل کو منقارین عنادل کی
خزان سے پھر بہار جانفزا ای باغبان بدلی

ابہی لایا نہ تہا لب تک مین حرف مدعا صاحب
کہنچین ابرو کی شمشیرین نگاہ جانستان بدلی

بہت اچھا رہا وہ عاشق جانباز دنیا مین
دو روزہ عمر سے جسنے حیات جاودان بدلی

ملاقاتین غرض کی ہو سے یکرنگی سے خالی ہین
گیا لطف و لحاظ و سلوک دوستان بدلی

حبیب مبتلا جب نوکری وجہ معیشت ہے
تو شہر اپنا اہسی بستی کو سمجھو ہو جہان بدلی

دیدہ دل کس طرح محو تماشا ہو گئے
جس قدر ارمان بہری تہو اسمین عنقا ہو گئے

نیکنامی کی جنکی جب قدر رسوا ہو گئے
ننگ جن کا سونسی تہا آخر گوارا ہو گئے

جائے عبرت ہے جہان کتنی ہی بزم آرای عیش
اک چراغ عمر کے بجہتے ہی تنہا ہو گئے

ہے ہر اک نقش قدم آئینہ روئے مراد
جلوہ گاہ دیا سے سو لطف پیدا ہو گئے

دیکہنا جب ہو گا وصل یوسف مقصد نصیب
نوجوان پیری مین ہم مثل زلیخا ہو گئے

عشق ہستا دشت کی پردہ مین ہہی معنی آفرین
داغ سودا قلب پر حرف تولا ہو گئے

تشنہ لب اک مین بہی ہون اسکی زلال لطف کا
سیکڑون قطرے کرم سے جسکے دریا ہو گئے

جسنے کین برباد ساری کوششین اسلاف کی
فائدے جانکاہیون کے خوان یغما ہو گئے

ہوتی ہے ناکامیابی کی خجالت لاعلاج
خود ستائی مین بہت سے راز افشا ہو گئے

حسن سیرت آپکی صورت کا ہے اصلی جواب
غیرت یوسف سب تھے رشک مسیحا ہو گئے

بحر زخار کرم ہے جسکے ہین امیدوار
اک نظر مین دیکھنا ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے

نقد جان دیکر خریداری پہ عاشق تل گئے
جنس بازار محبت ناز بیجا ہو گئے

سختیان سہہ سہکے عاشق بنگیا عالی نظر
داغ سودا دیدہ دل مین سویدا ہو گئے

نکتہ چینی سے عدو کی ہو گیا حصر عیوب
تھے فضائل جتنے مخفی آشکارا ہو گئے

وجہ آمرزش ہوا ہر جرم کی جوش انفعال
رنج سے سامان راحت کے مہیا ہو گئے

کی جسارت جسنے عرض مدعا کی جب خطیب
دل کے مقصد زیب دامان تمنا ہو گئے

یہی امید ہے ہر دم خدایا تیری رحمت سے
غنی کر دیگا اکدم مین مجہے اپنی عنایت سے

بہت آسان ہوا یہ دل رہائی قید کلفت سے
جو استقلال کا دامن نچہوٹے دست ہمت سے

ملا سب کچھ چہٹی جب حرص کی بیہودہ زحمت سے
بچے کتنے ہین استغنا ہوئے حاصل قناعت سے

بدی کا بد نتیجہ ہو گیا گمراہ کا ہادی
خمار بادہ نے بدلا مری رغبت کو نفرت سے

وہی ہے مستند جسکو جہان کے اہل فن مانین
سخنگر یہ تو کیا حاصل سخن کی عام شہرت سے

یہ ہین خو کرم سے ہوتی ہے توقیر دولت کی
ہوا کرتی ہے جیسے عزم کی تائید جرأت سے

شرافت نفس کی وہ جوہر قابل ہے انسانین
محاسن اخذ کرلیتی ہے جو ہر قوم و ملت سے

دکہا کر دوستونکے دلکو وہ نادم ہی ہوتی ہین
مگر مجبور ہو جاتے ہین پہر اپنی طبیعت سے

توکل ہے جنہین دل سے تری رحمت پہ ای مالک
نہین پروا کسیکی اونکو بیٹھے ہین فراغت سے

طبیعت کا تغیر نقش رفتار زمانہ ہے
یہ صورت خود بدل جائیگی آنیوالی حالت سے

سلامت روبسر کرتے ہین اپنی عمر بل چل کے
نکل جاتے ہین کام اکثر فقط صاحب سلامت سے

حقوق خلق پر تو نے نظر رکھی نہ اے منعم
مبدل ہوگئی آخر بداعمالی فلاکت سے

بقا انسان کی ہے دوستی مین نوع انسانکی
ابھی تک نام ابراہیم کا زندہ ہے خلت سے

زمانہ بیتذل رکھتا ہے بدخواہ خلایق کو
بجز کاہش نہین ملتا ہے کچھ حاسد کو غیبت سے

مناسب ہی غزلین ہون حبیب اخلاق کی مضمون
سخن کی منزلت بڑھتی نہین لفظی رعایت سے

کوئی باتون سے عیان دلمین ہے پنہان کوئی
آرزو کا نہین میسر ہی حد و پایان کوئی

نظر آتا ہے یہ عالم مجھے بیہوشی مین
کھینچتا ہے طرف کوچہ جانان کوئی

ایکسان ہین تری درگاہ مین سب شاہ و گدا
مگر اس شان پہ حاجب ہے نہ دربان کوئی

اپنے دیوانوں کی حالت کا تماشا دیکھو
کوئی بیخود ہے تو ہے سر بگریبان کوئی

میری دلمین ہے ترے مصحف عارض کا خیال
یا ہی مابین حرم حافظ قرآن کوئی

لیجئے چھوڑ کے مرقد مین چلے یار و عزیز
آج کہتا نہین اللہ نگہبان کوئی

عاشق زلف کی سودے مین سر مو نہین فرق
ہے پس پردہ دل سلسلہ جنبان کوئی

پوچھے اس راہ مین کون آبلہ پا کو جس مین
جان بلب ہے کوئی بسمل کوئی بیجان کوئی

کچھ نہ کچھ ہے خلش نیش الم ہر دل مین
بچ سکا خار حوادث سے نہ دامان کوئی

بزم کو آئینہ خانہ کیا جلوہ نے ترے
کوئی حیران ہے تو انگشت بدندان کوئی

شمع مرقد کو بجھا ٹھہر اے باد صبا
شاید آئے طرف گور غریبان کوئی

فاتحہ کو کبھی ہو سلے سے بھی ہاتھ اوٹھے اپنا — مرنیوالون پہ کیا آپ نے احسان کوئی

کیا کہین کس سے کہین جب یہ تمنا ہو حبیب
کچھ سناتے کہین ملتا جو سخندان کوئی

ہزار شکر کہ نالے نہ بے اثر نکلے — ہماری حالت دل سے وہ باخبر نکلے
بڑا فسانہ ہے گھر چھوڑنے کا کوچۂ یار — تمہی تلاش مین ہم قصہ مختصر نکلے
خیال زلف بندھا اور ٹپک پڑے آنسو — اندھیری رات مین یہ طفل بےخطر نکلے
جگر کو توڑ کے گذرے ہین دل سے تیر نگاہ — کہ اپنا جان کے آئے اودہر اودہر نکلے
گناہ لاے ہین مجرم بنا کے تیرے حضور — جو راہزن تھے ہمارے وہ راہبر نکلے
خیال تک نہوا تیری سنگدلی کا کبھی — ہم اپنے گھر سے خدا کی امید پر نکلے
رفیق راہ عدم کے بنے ہین کچھ ارمان — بڑی تلاش سے دو چار ہم سفر نکلے
نصیب دیکھئے تھی جسنے جانبری کی امید — وہ میرے قتل پہ باندھے ہوئے کمر نکلے
وہین پہ قفل تھا وعدہ کسیکے آنے کا — ہجوم یاس مین نالے دم سحر نکلے
ستا کے آج ہین شاد کیون ہوا اے دشمن — عجب نہین جو کہین اسکی کل کسر نکلے
ہمیشہ خلق مین گذری ہے ایکسان کسکی — اونہین کا شکر ہے ارمان جسقدر نکلے
وہ کہتے ہین مری جامہ دری کا غل سنکر — نشان موت سے ہے لو چیونٹی کے پر نکلے

حبیب پھنس کے بلا مین نہ ڈر عجب کیا ہے
کوئی نجات کی صورت یہین سے گر نکلے

کرون دل بھی جدا اپنا کہ کرے کوئی دم فغان خالی — سوال وصل ہی کیا ہوگا جائے گی زبان خالی
کشاکش کا محل تھا کمان روح مجروح کو — گئی ہے سوے عدم کرکے عناصر کا مکان خالی

رہیگا یوہین اک پتلا ہوس کا بنکے ہر انسان
ہوا سے ہوگا جسدن تنگ جوف آسمان خالی

نہین ارمان کوئی دلمین وحشت کسکے پاس آئے
پلٹ جاتا ہے از خود دیکھکر گھر میہمان خالی

نہین کمظرف مین اک رند دریانوش ہون ساقی
کہا تنگ دیگا تو ہوجائیگی آخر دکان خالی

جسے سمجھی تھے سب لیلی وہ شاید روح مجنون تہی
مرادہ پہر رہا ہے لیکے ناقہ ساربان خالی

تعلق سے کبھی کے راستی ممتاز ہوتی ہے
نہ تنہا تیر مصرف کا نہ کارآمد کمان خالی

حریف اوٹھکر چلے جب بزم سی اُسوقت ہم پہونچے
ملے اولٹے خم و ساغر گزک کی کشتیان خالی

حبیب اس رنگ مین سرسبز ہو کوئی تو ہم جانین
تکلف کیا ہوئی ہی صاف گر اردو زبان خالی

مین نے کہا بصد نیاز جرم سے اعتراف ہے
رحمت حق نے دی صدا تیری خطا معاف ہے

سنتے نہین وہ دردِ دل اسمین بہی کچہ خلاف ہے
کہتے کہو نہ بار بار یہ بہی جواب صاف ہے

دل اگر ایک سو ہے مسجد و خانقاہ کیا
کوئی مقام کیون نہو حالت اعتکاف ہے

عمر گیا ہے اعتبار ہیچ ہین اپنے اقتدار
سب ہے اوسی کو اختیار ہم جو کہین وہ لاف ہے

خودغرضی ہی گمرہی کہو وہ نہ پت رہی سہی
دوستو خلق مین یہی باعث انحراف ہے

صحبت اتقیا مین تہا ذکر حبیب مے پرست
ذات مین اتحاد ہے وضع مین اختلاف ہے

ہر داغ آرزو کا کوئی چارہ چاہیے
پہلو مین شور ہے دل صدپارہ چاہیے

کب سے ہے بہار حسن ازل مین خزان کو دخل
ہر دم ہوا دامن نظارہ چاہیے

گردش زمین کی خواب اجل کیون نہ جلد لائی
سونے کے وقت جنبش گہوارہ چاہیے

بیحد مرے گناہ ہین کر عفو اے رحیم
اک عمر دیکھنے کو یہ پشتارہ چاہیے

فرقت میں میرے حال سے وہ بےخبر نہیں
حاجت ہے قاصد و نکی نہ ہرکارہ چاہیے

غربت میں ہم نشین ہے وہ مونس ملال میں
کیا اور تجھکو اے دل آوارہ چاہیے

سمجھے ہیں تلخ آبلہ پا لو خار دشت
یوں پاس خاطر وطن آوارہ چاہیے

زیبا ہیں اہل بینش کے چند سے مصیبتیں
تھوڑا تو ہر گناہ کا کفارہ چاہیے

وقت سخن ہو کیوں نہ درافشاں زبان یار
چشمہ کی زیب کے لئے فوارہ چاہیے

اسے ضبط دیکھ آنکھوں کی سانوں چھلاتے تجاہین
سچلے ہیں اہل بینش گہوارہ چاہیے

ساقی ہے چمن باغ ہے دور شراب ہے
پہلو میں ایک شاہد مہ پارہ چاہیے

ہوں لاکھ سد راہ نشیب و فراز دہر
کوشش کشود کار میں ہموارہ چاہیے

صورت گر خیال سے قدرت نہ حسب
اسکو نہ عکس اور نہ انگارہ چاہیے

عمر بھر جستجو خیال چشم قاتل میں رہے
پہ دل نرگس کے نیشہ دامن دل میں رہے

شکل مجنوں جستجو سے مقصد دل میں رہے
چند ارمان تھے جو لیلی بنکے محمل میں رہے

عمر بھر دوڑے مگر پہلی ہی منزل میں رہے
پاؤں کے چھالوں پہ رشک آنکھوں کے جو دل میں رہے

غیر ممکن ہے نہ ہو مطلب میں اپنے کامیاب
صرف گر ثابت قدم انسان مشکل میں رہے

کی نہ مطلق کوشش سرسبزی کشت عمل
حرص کے بندے تھے ناحق فکر باطل میں رہے

ہم بھی دیکھو آج کیوں حیرت سے اہل بزم کو
اسطرح بیٹھو کہ آئینہ مقابل میں رہے

کیوں کرے دل پر اثر ہجر کس نالے کیطرح
درد کا پہلو نہ گر صورت عنادل میں رہے

بیچا امید و بیم میں وابستہ اہل دل
کسطرح بیخوف طوفان کوئی ساحل میں رہے

سر پرست ایسے ملے جنکو نہ تھی قدر ہنر
نوشدارو تھے مگر ہم دست قاتل میں رہے

دیکھلے بتیس[۳۱] داتنون مین زبان کی احتیاط
بنکے جو محسود اقران و اماثل مین رہے

سر کو تھی نسکر علایق ابتدا سے عمر مین
پا سے ہمت نوجوانی سے سلاسل مین رہے

شور بیجا ہوگا دو کمظرف ملجائینگے جب
نخل نہوکر قصص افراد جلاجل مین رہے

ہے کمال فن شرافت کیطرح مضمون حبیب
رہنے دو گر منصب اعلیٰ ارادل مین رہے

سمجھ مین کچھ نہین آتا کہ ہے ہزار کوئی
ستم ہے جب نرہے دلپہ اختیار کوئی

بچا نہ تیر نظر سے ترے شکار کوئی
جگر کے پار ہے کوئی تو دل کے پار کوئی

نچھوڑ نیک عمل تا بہ اختیار کوئی
چھپا نہین آئے گا غافل نہ یار بار کوئی

پرائے دلپہ سمجھا ہوتا ہے اختیار کوئی
نچا ہے وہ تو کرے کیا کسیکو پیار کوئی

یہ فکر کر کہ زبان زد ہو تیرا حسن سلوک
نہین زمانے کی حالت کا اعتبار کوئی

کوئی تو خلق سے ہو دلعزیز خلق مین سے
ستم کی خو سے ہے سبکی نظر مین خوار کوئی

ہر اک سخن مین تمہارے بلا کی شوخی ہے
بنا نہو دل عاشق مین اضطرار کوئی

سناؤن حال دل زار کسکو فرقت مین
مجھے نظر نہین آتا ہے رازدار کوئی

تم آکے سامنے بیٹھو تو دل رہے یکسو
خیال اور نہو وقت احتضار کوئی

بجا ہے وعدہ کے دن کو کہین جو روز شمار
تمہارے وعدون کا ابتک نہین شمار کوئی

نہ اس کا وقت ٹلی اور نہ آئے قبل از وقت
قضا کے حصن سے محکم نہین حصار کوئی

بشر کو چاہیے یون عمر رفتہ کا افسوس
کسیکے غم مین ہو جس طرح سوگوار کوئی

رہے خدا پہ نظر شان بندگی ہے یہی
جو پیش آئے کبھی امر ناگوار کوئی

نہ ہوتی خلق مین ممتاز گر شرافت نفس
کبھی فقیر سے جھکتا نہ تاجدار کوئی

بتاؤ حیا و تمیز و نیاز سے ہے تقدم
حبیب تم کو خدا دے جو اقتدار کوئی

وہ کرتے ہیں ضد اپنی حاصل یہی ہے
سمجھتے نہیں بات مشکل یہی ہے

بشر کو کبھی رنج سے گاہ راحت
زمانے کی رفتار ای دل یہی ہے

سر شام جب تم لب بام آئے
سر آپ نے کہا ماہ کامل یہی ہے

کھلا بھید جب ہم لب گور پہنچے
محبت کے دریا کا ساحل یہی ہے

مرے دل میں آ بیٹھ ای رشک لیلی
رہ نازنین تیرا محمل یہی ہے

ملے داد وان حشر کا آسرا ظالم
خدا سے کہون یہ قاتل یہی ہے

نہ پوچھی کسی دن مرے دل کی حالت
ذرا دیکھ لے تیرا بسمل یہی ہے

کدھر کا ہے رخ اے مہ برج خوبی
مرے گھر میں آ تیری منزل یہی ہے

نہیں تجھ سا گل باغ ہستی میں کوئی
گلستان میں شور عنادل یہی ہے

نہیں بڑھنے دیتی ہے قید تعلق
مرے پاؤں میں بس سلاسل یہی ہے

بہلا دو حبیب اب جوانی کی باتیں
نہ سمجھو جو پہلے تھا وہ دل یہی ہے

پاکر امید پہ جگت حواس کے
اڑنے لگیں ہوائیاں چہرہ پہ یاس کے

کیا آگیا زبان پہ عالم میں پاس کے
سن سن کے لوگ جمع ہوئے آس پاس کے

ہیں جنکے ساتھ ہمکو ہو اس رہنما سے کام
پابند ہیں خبر کے نہ پیرو قیاس کے

دل غیر سے اعتنا پہ ہر دم قوی رہا
سامان بار با ہوئے بیم و ہراس کے

کب کشف تن ہو کا کشف اسرار معرفت
اسباب میں کچھ ادھر ہی ترک لباس کے

اہل سخن مین قوت ایجاد و شرط ہے
کیا لطف سیکھ پہلنے مین ڈھنگ اقتباس کے

پایا ہے بعد مشق ریاضت کے حظ و صل
تار نفس پہ دہوکے ہین خط مماس کے

جو بات جی مین آئے وہی کیجیئے مگر
سُننے مین ہرج کیا ہی مری التماس کے

مایوس ہر طرف سے ہون اب جلد لے خبر
راحت رسان ملول کے ہمدم اُداس کے

دکھ درد اپنا بہول سکے غم اوسکا ساتھ لائی
بیٹھے جو پاس جا کے کسی روشناس کے

اک ساغر زلال کرم اور چاہیئے
دے جلد لے کفیل مری بہوک پیاس کے

میخانہ مین مچائی ہی رندون نے دہوم دہام
ساقی کرشمے ہین یہ ترے اک گلاس کے

زینت سے تیرے بادیہ پیما کو کام کیا
ہین جامۂ حریر یہ پتے پلاس کے

نعمت کا شکر اہل نعم پہ فرض ہے
دولت رہی نہ پاس کبھی ناسپاس کے

کیا غم پہرا جو اک بت بیمہر ہی حبیب
گاہک ہزار ہین دل غلت اساس کے

کہتی ہے اجل آ مرے آغوش کے پالے
سب کر چکا دنیا سے بس اب دلکو اٹہا لے

گہر سے ہین یون گردش قسمت نے نکالا
تلوے سے کوئی کانٹے کو جسطرح نکالے

کیون چھیڑتے ہین بادۂ راحت کے قدح نوش
چپ بیٹھے ہین اک گوشے مین ہم دلکو سنبھالے

رحم آئیگا ان سے نہ مرض کو نہ قضا کو ق ۱
بیہودہ ہین آہین تری بے کار ہین نالے

کر صبر ہر اک دکھ مین خدا سے یہ دعا کر ۲
مالک مرے اس درد سے تو جان بچالے

کہلتی ہے جبھی اپنے مصائب کی حقیقت
پڑتا ہے جب انسان کسی غیر کے پالے

اسلام کی دنیا مین ہر اک سمت ہے اندہیر ق ۱
یارون نے ہین جسوقت یہ تفرقے ڈالے

ایک ایک کو کہتا ہے برا حاضر و غائب ۲
کون انکو نصیحت کرے کون انکو سنبھالے

اس دور ولے پت میں نہیں بنتا ہے کوئی کام ۳ پڑ جاتے ہیں جب بیچ تو سلجھتے نہیں ٹالے

کچھ زور نفاق و حسد و کینہ تو گھٹتا ۴ ہوتے اگر اس بیچ یہ تیری روشنی والے

آفت تو یہ ہے یہان بھی وہی خود غرضی ہے ۵ ہمدردی میں چھپا پا کرین لگا لکھنے رسالے

بر آنے کا تیرے کوئی اسلوب نہین اے دل کی تمنا تجھے اللہ نکالے

کھوٹا نہیں ہے بے عیب ہے نقد دل عاشق ۶ ظالم تجھے شک ہو تو یہان پیا ہے دکھالے

سمجھے تھے ہم اک شعلہ الفت کو بتون کی معلوم نہ تھا جان سے پڑ جائینگے لالے

رہتا ہے ہر اک وقت حبیب اپنی یاد میں
اسکے تو خیالات ہیں دنیا سے نرالے

نا امیدی مین تحمل کے مزے پائے ہوئے رہتے ہین ہم تو سے دل مضطر کو بہلائے ہوئے

وجہ سر تابی ہین قصر اپنے ہی بنوائے ہوئے مخرب ابن دل آخر کو سرمائے ہوئے

کچھ نہ پوچھو ہے جو باغ دہر مین دلبستگی آپسے آئے تھے ہم جاتے ہین بلوائے ہوئے

کہتے ہین وہ ٹال کر عشاق کی گستاخیان یون نہ مانوگے کبھی تم بے سزا پائے ہوئے

چاہتے تھے تذکرہ پر غیر کے داد سخن میری خاموشی سے بیٹھے ہین وہ جھنجھلائے ہوئے

دل کی قیمت بھی نہین کرتے لئے جاتے ہین آپ کہیے کیا سمجھو نہین ہے کچھ مونہہ سے فرمائے ہوئے

راستی جسمین نہو ہو وہ ستائش مبتذل ہین یہ اگلی صحبتون کے اک سکھائے ہوئے

دوستونکی جور بھی اہل وفا کو ہین عزیز آؤ صاحب دور کیون بیٹھے ہو شرمائے ہوئے

نیک و بد افعال یان ہوتے ہین یون اکدن عیان حشر مین آوینگے مردے جیسے دفنائے ہوئے

خوب ہے آغاز پر عاقل نہین کرتے ہین ناز خوف سے انجام کرتے ہین گھبرائے ہوئے

میری اخلاق سلوک امتکے اغراض وسیع خود نمائی کیلیے دلچسپ پیرائے ہوئے

خاک جسم نازنین بھی بوے خوش ہے خوبی نیک ۔۔۔ کہہ رہے ہین یہ حقیقت پہول مرجہائے ہوئے

دینگے ارباب حقیقت داد اکدن ای حبیب
لطف سے گر ہون بیان حالات پیش آئی ہوئے

ہین تمناؤنکی بادل دل پہ پہر چہائے ہوئے ۔۔۔ دم نہ لے سوز جگر بے انکو برسائے ہوئے

کچہہ تلافی ہے نہ ہو سکتی نہین مافات کی ۔۔۔ ہین امید مغفرت سے دلکو بہلائے ہوئے

چارہ نہین بوالہوس لوگونکی حالت کہل گئی ۔۔۔ آئینگے پہر اونکی محفل مین نکلوائے ہوئے

صحبت ناجنس نے کہویا زمانہ سی ہمین ۔۔۔ ہین کے سادگی سے سیواسوذی یہ پہنسائے ہوئے

فصل گل ہے ہر طرف جہونکے ہوا ای صبح کے ۔۔۔ عطر مین ڈوبی ہوئی پہرتے ہین اترائے ہوئے

سلسلے ایسے تعلق کے جہانمین ہین وسیع ۔۔۔ زندگی بہر رکہتی ہین انسان کو الجہائے ہوئے

ہوگا جو اوسکی مشیت مین وہ خود ہو جائیگا ۔۔۔ ہم بہی چپ بیٹہی ہین اپنے دلکو سمجہائے ہوئے

میکدہ ہے شیخ صاحب یہ کوئی مسجد نہین ۔۔۔ آپ شاید آئے ہین رندونکے بہکائے ہوئے

گر کرے وہ رشک گل تکلیف گلگشت چمن ۔۔۔ تازگی آجائے یہین پہول مرجہائے ہوئے

آگئے وہ تاب و توان آرام و راحت لیگئے ۔۔۔ ہے کچہہ بنتی نہین بیٹہے ہین غم کہائے ہوئے

ہاتہہ کیا اوٹہے گا ذرہ بہی نہین ہلتا حبیب
کچہہ نہ دیگا کوئی بے مالک کے دلوائے ہوئے

گل کی بہائی مجہے ہنسی نہ کبہی ۔۔۔ چاہیئے بے محل خوشی نہ کبہی

تم سے کہتا ہون میرا دل لے لو ۔۔۔ کام آجائے گا کبہی نہ کبہی

ابر غم چہا گیا جو دل پہ مرے ۔۔۔ آنسوؤنکی جہڑی تہمی نہ کبہی

دیکہہ لو آکے تم جہان مجہکو ۔۔۔ دیکہی ہوگی یہ دلگی نہ کبہی

جب سے ہم نے کیا ہے ترک لباس
ہوا کوئی بھی مدعی نہ کبھی

اس طرح سے گئی بضاعت صبر
پاس گویا ہمارے تھی نہ کبھی

ہو نہ کیونکر غرور یکتائی
دیکھی اوس گل نے آرسی نہ کبھی

مثل گل سے ہے وہ شوخ سادہ مزاج
مل ہو وسمے سے ہی مسی نہ کبھی

بعد مردن بھی تھا وہی عالم
کم ہوئی اپنی بیخودی نہ کبھی

گوش گل رہتے ہین سدا مشتاق
اوس کی آواز پر سنی نہ کبھی

خود ہی الفت بتونکی اے ناصح
ترک ہو جائے گی کبھی نہ کبھی

ہائے تسکین ہو کسطرح دل کی
اوسنے تو پوچھی بات بھی نہ کبھی

لب جان بخش یار کے آگے
چلا اعجاز عیسوی نہ کبھی

کی قناعت تو اوس ستمگر سے
ہوئے بوسے کے ملتجی نہ کبھی

تھے تصور مین جیب عارض یار
دیکھا دیوان مصحفی نہ کبھی

اسیری مین بلا نازل ہوئی وحشت کے پر نکلے
چلے صحرا کو زندانسے گریبان پھاڑ کر نکلے

برابر آرہی ہین لخت دل ہمراہ اشکون کے
مزا ہو منہ سے بھی جب ساتھ نالونکے جگر نکلے

جو کچھ گذری وہ گذری دم خموشی مین نکلجائے
کہے تا پھر نہ یہ کوئی کہ نالے بے اثر نکلے

جگر بھی تھا نہ دل تھا آپکے عاشق کے پہلو مین
یہی باعث تھا ہو ناوک ادھر آئے ادھر نکلے

ہمارے سامنے لازم نہین چھپ کے رقیب نکلے
کوئی ذکر اور چھیڑو باتون باتون مین نہ خنجر نکلے

ہوئی تسکین جنون مین شعلہ سوزان داغ کے
جنہین ہم سید گر سمجھے تھے ہم وہ چارہ گر نکلے

ہمارے ساتھ جاتے ہین عدم کو حسرت و ارمان
یہ حسن اتفاق اس وقت اچھے ہمسفر نکلے

کرے گر بخیہ میرے زخم دل پر سوزن مژگان
رگ گل بنکے ہر دم یار کا تار نظر نکلے

بتان سرو قامت کی محبت مین نہ پھل پایا
ریاضت جن پہ کی برسون وہ نخل بے ثمر نکلے

جگر پر اپنے اپنے ہاتھ رکھ لو اہل عشق تم
یقین ہے اس طرف سے اب حبیب نوحہ گر نکلے

شکر کے بدلے زبان صرف شکایت ہو گئی
حب دولت موجب کفران نعمت ہو گئی

سختیان کر لین گوارا جب تو آسایش ملی
جو صعوبت پیش آئی وجہ راحت ہو گئی

کامیابی دیکھکر ہر سفلہ و نا اہل کی
سچ تو یہ ہے ہمکو ناکامی غنیمت ہو گئی

کیا کہین جو انقلاب دہر سے صدمے سہے
ایک دم مین رائگان برسون کی محنت ہو گئی

کر دیا روشن جسم و دل کو نور عشق نے
گھر مین اس مہمان کے آجانیسے زینت ہو گئی

ہو گیا خود خاتمہ نام آوری کی فکر کا
اپنی گمنامی پہ جب ہم کو قناعت ہو گئی

تھی خطا سے فاش گویا عرض حرف مدعا
ترک اتنی بات پر صاحب سلامت ہو گئی

جلوت و خلوت کجا ملتے ہین وہ بیگانہ وار
راہ مین بھی گر کہین صاحب سلامت ہو گئی

چاہیے وہ فکر جس کی داد دین اہل کمال
فخر کیا ہے عام لوگون مین جو شہرت ہو گئی

عرض مطلب کی سزا دیدی جواب صاف نے
ناامیدی پر بھی کچھ قابل خجالت ہو گئی

دربدر پھرنا چھٹا شاکر ہوئے قسمت پہ جب
آنکھ مین شاہ و گدا کی ایک حالت ہو گئی

پوچھتے کیا ہو حبیب مبتلا کا حال زار
کہہ رہا ہے اب سکوت اوسکا کہ وحشت ہو گئی

بتون کے عشق مین سودا ہوا ہے
خدا شاہد خدا بھولا ہوا ہے

نہین بے وجہ ہچکی آ رہی ہے
مرا وان ہو نہو چرچا ہوا ہے

پلا ساقی شراب ارغوانی
ہوا ٹھنڈی ہے ابر اوٹھا ہوا ہے

دکھا صورت مجھے او رشک عیسیٰ
کہ آب آنکھوں میں دم اٹکا ہوا ہے

دل نالان کی ان بیتابیون سے
ہمارا راز کیا افشا ہوا ہے

دوا بیکار ہے میری طبیبو
کہین بیمار عشق اچھا ہوا ہے

برہمن دیر بھولا شیخ مسجد
ترے در کا ہر اک بندہ ہوا ہے

دلایا یاد بس دم وعدہ وصل
کہا کچھ تجھ سے سودا ہوا ہے

نہین سنتا کوئی مجنون کا قصہ
مری وحشت کا یہ شہرہ ہوا ہے

بٹھا کر مجھکو غیرون سے تکلم
یہ باب بے حجابی وا ہوا ہے

حبیب خستہ جان بیتاب کیون ہے
بتا کس حور کا شیدا ہوا ہے

یہ ناتوان ہوا کا میری بھلا کیا حساب ہے
وحشی لقب ہے عشق مین مجنون خطاب ہے

پیدا دیا تن مین عجب انقلاب ہے
آتا ہے شیب رخصت عہد شباب ہے

آئے نہ کیون وہ دل مین خیال رقیب کو
تا التفاتیون کا یہی سد باب ہے

پیری مین دل غریب ہوئی گرمی سخن
خوش کیف کیون نہو یہ پرانی شراب ہے

ہم کو تو کر دیا تری رحمت نے مطمئن
دوزخ کا خوف ہے نہ خیال عذاب ہے

ہر بحر مین نمود ہے ساقی کے فیض کی
گرداب دور ہے تو ساغر حباب ہے

کیجے نہ کم دہ اپنا نامۂ اعمال ہو سیاہ
ذوق گناہ باعث قتل خضاب ہے

ہر بات پر نہین کے سوا اور کچھ نہین
صاحب مرے سخن کا یہی اک جواب ہے

بحر جہان مین کشتی تن کا ثبات کا
لنگر نہین حیات مثال حباب ہے

برسون ہی رہ چکی ہے یہ دستار رہن مے
واعظ بڑا کہان کا مشیخت مآب ہے

شاہد حدیث لحمک لحمی ہے اے حبیب
حب علیؑ ولاے رسالت مآب ہے

ندامت یہ ہی کیون کی ہمنے امید وفا تجہسے
جہانمین یون تو دیکہے تہو بہت نا آشنا تجہسے

تحمل دلکو ہی دشوار غیرون کے اشارون کا
نہین تو اب بہی آتے گہر پہ ملتے بارہا تجہسے

نہ کیون مایوس پہرتا تیرے دروازیسے اے منعم
خدا کو بہولکر مانگا تہا مین نے مدعا تجہسے

رہو تم شاد و خورم خیر ہم ناکام ہی بیٹہین
کہین یہ اپنی محرومی پہ کیون سمجہے خدا تجہسے

دم مہر و وفا بہرتے ہین سب جور و جفا سہکر
ادائین تیری کہتی ہین شہونگے دلربا تجہسے

رکہون الزام کیون مین چارہ سازون پر کیا کرتے
یہ ہمدردی تہی آکر کہہ گئے جو کچہہ سنا تجہسے

یہ راہین چل اگر فکر بقا ہے نام سے غافل
نظر کر کہ رہے ہین سالکو نکے نقش پا تجہسے

امارت پر نہ کر تکیہ یہ دنیا چند روزہ ہے
غنیمت جان گر کچہہ ہو سکے کار خدا تجہسے

سمجہہ ولیکن ذرا لیکر چلا ہے درد مایوسی
وہ بیمار غرض جو مانگنے آیا دوا تجہسے

جہانتک ہو سکا تدبیر کی اپنے تمتع کی
نہ پہونچا اہل استحقاق کو کچہہ فائدہ تجہسے

بتا کوئی سبب کس بات پر آشناکشیدہ ہو
سنا کیا میری جانب سے کسی نے کیا کہا تجہسے

زمانے کا تغیر سر نوشت کامیابی ہے
جو آنکہین ہون تو چہپ سکتا نہین یہ رہنما تجہسے

امانت کی عیوض مین اگر کسیکی کچہہ رعایت کی
تو اسپر یہ گمان کرنا غلط ہو خوش ہوا تجہسے

حبیب اچہا ہو گر کرتے قناعت نقد ہستی پر
کوئی دن وہ بہی ہو گا خود چہکین گراغنیا تجہسے

گردش سے ہر لحہ مین یقین امان سے مجہے
زیر زمین دبائے گا کیا آسمان مجہے

اے رشک حور خلد ہے تیرا مکان مجھے
رضوان سے کم نہین ہے کوئی پاسبان مجھے

ساقی جواب نہ دو رہے لالہ رنگ سے
گردش دکھا رہا ہے نئی آسمان مجھے

افسوس ہے پہونچ گئے منزل پہ ہمسفر
چھوڑا مثال گرد پس کاروان مجھے

مرنے پہ بھی جو گرم تقاضا ہوا ہے جنون
لیجائے گا لحد سے اوٹھا کر کہان مجھے

وحشت مین سوے وادی غربت جو رخ کیا
لینے کو آئے دور سے ریگ روان مجھے

کھلتا نہین ہے سیر چمن سے دل حزین
فرقت مین تیری خندۂ گل ہے فغان مجھے

فصل بہار مین تو اجاڑ آشیان مرا
دو چار دن تو رہنے دے اے باغبان مجھے

اسیر پا ہے بوس تنم مین ہوا ہون خاک
کر اے صبا نہ بہر خدا رائگان مجھے

ایسا کیا ہے کاہش تپ نے نحیف و زار
ہے ناگوار جنبش نبض روان مجھے

لیکر عصا ہے او جو بستر سے مین اوٹھا
آواز دی یہ درد نے چھوڑا کہان مجھے

اشکون کے ساتھ روح ہوئی راہی عدم
تنہا نہ لے گیا جرس کاروان مجھے

ہستی چمک چمک کے نہ گردون پہ اسقدر
بجلی ہے تو اضطراب مین دیکھا کہان مجھے

قاتل کی باتین سن کے یہ کہتا ہے دل مرا
ناحق لگا رہا ہے کوئی برچھیان مجھے

پہنے کفن وہان جو سبکدوش ہون رقیب
ہو کسطرح نہ جامۂ ہستی گران مجھے

دیکھون تو کیسے داغ ہے اے دل و جگر
تم دونون کا ہے مد نظر امتحان مجھے

افکار کے ہجوم مین کیا فکر ہو حبیب
کچھ کہہ لیا ہے نظم کی فرصت کہان مجھے

پرائی ہے کہین خود کام کے دل کی تمنا بھی
ہوا اس کشت دل سے مجھکو حاصل کی تمنا بھی

عیان ہو نکتہ مضمون پر کسے ہے پلہ گران کسکا
تلے نقد سخن نکلے مقابل کی تمنا بھی

جسے ہین پای استقلال جب سے سطح ہمت پر
نظر آتی ہے آسان کار مشکل کی تمنا بھی

ہے مرنا ایک دن کیون منت کا احسان کہہ جاؤن
چھٹون جھگڑون سے ہین بر آئے قاتل کی تمنا بھی

طلب بے سود ہے گر ہو تقرب اہل دولت کا
دم طوفان نکلجاتی ہے ساحل کی تمنا بھی

بسر کر ہوشیاری سے اگر فکر ترقی ہے
سمجھ دل مین کہین نکلی ہو غافل کی تمنا بھی

نقاب الطورح روشن سے دکھلاؤ جمال اپنا
بیاض چشم شب ہو شمع محفل کی تمنا بھی

سناتے ہین مآل اندیش کب ما فی الضمیر اپنا
کہین ظاہر ہوئی ہے مرد عاقل کی تمنا بھی

زمانہ گر دکھا دیتا جمال شاہد مقصد
نکل جاتی ہمارے دیدہ دل کی تمنا بھی

دکھاتی ہے تجلی ثبت ہو کر لوح ہستی پر
ہلال آسا قمر بنتی ہے کامل کی تمنا بھی

ہمنا پرسان زمانہ اور حبیب رند لاپروا
کیا جو اسنے اب تک تھی یہی دل کی تمنا بھی

نگاہ گر نہین محو جمال رہتی ہے
تو روح میری اسیر خیال رہتی ہے

تمہاری شکل نظر مین ہی جیسے آنکھ مین نور
ہمیشہ سر مین یہ بنکر خیال رہتی ہے

کمال وہ ہے پڑے جبپہ مدعی کی نگاہ
مخالفت مین غضب دیکھہ بہال رہتی ہے

گیا شباب ڈھلی دوپہر جوانی کی
ہوئے ضعیف طبیعت نڈھال رہتی ہے

ہماری کشتی اعمال بار عصیان سے
غریق بحر غم و انفعال رہتی ہے

وفور شوق سے ممکن نہین گلہ شب وصل
غلط ہے کس کو سخن کی مجال رہتی ہے

بنا ہے قاف قناعت ہمارا قفل دہن
ہمیشہ بند زبان سوال رہتی ہے

مثال سبزہ ہے نشو و نما طبیعت کی
کسی روش پہ ہو یہ پائمال رہتی ہے

نہ کیون سبب ہو مری انزوا کا حسن بیان
اسیر بلبل رنگین مقال رہتی ہے

نہیں وہ راہ پر آتے کہ ہزار کوئی
ہر ایک بات میں در پردہ چال رہتی ہے

ہمیں عذوبت و تلخی مے سے راحت و رنج
ہیں خوش مذاق طبیعت بحال رہتی ہے

مرے مسیح دوا کر تپ جدائی کی
یہ کچھ دنوں سے علی الاتصال رہتی ہے

حبیب سوز ہے تسکین دل سے نقش ترا
وہ فکر ملک نہ پروا سے مال رہتی ہے

میری حالت نہ ہرگز اس قدر تغییر ہو سکتی
اگر ان چارہ سازوں سے کوئی تدبیر ہو سکتی

مسیحا بھی یہ کہتے دیکھتے گر تیرے کشتہ کو
قضا آئی تھی اسکی مجھ سے کیا تدبیر ہو سکتی

امیدیں جسسے کیں ٹھہری وہ ہر امید کے دشمن
خلاف خواہش تقدیر کیا تدبیر ہو سکتی

نہ ہوتا صانع مطلق کا قایل ولے صورتگر
کسی صورت سے بھی گویا اگر تصویر ہو سکتی

عوض جوشن کے نقش بوریائی تقریر ہے تن پر
عدو کی فکر سامان سوز کیا شمشیر ہو سکتی

نہ پہنتا دیدہ و دانستہ گر قید سلایق میں
تو آزادی ہی پاسے حرص کی زنجیر ہو سکتی

جگہ پائی نہیں ابتک خیال غیر نے دلمیں
صنم خانہ کی اس کعبہ میں کیا تعمیر ہو سکتی

مقرر کالعدم ہوتا جہان سے درد ناکامی
اگر طا بر ہماری آہ کی تاثیر ہو سکتی

نکلتا قید میں جمعیت خاطر کا اک پہلو
پریشانی مسلسل ہو کے گر زنجیر ہو سکتی

تخالف گر نہ ہوتا تیرے قول و فعل میں واعظ
تو اتنی بے اثر ہرگز نہ یہ تقریر ہو سکتی

ادا پر مرنیوالے بات کرنے کی قسم کہاتے
اشارو نہیں ہمیشہ تم سے گر تقریر ہو سکتی

تغافل آپ کا مانع رہا مجکو حضوری سے
کبھی گر یاد فرماتے بھلا تاخیر ہو سکتی

کہیں کیا سرگذشت اپنی کسی سے مختصر یہ ہے
عجائب داستان ہوتی اگر تحریر ہو سکتی

وفور شوق عرض مدعا کتنا سے لکھدیتا
لفافہ پر عبارت خط کی گر تحریر ہو سکتی

تعلق کچھ نہ تھا جب جانئہ تن روح نے چھوڑا
شمیم گل کی کیونکر خاک دامن گیر ہو سکتی

حبیب رند مشرب تھا محب ساقی کوثر
نہ کرتا گریہ تو یہ بھی تو کیا تعذیر ہو سکتی

میکدے کو جا کے دیکھ آؤں یہ حسرت دلمیں ہے
زاہدا اوس مٹی کی الفت میری آب و گل میں ہے

ارمغان ساقی دل کہ پھر ترکش سے تیر و نیم ہرا
مژدہ اے گردن کہ پھر خنجر کف قاتل میں ہے

کر کے الفت جان لوگے اور مکر جاؤگے پھر
مجھسے سن لو صاف کہدون جو تمھارے دل میں ہے

مردم دیدہ کو اب تو دولت دیدار دو
چشم کا حلقہ نہیں کاسہ کف سایل میں ہے

واہ وا کہنے کو ناموزون ہین بہتیرے مگر
جو مبصر ہے وہ تفتیش حق و باطل میں ہے

عیش مین دشمن بھی ملجاتے ہین ہوکر مہربان
امتحان الفت و مہر و وفا مشکل میں ہے

گو شمائل مین تمہارا سا مہ گردون ہے پر
فرق اتنا ہی کہ جتنا ناقص و کامل میں ہے

مجھ پہ کیا اے نوح طوفان بلا خود آ کے تم
ناخدا جسکے بنو کشتی وہی ساحل میں ہے

سنگ مین لعل اس سے پیدا ہو جگر ہوا ایسے خون
ضو ہی کب وہ مہر مین جو عارض قاتل میں ہے

غیر ممکن ہے یہیں تڑپوں اور یہ فرمائیں نہ وہ
دل پھڑکتا ہی وہ عالم جنبش بسمل میں ہے

تا قصو کی شہر تین ہین غور سے دیکھو حبیب
خلعت اعزاز دست خالق عادل میں ہے

پاس بیمار محبت کو ہے صحت کیسی
پوچھتے بھی نہیں وہ اب ہے طبیعت کیسی

دیکھتے رہیو فقط ہین ہون وفادار کہ وہ
امتحان گر ہے تو غیرونکی حمایت کیسی

جو مقدر مین ہے ہو جائیگا اک دن اے دل
دیکھ کیا کرتا ہے اللہ یہ عجلت کیسی

جو ہوا مجھپہ وہ سب آپکی الفت مین ہوا
پھر مرے حال کو سنکر ہے یہ حیرت کیسی

جب نہین تو امش تقدیر مین تدبیر کو دخل
پھر یہ ہر بات مین قسمت کی شکایت کیسی

کوئی شے کیون نہوا امکان نہین ہی ترک و قبول
جب طبیعت ہوئی قابو مین تو عادت کیسی

خاکسارون کی روش دیکھکے سب کہتے ہین
نام نخوت کا نہین پاس ہی طینت کیسی

نام لیتا ہون اگر ہوتی ہے وحشت دل کو
کچھ نہ پوچھو مرے ہیجان تھی شب فرقت کیسی

گرچہ مین خاک نشین ہون مگر اے اہل نظر
یہ تو دیکھو ہے خیالات مین رفعت کیسی

پگڑے کہتے ہی دل چال پہ او فتنہ خرام
دیکھ سینہ پھیر کے برپا ہے قیامت کیسی

کس تردد مین رہے کچھ نہ کہا تم نے حبیب
اس زمین مین ابھی دیکھو تو ہے وسعت کیسی

تن بہ تقدیر جو ہو عشق مین راحت کیسی
طالب وصل کو فرقت کی شکایت کیسی

کبھی جانا ہی نہین ہوتی ہے راحت کیسی
ایکسان عمر کٹی تھی یہ مری قسمت کیسی

ہاتھ پہنچا تو بڑی خلق مین عزت کیسی
کام آئی ہے فلاکت مین قناعت کیسی

دیکھ آئے ہین عیادت کو دوائے دیدہ شوق
دل بیمار سنبھل کیا ہے یہ غفلت کیسی

حرمت روزہ کہا صحبت میخانہ کہا
یہ ادھر آتے ہی بدلی مری نیت کیسی

نہ امارت کو بقا ہے نہ فقیری کو ثبات
امتحان ہوتا ہے دونون کی ہیئت کیسی

مکرتے رہتے ہین قیامت ہے ہی آگے کا حساب
جنکی مقبلے پہ نظر ہے انہین فرصت کیسی

اسپہ مرتا ہون کہ پوچھین وہ سمجھ کر بیمار
کیا ہوا خیر تو ہے اب ہے طبیعت کیسی

کہتے ہین جو مجھے بد خواہ ملون کیا اونسے
حرف جب وضع پہ آیا تو مروت کیسی

اب کہان شیب کی آمد ہے غضب تھا مجھے
روز افزون نظر آتی ہے نقاہت کیسی

اونسے پوچھے کوئی کچھ بھی جنہین اسکا ہے مذاق
پھیکی باتون کے بیان مین ہے حلاوت کیسی

مبتذل آج وہ ہے علم و ہنر حسین تسلیں — پاس ناموس آب و جہ کس کا شرافت کیسی

مال رہتا نہ کبھی نام رہا حاتم کا — آج تک سب کی نگاہون مین ہی وقعت کیسی

رشک فردوس ہو گلزار سخن کیون نہ حبیب
کی ہے تمنے بھی شب و روز ریاضت کیسی

عمر گذری کسکو روداد اسیری یاد ہے — اب قفس گھر ہے ہمارا ہمنشین صیاد ہے

رات دن کی دلگی وہ ہر گھڑی کی چھیڑ چھاڑ — خیر تم بھولے تو بھولے مجھکو ابتک یاد ہے

آج ہی دیا تیری حقیقت کھل گئی اے جوش خون — خشک ہے خار آسا زبان نشتر فصاد ہے

صبح محشر ایک کروٹ مین ہوئی شام لحد — آگیا وعدہ کا دن اب کہئے کیا ارشاد ہے

حاجت ناخن نہین سینہ کو میرے اے جنون — پشت خار دست وحشت پنجہ فولاد ہے

سیکڑون پیکان پگھلکر بنگئے ہین خون دل — اے ستمگر خاک میری کشتہ فولاد ہے

وصل مین مے پی مغنی تہا شب مہتاب تھی — ہجر مین دل خون ہوا اندھیر ہے فریاد ہے

آؤ یا کہدو نہ آئینگے جئین ہم یا مرین — یہ بھی ایک وجہ سکون خاطر ناشاد ہے

دیکھتے ہی دیکھتے نظرون سے ہوتا ہے نہان — کھل گیا باغ جوانی جنت شداد ہے

کس سے ہے ساقی نے غضب آرائش بنت العنب — طاق میخانہ مکان خلوت داماد ہے

خاک میری اڑکے پہونچی جتنی دامن تک تیرے — بس ہوا وسکے جو کچھ باقی ہے سب برباد ہے

عشق شیرین نے ہر اک موسم کی پردہ دری — رشک تاج فرق خسرو تیشہ فرہاد ہے

ہو کہین شاید اسیر گیسوی مشکین حبیب
دیکھتے ہین ہم تو اک مدت سے وہ آزاد ہے

جو تہا وہ ربط نہین آشنے رسم و راہ تو ہے — دلون مین کچھ ہو ابہی وضع کا نباہ تو ہے

مرض ہے یا غم فرقت یہ کہہ نہیں سکتا
پڑا ہوں تنگ نہیں حالت مری تباہ تو ہے

مہ صیام میں میخانہ بند ہے تو چلو
یہ تیس دن وہیں کاٹیں گے خانقاہ تو ہے

کمی کرے غم فرقت میں لاکھ خون جگر
معاملہ دل و مژگان کا روبراہ تو ہے

گنہ کا بار تیرہا ہے کشتی سے خیر بڑ سے
غم خمار مجھے وجہ انتباہ تو ہے

ہزار شکر خیالات قوم کے بدلے
کسی طریق سے ہو کوشش نجاہ تو ہے

نہیں ہوں عابد و زاہد تو کیا ہوا اے شیخ
ہر ایک وقت خدا پر مری نگاہ تو ہے

جفا میں سب کے بچی جان کم نہیں یہ بھی
دل ستم زدہ کا ایک دادخواہ تو ہے

نیا کمال ہے اسیر ہی لوگ نازاں ہیں
ہنر نہیں ہے تو ہم میں حب جاہ تو ہے

بلا سے گو شب فرقت میں کوئی وصف نہیں
ہمارے بخت زبون کی طرح سیاہ تو ہے

ہے جنکے پاس مبارک ہو ملک و مال اونہیں
حبیب اپنی طبیعت کا بادشاہ تو ہے

وہ صحبتیں نہیں پر مہوشوں سے راہ تو ہے
روا روی کی ملاقات گاہ گاہ تو ہے

سمجھ کے کچھ نہیں دیتے ہیں کفر کا فتوے
ہماری وضع پہ لوگوں کو اشتباہ تو ہے

غضب کی آگ نے پھونکا ہے جیتے جی اوسکو
عدو جہان میں سیہ قلب و روسیاہ تو ہے

بہانہ ہو گئی رحمت کا معرفت اتنی بات
ہمارے آگے گنہ ہوئے عذرخواہ تو ہے

بہت مفید ہے واعظ اگر موافق ہو
شراب پینے میں نقصان نہیں گناہ تو ہے

باس فقر میں کاٹینگے زندگی کچھ دن
خدا کا شکر انکا سے پناہ تو ہے

شب وصال اگر چاندنی نہیں نہ سہی
تمام رات مقابل وہ رشک ماہ تو ہے

دکھا کے دل مرا عالم کو کچھ حاصل
نہیں ہے گر کوئی دل سوز بر قفاہ تو ہے

کرے نہ قدر کوئی پر جہان مین یہ سخن
شرف ہے ہند کا سرکار پادشاہ دکن
یہ شاعری کے ہوس سخن سگے دشمن جہان
ہمارے حال کا اک معتبر گواہ تو ہے
برا سے قوم یہی اک امید گاہ تو ہے
اسی پہ خوش ہین کہ اک شور واہ واہ تو ہے

حبیب دل پہ سہو اور صدمۂ غربت
وطن کے جھگڑوں سے چھٹے یہان پناہ تو ہے

اس قدر قلب و جگر نا آشنا ہونے لگے
قطرہ ہاے خون مژہ سے بھی جدا ہونے لگے

فرض الفت دونون جانب سے ادا ہونے لگے
مہربان وہ ہم پہ ہم اون پر فدا ہونے لگے

ہوگیا مجبور مین اخفاے راز عشق سے
داغ سودا نافہ مشک خطا ہونے لگے

رخصت تاب و توان نزدیک ہے یا وقت مرگ
کان پھر مشتاق آواز درا ہونے لگے

بڑھتے ہین پیہم گریبان اور صحرا کی طرف
ضبط بیقابو ہے خود سر دست و پا ہونے لگے

قلب ماہیت اسی کہتے ہین اے دور فلک
باوفا معشوق عاشق بے وفا ہونے لگے

ڈہل گیا جوبن تو شان دلربائی گھٹ گئی
لو اسیر دام گیسو خود رہا ہونے لگے

سلب آزادی ہین واعظ اس قدر کوشش نکر
رند کہنے سے ترے کیون پارسا ہونے لگے

جب کبھی ثابت ہوئی نکلی دلیل راستی
بت برہمن کے لیے قبلہ نما ہونے لگے

عجب و نخوت نے جہان مین استقدر باندھی ہوا
خاکساری کے طریقے کیمیا ہونے لگے

گردش تقدیر سے کی بنا کرتا توان
بالش پہلو ہی سنگ آسیا ہونے لگے

دیکھیے نبھتی ہے کیونکر رات دن کی چھیڑ چھاڑ
سیدہی باتو نہین بہی وہ ہم پہ خفا ہونے لگے

نام رکھیئے مسلمان توبہ کر ڈالو حبیب
اب تو میخواری کے چرچے جابجا ہونے لگے

مرا خیال نہ پستی سے آشنا تھا کبھی
غضب ہوئی اسے اے آسمان نظر تیری

ادھر بھی دیکھ ہوا ہے زمانہ پر آشوب
فسون کا گھر ہے ہر اک چشم فتنہ گر تیری

ہے بیکسون کی مذمت کا نام غمخواری
اسی پہ ہوتی ہے اب واعظا بسر تیری

نہ بنتے عابد شب زندہ دار مردم چشم
جو دیکھتے نہ تجلی دم سحر تیری

فقیر ہو کے پھرے ہر گروہ مین ڈھونڈھا
کسی نے دی نہ مگر آج تک خبر تیری

نہین ہے گردش ایام کا گلہ زیبا
بھلا کرے کوئی کیا قدر بے ہنر تیری

سجین گے گوشۂ عزلت کو حسب خواہش دل
ہر ایک رنگ سے تصویر کھینچکر تیری

امید وصل غنیمت ہے ہجر مین اے دل
اسی خیال مین ہو جائے گی بسر تیری

اگر کہین نہین کوئی رنج کر نہ حبیب
خدا امین سے ہو جائیگی بسر تیری

کہان کہان نہین کی مین نے جستجو تیری
کشان کشان لئے پھرتی ہے آرزو تیری

ہمارے پارۂ دل کو عزیز رکھیو نہ
جہان مین نہ سمائے گی آرزو تیری

نہین ملا نہ سہی خیر دیکھ لینگے کبھی
کرین گے حشر تک اب یون ہی جستجو تیری

گلون نے آنکھ چرائی ہو چاک دامان سے
بھری ہوئی ہو مرے پیرہن مین بو تیری

عیان ہو حال ابھی بیخودی کا گر ساقی
یہ شیشہ میری حقیقت کہے سبو تیری

مین تو ہون جفا و ستم کا خوگر ورنہ دل جل جائے
شکایتین جو کرون تیرے روبرو تیری

نہ سمجھنا پردہ نشین ہے یہ ہمسا آوارہ
ہمارے عشق سے شہرت ہے چار سو تیری

سلیم کو ارنی کہنے کی نہ حاجت ہو
یقین ہے ہوش اڑین سنکے گفتگو تیری

نہ پاک ہو گا جلا سے کافر بدکیش
ملیگی خاک مین اک دن یہ آبرو تیری

حجاب جو لی کمر یار مین تو اے خنجر
گلا ہمارا کبھی سے لگا آبرو تیری

کبھی نہ شانے سے سلجھے اگر پریشان ہو
ہمارے دل کی طرح زلف مشکبو تیری

خدا سے حور پہ مائل نہ ہونگے جس لینا
یہ کان وہ نہیں جو سنتے شکر گفتگو تیری

عبث عدو سے یہ رو کا خوف کرتے حبیب
خدا بچائے گا ہر وقت آبرو تیری

جو دل مین لے گئے بے مہر آرزو تیری
ہے اونکی خاک کے ذرونکو جستجو تیری

گرا جیب آنکھ سے دامن مین لیلیا اونکے
بچائی خاک مین ملنے سے آبرو تیری

کیا ہے تیوری شکایت کو سنکے یہ ستم
نہیں خدا سے حقیقت نہان عدو تیری

شب وصال مین کیون مین نے درد ہجر کہا
سنی نہ شام سے تا صبح گفتگو تیری

ترسے مرسے ہی مین لی جان جسکے دیدکے
کمند زلف تمنا کیا کرے گلو تیری

نہ آئیگا مرے اعزاز و اعتبار مین فرق
برائی اچھونکی عادت ہے حیلہ جو تیری

عدو کے واسطے دیتے ہین پر نہین آتے
ہماری موت نے بھی سیکھ لی ہے خو تیری

بلا سے جان تن لاغر ہوا ہے فرقت مین
جدائی کھینچتی پھرتی ہے چار سو تیری

شکایت ستم و جور کر نہ اے دل زار
سنے گا کون بھلا اونکے روبرو تیری

بہم ہوئی تھی جو شکر جیسے ہو دعا مین اثر
کلیم لب ہین مسیحا سے گفتگو تیری

بس اک حبیب تنہا باقی ہوا ہے دیوانہ
جفا مین کون سے شوخ تند خو تیری

[illegible] دیکھئے کیا ہوتا ہے
آج دل مین مرے کچھ درد سوا ہوتا ہے

بیٹھ کر [illegible] زلف [illegible] ہوتا ہے
دل ناداں [illegible] ہوتا ہے

غم فرقت بھی عجب ہوش ربا ہوتا ہے | خفقان فکر تسلی مین سوا ہوتا ہے

آدمی وہ بھی ہین معشوق نہین کیا ہوتا ہے | مگر اک آفت جان حسن ادا ہوتا ہے

کر دیا ہم کو تغافل نے کسی کے برباد | چپ ہین گر منہ سے کہین کچھہ تو گلا ہوتا ہی

کچھہ نہین ہوتا ہے جبتک نہو اوسکی مرضی | جو کبھو ہوتا ہے جب فضل خدا ہوتا ہے

تیرے محتاج کو زیبا نہین غیروں سے نیاز | تاج درویش مین کب بال ہما ہوتا ہے

اوس کی رحمت کے کرشمے ہین کرم کے حیلے | ہمسے کیا نیک عمل وقت دعا ہوتا ہے

ایک دن اوس گل رعنا کی نہلائی خوشبو | کب وہان تک گذر باد صبا ہوتا ہے

ہوگا کیا گر دل عاشق مین نہو جذبہ شوق | سب غلط ہے کہین نالہ بھی رسا ہوتا ہی

کیا صلہ دیگا وہ بیباک وفاداری کا | نام سنتا ہے میرا گر تو خفا ہوتا ہے

دل جلے کرتے ہین یون ثروت عالم معدوم | پانی جس طرح حرارت سے ہوا ہوتا ہے

بیگنہ جور سہے جس سے وہ پائیگا فروغ | کہین زائل اثر صدق و صفا ہوتا ہے

واے غفلت نہین کچھہ اپنی تباہی کا خیال | دیکھتے بھی نہین ہم خلق مین کیا ہوتا ہے

شاذ و نادر کوئی ہمدرد جو پیدا ہو حبیب
ہر طرف سے وہی انگشت نما ہوتا ہے

ثنائے یار سراپا سخن مین رہے | زبان سے نکلے نہ نقطہ دہن دہن مین ہی

دیا نہ ساتھہ ہمارا کسی نے غربت مین | جلیس بزم نشاط وطن وطن مین رہے

جفائین یار کی فرقت مین یاد کر لے دل | ہے عین لطف جو ذکر محن محن مین رہے

ضرور چاہیے ترک مقام نشو و نما | کوئی نہ پوچھے جو مشک ختن ختن مین رہے

پھر اوس قبا سے تری لوگ کھینچین عطر [illegible] | تمام رات جو اے گلبدن بدن مین رہے

ہمارے لخت جگر لعل سے بہا نکلے
خفیف ہو کے عقیق یمن یمن میں رہے

شہید ناز کی ہے عاشقو نہیں یہ توقیر
کہ اوسکی خاک کا ذرہ کفن کفن میں رہے

بجز جلاے وطن قدر دان نہیں ملتا
نہ آبرو ہو جو در عدن عدن میں رہے

ہماری نظم ہے سلسل جو بلبلیں سن لیں
تو مدتوں یہی چرچا چمن چمن میں رہے

حبیب حرف نہ لکھے کوئی تعلق کا
خیال خاطر اہل سخن سخن میں رہے

جتنے تھے سب تیری محفل سے نکلوائے گئے
وہی اپنے رہے آخر کو جو کم آئے گئے

آج تقریر کا واعظ کی اثر دیکھ لیا
رند سے پیتے گئے وعظ وہ فرمائے گئے

خاک میں ملکے یہ دیتا ہے صدا نقش قدم
اوسنے بہتر تھے جو اس راہ سے اٹھوائے گئے

اس سے کچھ گرمی بازار ہے شاید مقصود
کہتے ہیں خط میرے اغیار کو دکھلائے گئے

تیرے عاشق نے غرض یہ ہے کیسی دشمنی
اپنے بیگانے نصیحت کو بہت آئے گئے

کچھ دنوں سے یہی محفل دلدار کا رنگ
آج یا دو گل پھولی کل یہ نکلوائے گئے

گوشہ نشین غیر رنگی ہو جائینگی سب نقش بر آب
دیکھتا ہم اگر اوس بزم میں بلوائے گئے

جو سے واعظ بھی تو اوس حور لقا کے عاشق
پر چلی کچھ بھی نہ حضرت کی بہت آئے گئے

قابل ذکر ہے ان لوگوں کی ثابت قدمی
مر کے بھی کوچہ دلبر میں جو دفنائے گئے

بیوفائی کی رقیبوں سے شکایت ہی عبث
کیوں یہ شانے کی طرح زلف میں الجھائے گئے

سخت تشویش ہی کیا امر ہوا اسکے خلاف
صاف باتوں سے تکدر کے نشان پائے گئے

شکر اللہ کا وہ میرا گلہ سن سن کے
مسکراتے گئے ہر بات پہ شرمائے گئے

ہاتھ ان میں بھی ملا یا گیا تھی بحث فضول
ناصح اتنا بھی نہ سمجھے مجھے سمجھائے گئے

کیا بچے عشق مجازی کی اذیت سے بشر — جب فرشتون کو کنوئین چاہ مین جہکوائے گئے

خاکساری سے نہ پلہ کبہی اونچا ہوگا حبیب
حشر کے دن مرے اعمال جو تلوائے گئے

ولہ

کہون کیا باتین کرتی ہی جب لکنت زبان میری — گیا روز جوانی وہ طبیعت اب کہان میری
سخن سے صورت معنی عیان ہین شوخیان میری — شباب شیب ہے لیکن طبیعت ہے جوان میری
تم آؤ یا نہ آؤ دیکہتا ہون راہ مدت سے — نہ منہ پہیرونگا جب تک پہر نہ جائین پتلیان میری
نہ جب ہم حضرت یوسف کی تنہائی پہ رحم آیا — بہلا پہر بات کیا پوچہین گے اہل کاروان میری
جواب آئے نہ آئے اسمین کیا بس پر یہ کہدونگا — لکہے خط تمکو یان تک جہک گئی ہین انگلیان میری
ہمیشہ باغ ہستی مین خلش ہے خار کو گل سے — نہ کہٹکین کسطرح دلمین بدونکے نیکیان میری
یہان سے بیخودی کیونکر چلے بس چارہ سازونکا — جو کہہ سکتا مین کچہہ کرتے تسلی رازدان میری
مرے دل کیطرح ہر دم جلی فرقت کی راتون مین — تیری تعریف مین اے شمع قاصر ہی زبان میری
نہ کر اصرار بلبل بس اوٹہا لے آشیان اپنا — سفارش مین کرون اوسدم نہ جب باغبان میری
جو کچہہ کہنا ہی انسے دل سے کہہ لیتا ہون فرقت مین — نہین ہمدم کوئی آہ رسا ہے رازدان میری
دیا ہے خوب آب و رنگ گلزار فصاحت کو — رہا ہی گر سخن مین دین سند اہل زبان میری

حبیب رند مشرب کہہ رہا تہا آج واعظ سے
عنایت ہی جو حضرت بخشدین گستاخیان میری

کچہہ دنون اور رہی گر یہی وحشت میری — آئینہ یار کا بنجائیگی حیرت میری
خواب مین آئے وہ بیدار تہی قسمت میری — ہوشیاری کا مزا دے گئی غفلت میری
روکنے سے ہوئی بالیدہ طبیعت میری — لیچلی سوئے بیابان مجہے وحشت میری

دل کے جلانے نے یہ وقت اوڑا سے پرزے
دیکھتی ہی رہی کس یاس تو حسرت میری

جب کوئی پوچھتا ہی عشق و جنون کی حالت
پھر شبیہ دکہا دیتے ہین صورت میری

کشتۂ یاس شاید ما بھی ہوا ہوگا کوئی
میرے بالین پہ لگا کرتی ہو حسرت میری

رنج بے وجہ بھی تم دیتے ہو جب کہتا ہون
شبکے کہتے ہین کہ اب سنیے یہی عادت میری

کیا ادا اوسکی پسند آگئی حیران ہون مین
خواب بھی کبھی آئی نہ طبیعت میری

یار نے داد وفا دی مجھے بعد مردن
شکر کی جا ہے شکانے لگی محنت میری

پیٹ چکے جیب و گریبان اب اکتاتا ہون
المدد جوش جنون ہو وہی وحشت میری

نام شکر ترا کل اشک جو پیہم ٹپکے
خود بخود کہل گئی لوگون پہ حقیقت میری

جاؤن کسطرح یہ موسم ہے مین پہر کعبہ کو
دم احرام بتون مین رہی نیت میری

عمر بھر جو رہے مرنے پہ برباد ہے خاک
پھر قیامت ہے کہ بھرتی نہین نیت میری

جذب دل کھینچ کے لایا ہی دم نزع اونہین
کیا برے وقت مین پہل دیکھی نیت میری

تنگ ہستی ہون رہون گوشہ نشین کیون نہ حبیب
شرمساری کا سبب ہے مجھے شہرت میری

بیخودی کیونکر نہ ہو آنکھون مین تیرا نور ہے
خانہ دل مین مرے روشن چراغ طور ہے

کیون تردد مین عبث تو اے دل رنجور ہے
آپ ہوجائے گا جو اللہ کو منظور ہے

اوسکا عامل ہو نہین جو عشاق کا دستور ہے
دل مین تیرا وہیان ہو لب پر ترانہ گور ہے

پوچھتے ہین مجھسے کیون اب تجھکو کیا منظور ہے
ہو نہین مختار بندہ ہر طرح مجبور ہے

کیا خوشی ہی جو ہو ملا لینا منزل مقصود کا
اے دل مضطر ابھی کوسون ہی دل دور ہے

خوش نہ ہونگا لاکھ دین مجھکو تسلی چارہ ساز
کہتے ہین بیمار سے اچھے ہو یہ دستور ہے

ایک دم اپنی حقیقت پر نظر پڑتی نہین
نفس سرکش کا برا ہو کسقدر مغرور ہے

مین رہا ساکت تو واعظ خود یہ فرما کر اوٹھے
اوسکو کیا سمجھائیے جو عقل سے معذور ہے

تھی جو کل تک وہ شکوہ گورکانی کیا ہوئی
آج لی برگ و نوا ذریت تیمور ہے

ہو رہا ہے مرگ سے پہلے ہی سامان حنوط
دیکھنا خوف گنہ سے رنگ رخ کافور ہے

یہ سمجھکر کرتے ہین نام آوری کا اعتبار
آخر اسمین کچھ تو ہے جو اسقدر مشہور ہے

ہے غنیمت خاتمہ ہو جائے گر میرا بخیر
فکر جنت ہے یہان زاہد نہ ذکر حور ہے

ہر گھڑی صدمے نئے دیتا ہے سنگ تفرقہ
دل کا شیشہ سختیون سے اسکی چکنا چور ہے

اب تو بے تقلید کوئی بات ہی بنتی نہین
یہ نئی اردو زبان ناسخ مغفور ہے

بال آیا کاسہ چینی مین جب آئی صدا
دور آخر مین یہ روداد سر فغفور ہے

سوزش غم درد مکرر بات سے ہے دلمین مگر
کس طرح سے بے دیکھے کہ دل داغ ہی ناسور ہے

رشک یونان ہند مین مصر عزیزان کمال
کتنے ہین مولد حبیب خستہ کا کنتور ہے

گوارا زیست مین انسان کو آفت ہوتی جاتی ہے
متاع صبر پر قانع طبیعت ہوتی جاتی ہے

نظر کر حادثے ہر روز صبح و شام کے ناداں
قیامت تک یہ معمولی قیامت ہوتی جاتی ہے

طبیعت مین جہان ہونے لگی سنجیدگی پیدا
بدلکر رنگ کچھ ویسی ہی صورت ہوتی جاتی ہے

خیالات اپنے ظاہر کر رہے ہین حضرت واعظ
مگر سن سنکے مجھکو اور وحشت ہوتی جاتی ہے

ذرا سی بات پر بگڑی تھی پر اب تک نہ ملنے سے
زیادہ خود بخود دل کی کدورت ہوتی جاتی ہے

جنھین عزلت سے رغبت اور نفرت ہے نمایش سے
ادھر نہین کی ہر طرف دنیا مین شہرت ہوتی جاتی ہے

مبدل ہو گئی ہے میری مایوسی قناعت سے
توقع جنسے تھی اب انسے نفرت ہوتی جاتی ہے

تلافی عمر رفتہ کی سے ہے امر آخر ہی اسے دل
ابھی تک ہر محل پر تجھسی غفلت ہوتی جاتی ہے

صفائی اوسنے کیا ہوگی نہین حد کوئی رنجش کی
مگر اتنا تو ہے صاحب سلامت ہوتی جاتی ہے

جوانی کا قلق کھوئے گی یہ مشق کہن میری
سخن مین کچھ نہ کچھ ہر روز جدت ہوتی جاتی ہے

حقیقت جب دل پرخون کی بیان اس گل کو لکھتا ہون
تو خط کی یک قلم رنگین عبارت ہوتی جاتی ہے

دعا مین خوب کہین اب منتظر رحمت کا بیٹھا ہون
قوی مالک امید اجابت ہوتی جاتی ہے

مذاق فقر خوش آیا حبیب پاک باطن کو
یہ نان خشک اس کے حق مین نعمت ہوتی جاتی ہے

تفرج سے عیان تاثیر صحبت ہوتی جاتی ہے
ہوا گلشن کے ہر غنچہ سے نکہت ہوتی جاتی ہے

اسی پہ شکر کرتا ہون جو حالت ہوتی جاتی ہے
طبیعت مین یو ہین پیدا قناعت ہوتی جاتی ہے

خوشی سے کاٹ دیتا ہون جفاکش قید کلفت کو
کٹین دن جتنے کم اوتنی ہی مدت ہوتی جاتی ہے

لطافت سے کبھی خالی نہین اس شوخ کی باتین
شکایت مین بھی در پردہ ظرافت ہوتی جاتی ہے

تحمل جسقدر ہو کام لو زور طبیعت سے
عروس فکر کی اک تازہ زینت ہوتی جاتی ہے

وہ حالت اب نہین میری حریص بادہ تھا پہلی
کرم سے تیرے ساقی سیر نیت ہوتی جاتی ہے

مٹا دیگی نشان وہ ٹھوکر دستے قبر عاشق کا
زمین سے دن بدن ہموار تربت ہوتی جاتی ہے

طبیعت جب نہین یکسو تو کیا لطف ایسے کہنے کا
سخن کی فکر مین فکر معیشت ہوتی جاتی ہے

ق

تغیر سے تو سے کے ہے تسلط ناتوانی کا
جوانی شیب سے مل کر رخصت ہوتی جاتی ہے

لحد پھرتی ہے آنکھون مین ہوئے ہین گھر سے لا پروا
پہنچنے تک جنھین آن کا مونسی فرصت ہوتی جاتی ہے

حبیب دلحزین گذری جفای عالم جابر
ہمین تخفیف زحمت اوسکو خفت ہوتی جاتی ہے

خلق کا دیکھا نہ اک عالم کبھی — ہے یہان شادی کبھی ماتم کبھی

کر گئے مجروح اور بھیجا نہ آہ — زخم دل کا آپ نے مرہم کبھی

شرح کی زلف رسائی یار سے — لب تک آیا گر سخن مبہم کبھی

روے برسون فرقت احباب مین — ایک دن بیٹھے اگر باہم کبھی

عمر بھر ہر شب تھی یاد زلف یار — چین سے سوتے نپاے ہم کبھی

زندگی جاودان حاصل ہوئی — یا دلب مین کھا لیا گر سم کبھی

حال ابتر ہے مریض عشق کا — ایک دم ہوتی نہین تپ کم کبھی

حسرت و یاس و قلق اندوہ و غم — عمر بھر چھوٹے نہ یہ ہمدم کبھی

موشگافی ہو سکے شانہ سے کیا — زلف جانان کا نہ نکلا خم کبھی

بخت کی برگشتگی دیکھو حبیب
مطمئن بیٹھے نہ ہم اک دم کبھی

عدم کو گئے نوجوان کیسے کیسے — نہ پوچھو چھٹے مہربان کیسے کیسے

لئے امتحان جان جان کیسے کیسے — ہوئے ہیں تم بدگمان کیسے کیسے

غم و وحشت و انتظار و تمنا — ہین فرقت مین خواہان جان کیسے کیسے

کرم تے ترے خوب جان بخشیان کین — قوی ہو گئے ناتوان کیسے کیسے

نہین دھیان اللہ رے سر دھری — ہین عشاق گرم فغان کیسے کیسے

کئے خاک دل سوز الفت نے کیا کیا — جلے کوہ آتش فشان کیسے کیسے

مذلت نتیجہ ہوا سرکشی کا — نگو نسار دیکھے نشان کیسے کیسے

ہر ایک شے سے ظاہر ہین آثار قدرت — ہر اک جا ہین اسکے نشان کیسے کیسے

بنائے ہین مہر تو نا سے تیری — ہر اک دل پہ اپنے نشان کیسے کیسے

چلے ہین طریق محبت مین سالک — عیان ہین قدم کے نشان کیسے کیسے

ثناخوان ہین سب کشتگان وفا کے — جہان مین ہین قائم نشان کیسے کیسے

کسیکا تو ایفا بہی کرتا تھا آخر — کئے عہد ای جان بجان کیسے کیسے

بلا خیز ہین زلف مشکین کی راہین — لٹے ہین یہان کاروان کیسے کیسے

بجانے دیا داغ شیرین سخن کو — دکن مین ہین قدردان کیسے کیسے

خدا بات رکہ لے حبیب حسن کی — مخالف ہین اہل جہان کیسے کیسے

نکمین خاک مین ہین نہان کیسے کیسے — ہین ویران ہزارون مکان کیسے کیسے

عوض لے چکا آسمان کیسے کیسے — [illegible] انداز سان کیسے کیسے

نہ کام آئی کچہہ باغبان کی ریاضت — ہوئے باغ صرف خزان کیسے کیسے

دکہاتے ہین نیرنگ آنکھون کے پردے — ہین صورت آسمان کیسے کیسے

خیالات منکر ہوئے سر دو واعظ — تہے حضرت کو مجہپر گمان کیسے کیسے

سکوت و پشیمانی و ضبط حسرت — ہمارے بہی ہین رازدان کیسے کیسے

مٹے لاکہہ پہر لکہنؤ لکہنؤ ہے — سخندان ہین اب بہی وہان کیسے کیسے

نہ کیونکر ہون وہ میری الفت کے قائل — محرک ہوئے خوش بیان کیسے کیسے

بہت پی کے بہکا نہ مین گر عجب کیا — تہے رہبر بہی پیر مغان کیسے کیسے

تری تربیت کا ہے سب فیض ساقی — بنے رند پیر مغان کیسے کیسے

ہین زہد ہم درا ندازی محتسب پہ — ہوا خواہ پیر مغان کیسے کیسے

پیدا کرے تاب رندی کے شیوے
سکھاتا ہے پیر مغان کیسے کیسے

غضب عشق و وحشت نے پردہ دری کی
ہوئے پیرہن دھجیان کیسے کیسے

محبت مین نکلے رقابت کے جھگڑے
ہوئے جمع ایذا رسان کیسے کیسے

جسے جب تو سے کبھی نہ پاسے توکل
فلک نے لئے امتحان کیسے کیسے

عیش دلی دکھایا حبیب حزین کا
کئے تو نے ظالم گمان کیسے کیسے

کچھ شکایت نہین دل مائل بیداد رہے
پر نہین بھول بجا تا یہ تمہین یاد رہے

چاہیئے قید تکلف سے دل آزاد رہے
جام نے ہاتھ مین پہلو مین پریزاد رہے

طبع وارستہ اسیری مین بھی آزاد رہے
عمر بھر ہاتھ ہی ملتا ہوا صیاد رہے

ہون وہ بلبل کہ خزان مین جو کرون ذکر بہار
پھول کی طرح شگفتہ رخ صیاد رہے

جذبہ شوق اسیری کا تقاضا ہے یہی
جاؤن جب مین کہ فقط باغ مین صیاد رہے

بیڑیان توڑین یہانتک ترے دیوانہ نے
سر کو ٹکراتے غم و رنج سے حداد رہے

تیری ہر تازہ ادا پر ہوئے خود آشفتہ
ہونٹھ ہی چاٹتے سارے ستم ایجاد رہے

اسے تو پھر نہو اللہ کا قایل کوئی
گر تمہارا یونہین یہ حسن خداداد رہے

نہین جینے کی ہوس آئین مسیحا کہ نہ آئین
ہان دم نزع سرہانے مرا جلاد رہے

کیون نہ انصاف کرے دادرس روز جزا
چشم مقتول مین جب حلیۂ جلاد رہے

ہند مین تامن اسلام ہے سرکار نظام
یا خدا یونہین ہمیشہ یہ گھر آباد رہے

کیون نہ حالت پہ کہتا دل پہ افسوس حبیب
دیکھکر شاد ہین سفت وہ ناشاد رہے

قید سے دل مین آرزو آٹھ پہر سے بیکلی
جلد ... کہو آ نے دم سینے لبون پہ یا علی

مثرخ وحور وش ہین وہ سن ابھی گو ہے کم
... شباب ہو کا قہر شور سے یہ کلی - کلی

دی مجھے وہ مئے صبوح ہمین ہو بو گلاب کی
ہے دم عیش ساقیا ابر اوٹھا ہوا چلی

وقت وصال ہی قریب سوچ مین ہین عبث طبیب
سے ہے زندگی سے جی نبض تہ کیون ہو تلی

وقت نجات دو حبیب یار ابھی ہے نا سمجھ
عیش کا سن ہے سمجھیگا خاک تمہاری بیکلی

عبث بھی روٹھی ہوئی کیون خفا سنو تو سہی
قدم پہ گرتے ہین مانو کہا سنو تو سہی

لبون پہ جان ہے فرقت مین دم نکلتا ہے
مسیح حال ہمارا ذرا سنو تو سہی

وہ بد مزاج ہوا اوٹھا پہر نہ پہر دیکھا
مین دور تک یہی کہتا گیا سنو تو سہی

بٹھا کے پاس رقیبون کو مجھکو بلوایا
تمہین یہ بات تھی لازم بھلا سنو تو سہی

جفائین آپ ہی کین ہو گئے خفا ہے ہے
اورا و پہ کرتے ہو اولٹا گلہ سنو تو سہی

بیقرار تھا دل لے کے جو کیا تم نے
ملاؤ آنکھ تو مجھسے ذرا سنو تو سہی

مری طرح سے جو کرتے ہو دم بدم نالے
کبھو ہوئے ہو کہان مبتلا سنو تو سہی

جفائین کرتے ہو عاشق پہ کیسے ہو نادان
مٹائے دیتے ہو نام وفا سنو تو سہی

حبیب مجھ تڑپتا ہے درد فرقت سے
اگر ذرا نگہ سے دیکھو صدا سنو تو سہی

بھر دل کب کسی کاکل کا خیال اچھا ہے
کون ملے گا کہ آئینہ مین بال اچھا ہے

شاد ہو تجھ مین اگر کوئی کمال اچھا ہے
یہ تو ہے قدرت صانع کہ جمال اچھا ہے

دہن تنگ قناعت سے یہ پیدا ہے چھلا
قطع ہو جائے اگر دست سوال اچھا ہے

نوش بے تیش ہی جب عالم امکان مین محال
اِس گذرگاہ مین عشرت سے ملال اچھا ہے

دینگے کیا وہ مری خون نابہ فشانی کا صلہ
مشک سے جنکی لگا ہو نہین نغال اچھا ہے

درد دل کرکے ترقی ہوا درمان آخر
دو مسیحا کو نہ زحمت میرا حال اچھا ہے

اِس تیقن سے نظر آئیگی آسان مشکل
کہ ہر ایک رنج و مصیبت کا مآل اچھا ہے

اونگلیان اوٹھتی ہین ناقص کیطرف دنیا مین
دیکھہ لو بدر سے شہرت مین ہلال اچھا ہے

ہو نہ آفاق مین انگشت نما شکل ہلال
دور کر نقص کو بن بدر کمال اچھا ہے

نہ میری طرح سے ہو عیش منغص صاحب
آپ ہی دیکھئے اِس کا ملال اچھا ہے

گرچہ اک وصف اضافی ہی مگر اے منعم
ہو مروت بھی تو تیرے لئے مال اچھا ہے

عبرت آگین وہ ہمہ ناظورہ انظار فریب
جام جم سے ہمین یہ جام سفال اچھا ہے

نیکیان آئینگی وان سامنے حورین بنکر
واعظا تجھسے ہمارا یہ خیال اچھا ہے

چند احباب بہم بیٹھہ کے جب خوش ہون حبیب
عید کا دن ہے وہی وہ مہ و سال اچھا ہے

اِدہر آ جور و جفا کرکے مکرنے والے
دیکھہ یون جی سے گذر جاتے ہین مرنیوالے

شام کو صبح بنائے گی صفائی عارض
آئینہ آیا ہے گیسو ہین سنورنے والے

تم نظر مین تھے نہان آنکھہ مین سیلاب سرشک
واہ رے ڈوب کے طوفان مین ابھرنیوالے

ذکر فرقت پہ خفا ہو کے وہ فرماتے ہین
کیون بھرین عشق کا دم ہجر سے ڈرنیوالے

پھر آئینہ دل ہونگے گرفتارون کے
عارض یار پہ گیسو ہین بکھرنے والے

وصل کی یان ہے خوشی ملنے سے وسواس وہان
منتین پڑھتی ہین صدقے ہین اوترنیوالے

تم مرا خون بہاؤگے یقین ہے کس کو
ہر گھڑی منہ سے نہین کہتے ہین [illegible] نیوالے

جنبش ابرو سے قاتل پہ فدا ہین عشاق ‌ ‌ ایک ہی گھات سے یہ سب ہین اترنیوالے

کون روکیگا تری زلف کے آزادون کو ‌ ‌ قید ہو سکتے ہین کب یہ رہ بہرتے والے

خون عشاق کے دہبے نہ چھٹے دامن سے ‌ ‌ ہاتھ ملتے رہے ہر روز نکھرنے والے

اب وہ صحبت ہے نہ وہ گرمی ہنگامۂ حسن ‌ ‌ کہئے کیا ہو گئے دم عشق کے بھرنیوالے

ذکر محشر پہ وہ کہتے ہین بہت تکلین سے ‌ ‌ ہم سے بیدرد گنہگار ٹھہرنے والے

اب تو اقرار مرے قتل کا کر لے للہ ‌ ‌ اے سر معرکہ محشر مکرنے والے

بس خدا کے لئے اب عشق سے باز آؤ حبیب ‌ ‌ جان بھی لینگے یہ دل لیکے مکرنے والے

عبث خون مہر و وفا کرنے والے ‌ ‌ ہین اک دن قیامت بپا کرنے والے

یہ پابند عصمت حیا کرنے والے ‌ ‌ ہین بہر دل تمہین در پردہ جا کرنے والے

سمجھتے ہین تلچھٹ کو بھی پھول ساقی ‌ ‌ ترے میکدے سے گئے دعا کرنے والے

کوئی کیون نہ خواہش سے مطلب نہین کچھ ‌ ‌ کرینگے کسی کا بھلا کرنے والے

نہین درد و فرقت سے واقف ہین شاید ‌ ‌ مرے سر کو تن سے جدا کرنے والے

نشانہ ملامت کا اکثر بنے ہین ‌ ‌ کسی کام کی ابتدا کرنے والے

ستم جو ہین سب بیگناہون پہ کرلو ‌ ‌ وہ آئینگے زد پر خطا کرنے والے

محل عبرتون کا بنی ہر عمارت ‌ ‌ سدہارے عدم کو بنا کرنے والے

سنوگے دو جب تم پشیمان ہوگے ‌ ‌ شکایت مری بارہا کرنے والے

زمانہ مین ہین مظہر فیض خالق ‌ ‌ غریبون کی حاجت روا کرنے والے

اشاعت مین حق کی ہین مستحکم مصلحت ‌ ‌ بد و نیک کا تذکرہ کرنے والے

۲۵۱

ہوئے ہون نہ ہمدرد اہل جہان کے
یہ تقلید حرص و ہوا کرنے والے

حبیب حزین دل کی آہون کو روکو
یہ نالے ہین آفت بپا کرنے والے

خبر ہے کسے اب ہین کیا کرنیوالے
ستم کرنے والے جفا کرنیوالے

بنایا نہ عیسےٰ کا ممنون تونے
مرے درد دل کی دوا کرنے والے

اشارے تیرے ابروے جانستان کے
ہین بے تیغ کار قضا کرنے والے

برے وقت مین ساتھ دیتے ہین از خود
حقوق محبت ادا کرنے والے

کہون اور کیا خیر راحت سے بیٹھین
مجھے درد مین مبتلا کرنے والے

نہ سمجھو ہوا خواہ دشمن ہین صاحب
یہ ہر بات پر واہ واہ کرنے والے

پھرا کون خالی ترے در سے مالک
غنی ہوگئے التجا کرنے والے

بچے کس طرح دل تمہاری نظر سے
یہ ناوک نہین ہین خطا کرنے والے

جہان کے بد و نیک سے بے غرض ہین
ترا ذکر صبح و مسا کرنے والے

ریاضت سے کھوتے ہین زنگ کدورت
یہ مرآۃ دل کے جلا کرنے والے

نہین ہین خدا کی مشیت پہ شاکر
مقدر کا ہر دم گلہ کرنے والے

ہمین چاہیے داد حسن طلب کی
گدا دو کہ ہین صدا کرنے والے

حبیب سیہ کار مضطر کھڑا ہے
ادھر دیکھ عفو و عطا کرنے والے

بیدلی کیا غم دل آیا ان پہ جانیکے لئے
اے نقاہت مژدہ طاقت ہے گنوانیکے لئے

راحتین ہین کیا عطا سارے زمانیکے لئے
دل دیا ہے مجھکو کیا صدمے اٹھانیکے لئے

انقلاب ایسا نہو یارب زمانیکے لئے
خاص ہے زینگا نگی اب ہر یگانیکے لئے

پھر ہے آغاز جنون بڑھ بڑھکر رہجاتے ہین ہاتھ
دھجیان جیب و گریبان کی اوڑانیکے لئے

جان دی جنکے گل رخسار پر آتے نہ وہ
ایک دن دو پھول تربت پر چڑھانیکے لئے

خواب مین پاکر وہ نہین جی کہول کر دیکھا جمال
نیند آئی میری قسمت کو جگانیکے لئے

ہے تقاضا قابض ارواح کا حسرت مگر
جان تجھ مین ہے کہ مانع آنے جانیکے لئے

اے مسیحا کہئیے عاشق سے پیام وصل یار
قم باذن اللہ سے مردہ جلانیکے لئے

مین سمجھتا تھا جو باتین کر رہے تھے شب کو آپ
ڈہال کر مجھپر رقیبون کے جلانیکے لئے

زورق گردون پہ ہون عیسیٰ روان مانند نوح
بیٹھیا مین چشم تر آنسو بہانیکے لئے

چادر اشک روان میر الکفن ہو بعد مرگ
ہے کدورت دل کی کافی منہ چھپانیکے لئے

ہوتی ہی نکر معیشت بھی ہلاکت کا سبب
دام مین آتا ہے طایر ایک دانیکے لئے

وہ عیادت کو مری تشریف لاکر پھر گئے
کیا یہی ساعت تھی اسے غش جھکانیکے لئے

قدردان ہین جمع مشتاق سخن ہین سب حبیب
آپ بھی چلئے کلام اپنا سنانیکے لئے

تھے وہ آمادہ ہمارے پاس آنیکے لئے
ہوش کی حالت مین بیہوشی سے لانیکے لئے

ہے بجا گر اقربا رو مین لگانے کے لئے
کس نے دل راہ عدم دنیا مین آنیکے لئے

چاہیئے جو کچھ نے وسعت ہی بہانیکے لئے
ورنہ مانع کون تھا تشریف لانیکے لئے

کیسی آنکھین نور آنکھون کا کرین ہم فرش راہ
وہ کسی بدن منہ سے فرمائین آنیکے لئے

چھیڑنا منظور ہے آشفتگان زلف کا
شانہ منگواتے ہین وہ گیسو بنانیکے لئے

ہے وہی پامرد جو کچھ کر کے دکھلائے کبھی
کچھ نہین درکار ہے باتین بنانیکے لئے

بے نیازی اور کر لو جتنا جی چاہے بتو
ہے جبین میری تمہارے آستانیکے لئے

اور کوئی کیا نہ تھا آماجگاہ تیر ناز
تھا فقط میرا ہی اک سینہ نشانیکے لئے

کنگھیان کیون زلف مین کرتے ہو شانہ عاج کی
یہ دل صد چاک تو حاضر ہے شانیکے لئے

خوش رہین یارب ہمیشہ جتنے ہین ہمدرد قوم
ایسے لوگون کی ضرورت ہے زمانیکے لئے

سمجھے ظالم کو نہ کیون ہر شخص تخل سے بے ثمر
بید مختص ہو گیا ہے تازیانیکے لئے

سب کلیجے تھام لین میرا فسانہ وہ نہین
شوق سے سنتے ہین جس کو نیند آنیکے لئے

ہونگے کیا سرسبز دنیا مین وہ بدباطن حبیب
جو کسیکو رنج دین راحت اوٹھانیکے لئے

جو کیا مالک نے اوس پر صبر کرنا چاہیے
غیر بنکر اپنی حالت کا تماشا چاہیے

ہوگا کیا بدخواہ سے ہرگز نہ ڈرنا چاہیے
قادر مطلق کی رحمت پر بھروسا چاہیے

کوچ ہے درپیش اک رہبر بھی ڈھونڈھا چاہیے
فکر دنیا تا کجا اب ذکر مولا چاہیے

کسکو ہے یہان مسند فرمان روائی کی ہوس
پشت خم کو تیرے دروازے کا تکیہ چاہیے

ہم سیہ کارون سے جب چھوٹی یہ بزم دلفریب
منہ چھپا لینے کو تھوڑا اصاف کپڑا چاہیے

تھا جدا اتنک مگر مین اب جدا وابستہ ہون
یا ولی اللہ اتنا یاد رکھنا چاہیے

کوئی بے جذب محبت دوڑ کر آتا نہین
شمع کو خود اپنے پروانونکی پروا چاہیے

ہے تنک ظرفی جو عاشق فاش کر دے راز عشق
ایک ہو باطن مگر ظاہر مین پردہ چاہیے

سارے عقدے اک توجہ نے تری حل کر دیے
پیشوائے منزل مقصود ایسا چاہیے

کیون ترے آگے نکرون نیک و بد کا اعتراف
حال نامحرم سے انسان کو چھپانا چاہیے

وہ ید بیضا کرین جس داغ کو چاہین مگر
عاشق جانسوز بھی مانند موسی چاہیے

کیا ہدایت کی ہے آتش کو خدا بخشے حبیب
"یا علی" کہہ کر بت پندار توڑا چاہیے

رہے نہ قید فصاحت جہان زبان کے لئے
بڑا مزا ہے خموشی مین خوش بیان کے لئے

مباحثہ نہین زیبا ہے خوش بیان کے لئے
کنایہ بس ہے سمجھنے کو نکتہ دان کے لئے

روان لطمہ بحر ہوس مین کشتی عمر
ہمارا دامن ہمت ہے بادبان کے لئے

ڈبوے ہجر مین طوفان اشک کشتی تن
اگر نہو علم آہ بادبان کے لئے

جدا ہے رنج کا عالم خوشی کے عالم سے
یہ اون کے ہنسی کا اور وہ مری فغان کے لئے

ملین وہ لاکھ کسی سے کبھی نہین بنتی
ہے مغتنم یہ تلون مزاجدان کے لئے

اوداس کیون ہو شہر اگر کوئی عاشق
یہ بہر اسکے ہے یہ تیشہ شیر دستان کے لئے

نہین ہے شہر خموشان کی سیر اے دل زار
چلے ہین پرسش یاران رفتگان کے لئے

بنا ہے پیکر حیرت مثال آئینہ
اخیر وقت مرا تن غم نہان کے لئے

تم ایک سنگ ہی رکھدو مزار عاشق پہ
برا ہے نام تو کچھ چاہیے نشان کے لئے

عدم مآل ہے ہستی کا جسطرح ہو دل
اسیطرح سے ہر اک سود ہے زیان کے لئے

دکھا دے گل رخسار بلبلون کو عبث
بسا نہ ہو گیا اون کو بھی فغان کے لئے

حبیب عشق سے ہے ہمکو خیال رعنا سے
ہوئے ہین پیر اسی شاہد جوان کے لئے

جگر کو داغ تو ہو سوز و گداز جان کے لئے
دئے ہے شرح محبت مین امتحان کے لئے

فلک کی چھت وہ رفعت ہے اس مکان کے لئے
نہ کیون ہو چادر مہتاب سائبان کے لئے

کھلا ہے در فلک مین ادھر ہی سے سکر
یہ آسیا ہے اسی مشت استخوان کے لئے

نہو یقین وفا کر سپہ آزما وا نہین
دل و جگر تو ہین موجود امتحان کے لئے

روان ہون اشک نہ کس طرح ساتھہ نالو نکے
جرس منادی رحلت ہی کاروان کے لئے

یہ کیا ستم ہے صبا تو نے کوے دل بر مین
ہماری خاک بہی رنجہ ندی نشان کے لئے

بہت دنو نہین وہ آئی ہین وصل کی شب ہے
موذن آج نہ یا رب اوٹہے اذان کے لئے

نشان چمن مین نہ رکہا مرے نشیمن کا
روانہ تہی یہ جفا دست باغبان کے لئے

گمان سایہ کا مجہہ ناتوان پہ فرما کے
چلے ہین قابض روح آکے قبض جان کے لئے

یہ خشکی لب سوفار سے ہوا ظاہر
لہو نہین دل عاشق مین اب نشان کے لئے

نہین ہے تاب سخن پہیر دے چہری صیا
مصر زیادہ نہو گل کی داستان کے لئے

فدا ہون تم پہ اسی آرزو مین جیتے ہین
خضر نہین جو مرین عمر جاودان کے لئے

ہواے گل مین سے دیوانہ پن کی بو شاید
گیا تہا آج وہ گل سیر بوستان کے لئے

بڑہائی موت کے ڈر نے حیات کی توقیر
ہوئی ضرور مدارات میہمان کے لئے

حبیب بخت سکندر حضور کو میرے
کرے قدیر عطا شاہ مرسلان کے لئے

رنگ ہستی مین تغیر کوئی گر ہوتا ہے
امتحان نگہہ اہل نظر ہوتا ہے

درد جب تک نہو کرتا نہین کوئی فریاد
نالہ صوت دہن زخم جگر ہوتا ہے

حق کی تائید سے بنجاتی ہین بگڑے ہوئی کام
فائدہ حاصل اسباب ضرر ہوتا ہے

کہین دیکہے ہین تہی مغز اطاعت مسلک
خود سری جسمین نہو خم وہی سر ہوتا ہے

ترک لذات گنہ شاق ہے واعظ ورنہ
تم جو کہتے ہو یہ سب پیش نظر ہوتا ہے

کوشش حفظ خلایق کا ملا ہے یہ ثمر
بے خزان دہر مین گلزار سپر ہوتا ہے

فیض منعم سے غنی کیون نہون ارباب کمال
پرتو مہر سے تابندہ قمر ہوتا ہے

شرط الفت نہین نظارہ روے اغیار
یار سے یہ سبب قطع نظر ہوتا ہے

جس سے جو ہو سکے وا سے دریغ ہو سلوک
رفتہ رفتہ یوہین سامان سفر ہوتا ہے

شمع کاشانہ اقبال ہے توفیق کرم
غنچہ گل ہوتے ہی خود صاحب زر ہوتا ہے

عقلا اپنے ہوا خواہ کو سمجھے بدخواہ
کہنے سننے کا یہان تک تو اثر ہوتا ہے

مین نے پہچانا ہو مالک تجھے بخشش سے تری
قاعدہ ہے کہ گدا دست نگر ہوتا ہے

شکر منعم سے ہمین کام ہے ہر وقت حبیب
ذکر یہ شایستہ حق شام و سحر ہوتا ہے

راہ فرقت اے دل بیتاب طے ہو جائیگی
پھر ملاقات ان سے گر قسمت ہری ہو جائیگی

ہے یقین ساقی دریا دل پلائیگا نبید
دور تر کہنے کا نہین مانا کمے ہو جائے گی

بزم سے اوٹھ جائیگا جسوقت تو اے زہرہ وش
صرف شیون خود بخود آواز نے ہو جائیگی

گر کرونگا نظم روز وصل کا عیش و طرب
منبسط ہو ہو کے بحر شعر لمبے ہو جائیگی

کیا کوئی کم ظرف غم خالی کریگا میرے ساتھ
ایک چلو مین بہک جائیگا قے ہو جائیگی

فصل گل نزدیک ہے آیا مہ اردی بہشت
اب تلافی جفا و جور دے ہو جائیگی

کیا ہوا ویران کیا گر محتسب نے میکدہ
صبح پھر کل شام تک ہر ایک شے ہو جائیگی

دل گیا اک دن متاع جان بھی ہوتی ہے تلف
کارگر ہوگی حفاظت تا بکے ہو جائیگی

طالب بوسہ ہو نہین قاصد وہ ہین خواہان جواب
یہ ذرا سی بات ملنے ہی سے طے ہو جائیگی

خوش کرو مہمان پھر شوق سے باتین کرو
جام مین کیا کرم ہو لب کیف مے ہو جائیگی

اے حبیب بادہ کش رندی کی شہرہ ہین ہزار

گردن مینا اگر ٹوٹے گی نے ہو جائیگی

فلک کی گردشین ایسی نہین جنمین قدم ٹھیرے
سکون دشوار ہی کیونکر طبیعت کوئی دم ٹھیرے

قضا تے دوستو نسے دیکھئے آخر کیا نادم
کئے تھے عہد و پیمان جسقدر وہ کالعدم ٹھیرے

چھوا تو نے جسے مارا اوسے اے افعی گیسو
یہ سب تریاق میرے تجربہ کرتے ہین سم ٹھیرے

کیا جب غور کوسون دور نکلی منزل مقصد
کبھی گرپاے شل اوٹھی تو چلکر دو قدم ٹھیرے

لگا کر دل جدا ہونا تہی شرط وفا صاحب
غم فرقت کی شدت کے کرم جور و ستم ٹھیرے

جو کچھ دیکھا وہ آئینہ تھا آئندہ والی حالت کا
جہان دیکھا یہی آنکھونکی کانسے جام جم ٹھیرے

عمل کہنے پہ اپنے حضرت واعظ کرین پہلے
گنہ کے معترف جب ہین تو وہ کب محترم ٹھیرے

جوانی کی نشہ مستی مین وصف زلف لکھا تہا
بڑھا وہ سلسلہ ایسا کہ ہم مشکین قلم ٹھیرے

یہ ثابت ہے کہ مطلق کا تعین ہو نہین سکتا
وہ سالک ہی نہین جو چلکے تا دیر و حرم ٹھیرے

بشر کو قید کلفت مایہ اندوہ و آفت ہے
رہے اچھے جو اس مہمانسرا مین آکے کم ٹھیرے

حبیب ناتوان سے راہ الفت طے نہین ہوتی
عجب کیا گر یہ رستا جادہ ملک عدم ٹھیرے

یکسان ہی ہم ہوے نہ زمانے مین یا ہوئے
مدت ہوئی ہے راہ مین اوسکی فنا ہوے

پہونچا سکے نہ ہم کو کبھی کوے یار تک
پھر فائدہ ہی کیا جو خضر رہنما ہوئے

شکر خدا کہ ہنستے ہین فریاد سنکے وہ
نالے ہمارے نغمۂ عشرت فزا ہوئے

آلودہ جسم زار ہے خاشاک راہ سے
در پر تمہارے عضو بدن کہربا ہوئے

صحبت سے جنکی قلب کو فرحت ہو رات دن
کیون چرخ کجمدار وہ احباب کیا ہوئے

دل تم کو دیدیا ہے مگر یہ نہین خیال
جو جو بھرے تھے اوسمین وہ ارمان کیا ہوئے

دیکھا جو تیری زلف مسلسل کا پیچ و تاب
دیوے ہرن کے نافہ مشک خطا ہوئے

دل سے تو ہیں قریب نہ ہم تک پہونچ سکیں
کچھ ہم ہیں نصیب اگر نارسا ہوئے

قد دو تہ ہو کے رکھدیا ہے تاکہ اوٹھ نہ جائیں
ناراض دل لگی میں جو وہ اک ذرا ہوئے

ناصح یہ وعظ و پند ہے بیکار جائے
سنتے ہی بادہ کش ہیں کہیں پارسا ہوئے

بنکر غبار بھی نہ گئی تیرگی بخت
چشم رقیب کے لئے ہم توتیا ہوئے

غربت بس اب طریق محبت کو قطع کر
مدت ہوئی ہے اہل وطن سے جدا ہوئے

ہمراہ درد موت بھی آئی ہزار شکر
منت کش مسیح نہ ہو دوا ہوئے

لکھکر مقطعات میں دیں اون کو چٹھیاں
جو وارثے تخت کا لات و منت گدا ہوئے

پوچھو نہ کچھ کہ لیتے ہی خط کیا ستم کیا
تیر ستم سے کو بہ تیغ وہ نیا ہوئے

صورت طراز حسن سے حیرت کی جا نہیں
آئینہ دیکھ دیکھ کے وہ خود نما ہوئے

ہوش آ گیا کریم کی جرأت کو اے حبیب
نادم خطا سے ہم جو دم التجا ہوئے

ہماری بزم عشرت میں کبھی گر دور چلتا ہے
تو کیسے رند زاہد کا بھی عمامہ اچھلتا ہے

بناوٹ سے سراسر حرف حق منہ سے نکلتا ہے
کہیں واعظ کے اس کہنے پہ اک کون چلتا ہے

پلا دی شیخ کو ساقی نے غصہ میں ٹہلتا ہے
عجب حالت ہو کرتا کچھ ہے نشہ کی پگھلتا ہے

تکلف کیا ہوا گر یار کے آنسو نکل آئے
یہ وہ آہن ہیں جنکے سامنے پتھر پگھلتا ہے

شب فرقت کو شام وصل سمجھے ہیں تری عاشق
نہیں ٹلتی ہے اکی عمر دن فرقت کا ڈھلتا ہے

نقاب الٹو کہیں دیدار کی حسرت نہ رہ جائے
ادا دکھلا رہے ہو کس کو میرا دم نکلتا ہے

زبان انسان کی ہر حالت میں تابع ہے طبیعت کی
بھرا ہوتا ہے جو دل میں وہی منہ سے نکلتا ہے

گئی طفلی ہوئی رخصت جوانی آگئی پیری
خزان کہتی ہے رنگ باغ ہستی یون بدلتا ہے

جہان دیکھا اثر صحبت کا غالب تہا طبیعت پر
یہ وہ حکمت ہے جس سے آدمی سانچے مین ڈہلتا ہے

فروغ حسن و نور عشق دونون ایک ہی شے ہین
نہ جبتک شمع روشن ہو کہین پروانہ جلتا ہے

حبیب مبتلا کے دلکی حالت کچھہ نہین کہلتی
مگر باتونسے اوسکے درد کا پہلو نکلتا ہے

اجل جسوقت آجاتی ہے کسکا زور چلتا ہے
بہر صورت غنیمت ہے وہی جو وقت ٹلتا ہے

محیط نور سے کب چشمۂ ظلمت اوبلتا ہے
چراغ خانۂ امید بے روغن ہی جلتا ہے

ستم ہے جوش بیتابی مین اپنی حد سے بڑہنا
ذرا دیکھو کہین اشک روان گر کر سنبھلتا ہے

نئے کلین آپکی بے اعتنائی سے نمایان ہین
کوئی ہے جان بلب حسرت سے کوئی ہاتھہ ملتا ہے

عجب کیا گر ہوا پر داغ سینہ فوت مقصد سے
حقیقت یہ ہے ارمان دلکے گہوارے مین پلتا ہے

ہٹا دو شیشہ و پیمانہ آیا سادہ دل زاہد
یہ مرد آدمی جب دیکھئے بیوقت کہلتا ہے

نہ نکلے زندگی بہر کوچہ دلدار سے عاشق
اوٹہی بہی گر تو یون جیسے کوئی گر کر سنبھلتا ہے

تہیر دم بہر تڑپنا دیکھہ پہر بلبل کا اے گلچین
کلیجہ جیسے ان کا کوئی چٹکی سے مسلتا ہے

تعصب چھوڑ دو دیکھو ترقی غیر قومون کی
جما نہین ایکدن نخل ریاضت یونہین پہلتا ہے

نہین دیتا ہے کوئی ہاتھہ سے ملتی ہوئی دولت
یہ ہے ایسی ریٹ سبکا قدم جسپر پہسلتا ہے

حبیب اکدن کڑی منزل الم کی کٹ ہی جائیگی
ہمیشہ توسن عمر روان سشہ گام چلتا ہے

دیکھہ لو تم جو سے آتش اسے تم شیشہ مین ہے
عکس داغ مہر کا اتنا اثر جس شیشہ مین ہے

لوگ کہتے ہین ترے رخسار تابان دیکھہ کر
شمع ہے فانوس مین یا آب زر شیشہ مین ہے

رات دن رہتی ہے فرصت بادہ کا تماسے مین
یہ پری وہ ہے کہ ہوا آتی ہون ہر شیشہ مین سے

ساغر ہیں ... تیرے اوسکو کیا نسبت بھلا
تو بہ تو یہ کب لطافت اسقدر شیشہ مین سے

موتی ہو ذوق آتی کیون تو سیوا دیوے گل
اور کیا اے بلبل شوریدہ سر شیشہ مین سے

میکدہ تیرا رہے آباد خمر کی خیر ہو
ہان پلا دے مجھکو ساقی بس قدر شیشہ مین سے

خاک سے ہے یہی بھلا کیا وقت کا ہو امتیاز
ہر گھڑی ہے بگولا اٹھتا ہے شیشہ مین سے

یہ گمان ہوتا ہے عکس مہ سبد بادہ دیکھ کر
واہ اللہ کو سکتے ہون چکر شیشہ مین سے

مست ہو وا غلط نہ ایسا وقت ہاتھ آنیکا پھر
سب ہین زیر و قلم جی پی لو کچھ اگر شیشہ مین سے

کس نے کی ہے گہ یہ معمور ستہ تمثال عدم
دیکھ لو تصویر نیا ان تا کمر شیشہ مین سے

تھوڑی تھوڑی راہ مین پی لینگے گر کم ہو توشا
دور ہے یہ قافلہ یہ زاد سفر شیشہ مین سے

شیشہ لا کر مجھسے کہتے ہین وہ ہو کر بے حجاب
پھر کبھی آتا ہون یہ جب مینا نظر شیشہ مین سے

کیون نہ ہو رشک طبع سب احباب دکھلا مین عجیب
امتحان ہی نظر یکہ گوشہ شیشہ مین سے

شب کو نالہ جو مرا تا بہ فلک جاتا ہے
صبح کو مہر کے پردے میں تپک جاتا ہے

اپنا پیمانۂ دل ہے مے غم سے لبریز
بوند بھی بادۂ عشرت کی چھلک جاتا ہے

کر یار کی لکھتا ہون نزاکت جس دم
خامہ سو مرتبہ کاغذ پہ لچک جاتا ہے

یاد آتی ہے کبھی صحبت احباب اگر
ایک شعلہ ہے کہ سینے مین بھڑک جاتا ہے

چاندنی چھپی سے آیکے نکلے آنکھون مین خواب
سونے مین ونکا دوپٹہ جو سرک جاتا ہے

وصل کے ذکر پہ کہتے ہین بگڑ کر دیکھو
ایسی باتون سے کلیجہ مرا پک جاتا ہے

دل لیا ہے تو خدا کے لئے کہدو صاحب
مسکراتے ہو تمہین پر مرا شک جاتا ہے

پیار کرنے کو جو بڑھتا ہون تو کہتے ہین ہٹو
نشئہ مین آکے کوئی ایسا بہک جاتا ہے

ساقیا جام پلا سیخ سے اترا ہے کباب
ورا چھی نہین اب لطف گزک جاتا ہے

لب خندان سے ندین کسلیئے قاتل کو دعا
روز زخمون پہ نمک آکے چھڑک جاتا ہے

شیفتہ شاہد رعنائے سخن کا ہون حبیب
سنکے انداز یہ دل میرا پھڑک جاتا ہے

ہے وفا حال مین لازم دل بیتاب ہے
رنج غربت تو ملا ہے چھوٹ کر احباب سے

ہو بہلا خوف عدم سے کسکو جینے کی خوشی
ہے سیہ پوش آنکھہ داغ مردم تاباب سے

تو وہان پر سونے سے آگاہ کرنا چاہیئے
ہم کو بھی اسنے ورو کچھ حال دل بیتاب سے

ایک دن سب پہنچیگا تا فلک عدم طوفان چشم
نوح جنت مین امان مانگین گر اس سیلاب سے

جام کوثر بھی نہین گے ہی وہ ساقی بحر فیض
یان رہین محروم کیون ہو شراب ناب سے

سنت و تیارے دون ہرگز نہ لے بہتر سمجھہ
یہ بچتے کپڑے گزی کے قاقم و سنجاب سے

ہجر کی شب تھا فلک آئینہ سوز جگر
عکس داغ دل عیان تھا بستر کمخواب سے

صاحب گنجینۂ باطن ہین جتنے خلق ہین
وہ نہین رکھتے علاقہ ظاہری اسباب سے

کیا پسند آتی ہمین حور بہشتی کی ادا
یاد ہے انگڑائی لینا اون کا اوٹھکر خواب سے

شان خالق تھی تیون کے طاق ابرو سی عیان
جھک گئے ہم بھی شباہت دیکھہ کر محراب سے

ہون وہ عاشق گر کہی ہوتی پی تو لیتا ہون قرض
مہر سے دل کی تپش داغ جگر مہتاب سے

کون یاد آیا کہو گذری ہے کیا دل پر حبیب
دیکھتا ہون خود بخود ہو آج کچھ بیتاب سے

رونا ان کا کام ہے ہر دم جل جل کر مر جانا بھی

یاں جہاں عشاق تمہارے شمع بھی ہیں پروانہ بھی

ساری عمر یہ یونہی گذری تھی نہ یہ روداد لکھی

پر سوئی یوں شور کہ جیسا ہو نہ کوئی افسانہ بھی

عشق سبھی کرتے ہیں مگر جو حالت تیری طاری ہے

تم سے کہوں گر ہاتھ ملے گا اپنا بھی بیگانہ بھی

پوچھتے کیا ہو میر اٹھانا ایک جگہ سے گر ہو تو کہوں

راہ گذر ہے یار کا در ہے مسجد بھی میخانہ بھی

راہ طلب میں چلتے پھرتے لاکھوں آتے جاتے ہیں

خلق میں ہے عشاق کی منزل کعبہ بھی بتخانہ بھی

مجھ پر وہ بے طور خفا ہیں غیروں کے بہکانے سے

ملنا کیسا بات کہاں کی بند ہے آنا جانا بھی

ایک ہمیں کیا پیچ میں ہیں اس زلف دوتا کی الفت سے

مارے پیچ کے تنگ ہے اپنا سنبل تر بھی شانہ بھی

کر دی صحبت درہم برہم کس کی چشم کے افسوں نے

بہکا ساقی ڈھلکی بوتل اور چھلکا پیمانہ بھی

واعظ کے منہ پر نہ کہو کچھ شرع کی حرمت لازم ہے

رندی میں مشروط نہیں ہیں باتیں آزادانہ بھی

خنجر ابرو تیغ نگہ تقریر مسلسل چشم سیاہ

تیز بھی ہے خونریز بھی دل آویز بھی ہے مستانہ بھی

کوچہ مین اوس کے جمع ہین عاشق بھیڑ لگی ہی کوسون تک
شور بھی ہے ہنگامہ بھی ہی شانہ سے چھلتا شانہ بھی

خلوتِ دل مین چین سے بیٹھو کس سے تکلف کرتے ہو
گھر ہے تمہارا تم ہو یہان مہمان بھی صاحب خانہ بھی

نام حبیب مضطر کا معلوم نہین سب کہتے ہین
دردرسیدہ آفت دیدہ وحشی بھی دیوانہ بھی

ہوئی خلق جب سے جہان مین ہم ہوس نظارۂ یار ہے
ٹھہر اے اجل کہ وہ آئینگے دم واپسین کا قرار ہے

رہین محو کیون نہ ہر ایک دم کہ نظر مین جلوۂ یار ہے
دل منتظر ہے جو آئینہ تو خیال آئینہ دار ہے

یہ خطاے عشق کی دی سزا کہ مژہ سے مردم چشم نے
مرا دل دیکھا کے یہ کہدیا اسے لو یہ قابل دار ہے

یہ خدا ہی جانے وہ کون تھا جو شہید ناز و ادا ہوا
کہ اوڑی ہے خاک رہ صنم تو غبار ان مین رنگ بہار ہے

ہوئین ترک ساری محبتین مرے سر پہ ڈہائی ہین آفتین
یہی دل کے لینے مین شرط تھی یہی مجھسے قول و قرار ہے

یہ جنون کی دیکھئے بیخودی جو کبھی کسی نے نہ ہو سنی
مرے پیرہن کا جو تار ہے وہ ہر ایک ریشۂ خار ہے

کوئی دلکی تجھ کو نہ آرزو ہو نہ رنج و غم سے جگر لہو

بنا دنیا مین قسمت کا لکھا ٹھیر چکی

جہان دیکھا ہر اک لب پر تمہاری بیوفائی تھی
مرے ہمدرد تھے سب ہم زبان ساری خدائی تھی

بہت روز دنسی گو معلوم نالون کی رسائی تھی
مگر کل بیٹھے بیٹھے ہمنے قسمت آزمائی تھی

جو لے لیتے ہو یون ہر ایک کا دل باتون باتون مین
بتا دو سچ یہ چالاکی تمہین کسنے سکھائی تھی

مسیحائی دکھائی آپنے اسمین بھی کچھ شک ہے
یہ سب کہنے کی باتین ہین کہ جان لب تک نہ آئی تھی

کیا تھا میرا شکوہ غیر کے گھر آپنے اک دن
خبر یہ اوڑتی اوڑتی میری کانون تک بھی آئی تھی

کرو باتین ہٹاو آئینہ بس بن چکے گیسو
انہین جھگڑون ہی مین اسدن بھی کتنی رات آئی تھی

رقیب اور میری گریا گرم فقرے چھٹکے اوٹھہ جائین
مروت یہ نہ تھی ہرگز سراسر بیحیائی تھی

وہ پوچھین غیر ممکن ہے جیے یا کوئی مرجائے
مرے بہلانیکو اکبات یارون نے بنائی تھی

کہون کیا خیر گذری ہمنشین کچھ کہہ نہین سکتا
بُری حالت تھی جن روزون طبیعت آگئی تھی

کہا کر مجکو اتنا کوئی کہدے اُس پری رو سے
انہین دیکھو کبھی ایسی بھی صورت آشنائی تھی

بھرین کیون ٹھنڈی سانسین اچھی صحبت دیکھکر ایسا
کوئی تقریب یاران وطن کیا یاد آئی تھی

نہین پروا بھی اب کچھ تم کو آئین یا نہ آئین ہم
وہ دن کیسے تھے جب دشوار دم بھر کی جدائی تھی

مجھے چھوڑا تمہارا روتا اوس پہ ہنسکر کہتے آئے ہین
کہو اوس روز پھر کب سانس سینہ مین سمائی تھی

بہانہ ہوگیا اک مضمون کا جی بڑھانے کو
خبر لی اوسنے جسکے ہاتھہ مین حاجت روائی تھی

حبیب اب ذکر بھی بیسود ہے اون کی شکایت کیا
جو کچھ گذری وہ گذری خیر قسمت کی برائی تھی

جگر سے آکے لبون تک جو میری آہ رکی
تو کشمکش ہوئی ایسی نفس کی راہ رکی

دم سحر مری شمع لحد کی خاطر سے
چلی نسیم دبے پاؤن گاہ گاہ رکی

کبھی دن میں پیتا ہیں مسجد میں ریش واعظ پر
کہیں نہ میری طبیعت تھی آگواہ رکی

خدا کرے کہ یہ میخانہ کی طرف نہ مڑے
وہ محتسب کی سواری قریب راہ رکی

پڑا ہیاں تھیں وسے دل پہ لشکر غم کی
ہزار شکر تم آنے کہ یہ سپاہ رکی

چھپا نہ راز محبت ہزار کوشش کی
کسی طرح سے نہ آنسو تھمے نہ آہ رکی

اچٹ اچٹ گئے تیر و سنان مڑی تلوار
کہاں پہ نہ ستمگر تری نگاہ رکی

یہ کون عاشق بیتاب صرف شیون ہے
سواری آپ کی کیون سنکے شور آہ رکی

بچی طلاطم بحر الم سے جان ضعیف
خدا کی شان ہے ، ناو میں یہ گیاہ رکی

حبیب دین بھی لیا تھا بتون نے دل کے ساتھ
طبیعت اپنی بھی کچھ کر کے اشتباہ رکی

گوارا جان وحیدی خوشی سے ہو نہیں سکتی
قیامت تک بھی میری زندگی سی ہو نہیں سکتی

اطاعت صاحب دولت کی جی سے ہو نہیں سکتی
طبیعت میں کمی کچھ مفلسی سے ہو نہیں سکتی

چمن کی سیر اوس سرو سہی سے ہو نہیں سکتی
گوارا گل کی خوشبو نازکی سے ہو نہیں سکتی

پھڑک جائیگا دیکھے گا شہید عشق میں بھی دم
کبھی توہین جوہر جوہری سے ہو نہیں سکتی

کسی کا کب ترا سا روے زیبا ہو زمانے مین
نگہ جسکے مقابل ششدری سی ہو نہیں سکتی

یہ مانا مہ نے ہو تم سے مقابل بھی وہ صورت مین
ادا ہر بات مین ایسی پری سے ہو نہیں سکتی

عجب وقت فلاکت ہے کہ ابنائے زمانہ کی
اعانت اک نمک کی کنکری سے ہو نہیں سکتی

کمال فن خدا گر دے تو کسر نفس لازم ہے
زیادہ قدر عجب و خودسری سے ہو نہیں سکتی

ہماری خاک ہو اے رخش گردون کوئی جانا نہین
پریشان یہ تری جولانگری سے ہو نہیں سکتی

وہ ہین فرد زمانہ جسکو نسبت عشق سے کیا ہے
شبیہ ذرہ مہر خاوری سے ہو نہیں سکتی

سنا ہی ہے حبیب رند خود ہے محترز واعظ
خلاف وضع تو بے میکشی سے ہو نہین سکتی

ہو قمر کی طرح اوس رخ سے پشیمان تو سہی
داغ لگجانے تجھے بہی مہر تابان تو سہی

ظاہر و باطن محبت مین ہون یکسان تو سہی
چاک ہون قلب و جگر مثل گریبان تو سہی

مر کے بہی چہوٹے نہ ایدل کوی جانان تو سہی
تا قیامت ہاتہہ رہجائے یہ میدان تو سہی

دل کو ہو جوش جنون قطرے سے طوفان ہو عیان
نقش پا ہو میری آنکہو نمین بیابان تو سہی

تیر کہینچے جذب الفت اسطرف قاتل ادہر
چہٹکی رہجائے سرسے دلمین پیکان تو سہی

سر رقیبون کے قلم ہون میری برق آہ سی
ہو مجسم صورت شمشیر عریان تو سہی

ای جنون وحشت میں راہین مین نکالون اسقدر
دہجیان بنکر اوڑین صحرا کے دامان تو سہی

مر کے بہی دکہلاؤن اونکو عشق کامل کا اثر
میری تربت کے بنین کالے نگہبان تو سہی

جیتے جی جنپر فدا ہون گر وہ لاشہ پر بہی آئے
پہر پہلا گردان ہوا وٹہکر جسم بیجان تو سہی

سخت جان ایسا ہون تہک کر ہاتہہ گردن پر رکہے
پہیر کر خنجر کو ہو قاتل پشیمان تو سہی

اونکے دل پر یک بیک چہا جاؤن مین بنکر غبار
بعد مرنیکے نکالون اپنا ارمان تو سہی

تیغ گر رک جائے جان دیدون خم ابرو پہ مین
مرتے مرتے بہی کرون قاتل پہ احسان تو سہی

عکس داغ دل سے ہو تاریک روی آفتاب
حشر کا کردون مہیا دم مین سامان تو سہی

لیس ہو کر سب سے کہتا ہی یہ وہ ابرو کمان
دیدۂ دل کو پرو لے نوک مژگان تو سہی

شیخ کہتے ہین ملک زہد ریائی پر ترے
دور رحمت سے رہے مانند شیطان تو سہی

دیکہکر اوسے ضیا پرور تراے رشک حور
ہر بشر کافر کرے اقرار قرآن تو سہی

عشق فرماتے ہین یہ قطعہ مجھسے حبیب

برہم ہے آہ سرد سے میری مزاج یار
زاہد ہین تو خرقۂ رندی پسند ہے
آمادہ ہو کے قتل پہ میرے نہ تم ہنسو
منظور ہر طرح ہی تمہاری خوشی ہمین
خالی گیا ہے غمزۂ خونریز کا جو وار

کرتا ہی وردہ ہر کی شب کا یت نہ کام ہے
اس شیخ اور شماس کو اپنا سلام ہے
اِن جان نثار یونکا بھی ابا اختتام ہے
جو کچھ کہو درست بجا لا کلام ہے
غصہ مین وہ بھری ہین دم انتقام ہے

سقطر تھو معین نہین گر کوئی حبیب
تیری مدد کو شافع روز قیام ہے

فراق مین دم اُلجھ رہا ہے خیال گیسو مین جانکنی ہے
طناب جلّاد کی طرح سے رگ گلو آج کل تنی ہے
نہین ہے پروائے مال و دولت صفائے باطن سے دل غنی ہے
گدا ہین حاجت روائے سلطان یہ کیمیائے فروتنی ہے
جگر مین ہین داغ مہر و الفت شگافِ پہلو ہے جیب مشرق
شب لحد ہی کہ صبح محشر یہ کس قیامت کی روشنی ہے
فضائل اتحاد ملت جہان مین وجہ مخالفت ہین
معاف ہی رکھئے شیخ صاحب یہ رہبری ہے کہ رہزنی ہے
غرض نہ کعبے سے جہان سے تو ہم بھی قائل ہون تیرے واعظ
کمال کیا جب امید فردا ہی علت پاک دامنی ہے
ہمین نہ راس آیا دل لگانا غضب ہوا پھر گیا زمانہ
کوئی تو کہتا ہے قید کردو کوئی یہ کہتا ہے کشتنی ہے

رقیب کو پاس گر بٹھایا تو مجھسے ہرگز نہ ضبط ہوگا

تمہاری روز ایک دن یہ جھگڑا ہیں اب تو لین دین ٹھنی ہے

کبھی کسی سے نہ دل لگاتے نہ ہم کہ مرتے اُدھر تمہارے

نصیبوں ہوں ساقیا بچا لے کہ تشنگی میں جان پر بنی ہے

کبھی ہے دل میں تڑپ تمہاری فراق میں کوندتی ہے بجلی

رہیں نہ کیوں اشک سرخ جاری جگر میں الماس کی انی ہے

کبھی تو آ تیرے مشکلیں ہوں سب مرے مرقد پہ جلائی

نہیں تعلق امید باقی نمود ہے سے مردنی ہے

ہوا یہ لاغر اسیر تیرا کہ سب کو ہے نقش پا کا دھوکا

گلے میں جو طوق تھا پنہایا وہ اب اسے حسن آہنی ہے

نہ تیغ قاتل کا کیوں ہو شہرا کیا ہے جو زخم جسم ایسا

دے جو ٹانکے تو سب پہ ہر کہا بدن کا ملبوس سوزنی ہے

زمین پر گرتے گرتے ہم کو سنا گیا کاسہ سفالین

ہوا جہان دور عمر آخر یہ ساز ہستی شکستنی ہے

جگر میں برسوں کھٹک رہیگی پلکیں گے پہلو چبھ بھی گی

خیال مژگان یار جانی سنان دل دوز کی انی ہے

ازل سے رندوں کو مے کی عادت ہے اور واعظ کو سو نفرت کی

تخالف وضع سے ہے جھگڑا نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

ہوئے ہین دو دن پتہ نہین ہے کسی سے گہری کہین چہنی ہے

ہے نوجوانی مین ضعف پیری بدن مین رعشہ کمر مین خم ہے
زمین پہ سایہ ہے اپنے قد کا کہ جادۂ منزل عدم ہے
یہی ہے رسم جہان فانی اسی مین کٹتی ہے زندگانی
کبھی ہے سامان عیش وراحت کبھی ہجوم غم و الم ہے
بتاؤ کیون چپ ہو منہ سے بولو گہر فشان ہو دہن تو کہولو
عزیز رکھتے ہو جسکو دل سے اوسی کے سر کی تمہین قسم ہے
ہٹاؤ آئینہ کو خدارا لبون پہ آیا ہے دم ہمارا
بتاؤ تم دیکھتے ہو اپنا یہان سے دہر کا کہ وات کم ہے
تمہارے کوچہ مین عیب سے بیٹھی بہلادئے دل سے سب طریقے
خدا ہی شاہد جو جانتے ہون کہان کلیسا کہان حرم ہے
عبث ہے کوشش حصول زر مین خیال فاسد کو رکھہ نہ سر مین
وہی ملیگا ازل سے جو کچھہ ہر ایک کے نام پر رقم ہے
فرشتے جنت کو لیچلے تھے پہ تیرے کوچہ مین ہم جو پہونچے
مچل گئے اوسکے کہکے چہوڑو ہمین یہی گلشن ارم ہے
جدا ہو جب یار اپنا ساقی کہان کی صحبت شراب کیسی
پلائین گر خضر آب حیوان ہم اوس کو سمجہین یہی کہ سم ہے
جلائے یا ہم کو کوئی مارے بہشت دے یا سقر مین ڈالے
رہیگا اس بت کا نام لب پر ہمارے جبتک کہ دم مین دم ہے

کی خطا ناوک نے صید افگنی کی جھنجھلا کی دان
ڈھل پڑے یان اشک حرمان دیدۂ نخچیر سے

رنج غربت درد فرقت کو چھپاتا ہون مگر
صاف ظاہر ہے مری تحریر سے تقریر سے

دست قاتل کی صفائی پر نکیون پھڑکا کرون
تیغ بران کام پہلے کر گئی تکبیر سے

ضبط کرنے مین گہلا تن آتش خاموش سان
دل ہی اے سوز جگر واقف تیری تاثیر سے

نکلی آنکھون نے رخ روشن کے نظارہ مین جان
مین نہین موسیٰ جو غش کہا گر و ن تنویر سے

فرقت جانا نین لب پر جان آگئی ہی حبیب
دل تصور سے بہلتا ہے نہ اب تصویر سے

سیہ گیسو ہین بادل اور شفق چہرہ کی لالی ہے
خدا کی شان ہے شمشیر ابرو بھی ہلالی ہے

کمر کی فکر مین پیچیدہ کیون ہو طبع عالی سے
بس اب جانے دی بندھ جائیگا مضمون خیالی ہے

نہ گل مین باس باقی ہی نہ اب لالہ مین لالی ہے
خزان کی آمد و شد سے چمن کی پائمالی ہے

خدا کا فضل ہے اچھے ہین چہرہ پر بحالی ہے
نہ بہکین گے کبھی ساقی ہمارا ظرف عالی ہے

جمال اوسکا ہے آتش بال پرواز تصور کو
پری پروانہ شمع رخ پہ فانوس خیالی ہے

دکھا دو دل نہ پامالون کا بس صاحب چلے آؤ
چمن کی سیر ہے سبزے کی ناحق پائمالی ہے

مریض عشق ہون سر کو طبیبو میرے بالین سے
وصال یار کی شکل اب تو جان دیکر نکالی ہے

کوئی سرو چراغان ہی کوئی گلشن ہے داغون سے
شب در روز اوس بت کافر کے کوچہ مین دیوالی ہے

قیامت ہین خیالات کہن کو بندشین تازہ
یہ جدت روح مضمون کے لئے جسم مثالی ہے

کہنچے تہے قد دلجو سے ہنسی تہے اس پر بروے
قلم ہوتے ہین شمشاد اور گلو کی گو شمالی ہے

محرک ہے شکست رنگ گل شور عنادل کا
سمجھتے ہین کوئی تازہ مصیبت آنیوالی ہے

کوئی گر بیوفا کہتا ہی مجھسے کہتے ہین شبلو
عجب طبع روان ہے دیکھو اپنی مجھپہ ڈہالی ہے

بھرا ہے سر بسر بتخانۂ جہل و خودی سے ہین
سر ارباب نخوت بادۂ عرفان سے خالی ہے

جناب مرتضیٰ مین عرض حاجت کی نہین حاجت
جو تیرا حال ہے ایدل وہ کب کا اوتپہ حالی ہے

شکایت کیا حبیب مبتلا کی آؤ جانے دو
کسی کا شیفتہ اک رند مشرب لا ابالی ہے

آج مین ہون فصل گل ہے باغ ہے گلفام ہے
رشک اسکا مجکو ہے لیکن کہ بزم عام ہے

یہ روش کیسی تری اے چرخ نیلی فام ہے
پاشکستہ عیش کی منزل مین غم مین گام ہے

سیر خرامان باغ مین وہ سرو گل اندام ہے
قمریان ہوتی ہین ناحق ذبح قتل عام ہے

کہدیا کیون تو نے ظالم لو تیری جام ہو
اور دے ساقی ابھی میرا تو نشہ خام ہے

ونکے بوسہ کا تو دین خوگر نہین اصلا مگر
آج تک باقی زبان پر لذت دشنام ہے

آج فرمائین وہ یارب سن کے میرا حال زار
مدتین گذرین بلا لو آج تک ناکام ہے

مرگیا عاشق تمہارا آج اس حسرت کے ساتھ
رو رہا ہے جسکو دیکھو ہر طرف کہرام ہے

آکے گھر مین میرے نادم ہوے وہ اسقدر
ملنے سے انکار یان ہے اسطرف ابرام ہے

سنتے ہو باور نہ کرنا گر کہے کچھ بھی رقیب
ناتوان مین ہو چکا ہے شیشہ ہے اور تمام ہے

ہاتھ موسیٰ کی طرح دھو ڈالو کدورت دل کی بہی
آؤ آب ہو جاؤ ہم سے صاف دو دو جام ہے

الفت ساقی سے جب دیکھو مجھے لبریز ہون
نعرہ یا مرتضیٰ شور شکست جام ہے

لے خبر مولا ے مشکل کشاے دو جہان
آج تک واالسدیہ سائل ترا ناکام ہے

مست صہبای ولاے ساقی کوثر حبیب
اک زمانہ جسکو کہتا ہے یہی بدنام ہے

سنین کیا ذکر مجنون کا یہ سب قصہ کہانی ہے
ابھی بیٹھے بٹھا بس کوچہ مین بیران ناکہانی ہے

جنون کا جوش ہے آغاز عشق یار جانی ہی
ہنسی ہوتی ہی ہر سو میرا چہرہ ارغوانی ہے

وہ پوچھین یا نہ پوچھین پر جو کچھ گذری ہی فرقت مین
ہمین یہ اپنی حالت ایکدن اونکو دکھانی ہے

تمہاری پر ونسی کیون نہ جائین سنکے نالان ہم
کمان ہی ایک کیانی ایک تیغ اصفہانی ہے

کیا ہی رام معشوق تونکو ہمنے میٹھی باتون سے
زمانہ جسکا قائل ہی یہ وہ جادو بیانی ہے

شکایت کی شب فرقت کی اونسے ملکی چپ ہمنے
کہا ہنسکر کہ ہان چہری پہ اتبک ناتوانی ہے

ہوا ہی جب سے عشق زلف و مژگان کل نہین دم بہر
غضب کی ٹیس ہی دلمین بلا کی سرگرانی ہے

بشارت نیک ہے خط دیکے قاصد مسکراتا ہے
کہے دیتا ہی دل کچھ آج پیغام زبانی ہے

اجل کا خوف ہے کسکو کل آنی ہو تو آج آئے
تمہاری عشق مین مرنا حیات جاودانی ہے

ہمین ہاتھہ آئی مضمونکی طرح معدوم ہونے پر
کھلا عقدہ کمر کا اب یہ ناحق لن ترانی ہے

حبیب رند مشرب اور ترک الفت ساقی
کہا جسنے غلط ہی افترا ہے بدگمانی ہے

جب شام ہوئی دل گھبرایا لوگ اوٹھکے برائے سیر چلے
تفتیش صنم کو سوے حرم ہم جان کے دلمین دیر چلے

گو بحر الم طوفانی ہے ہر موج عدوے جانی ہے
اب پاؤن رکین گے کیا اپنے اس دریا کو ہم پیر چلے

اب کام ہمارا یان کیا ہے یہ آنا جانا بیجا ہے
جس وقت تمہاری صحبت مین ہم ہون اور حکم غیر چلے

ہم سمجھے تھے یان آئینگے دن تھوڑا ہے رہجائین گے
پر دل کی حسرت دل مین رہی جب سوے مکان غیر چلے

گو رنج جدائی سے ہے دل پر یہ قیامت ہے یہ دور ساغر
بیٹھے ہیں حبیب احباب مگر اب تم بھی کہدو خیر سے چلے

کیف مے سے داغ عارض پر بہار آنیکو تھی
برق بھی ہمراہ باران بے قرار آنیکو تھی

اُن سے ملتے ہی خیال روز فرقت آگیا
ڈھل پڑے آنسو ہنسی بے اختیار آنیکو تھی

تشنہ جنت میں شور محشر بپا و مرسا کا تھا
دل کی کشتی یا بچشم اشکبار آنیکو تھی

صبح سے آنکھیں پھڑکنے کا کھلا آخر سبب
شام ہوتے ہی نوید وصل یار آنیکو تھی

خستگی تیری نے پابوسی کی بھی مہلت نہ دی
خاک میری تا رکاب اے شہسوار آنیکو تھی

آگئے تم ورنہ نالونکی تو اب طاقت نہ تھی
کوئی دم میں لب پہ جان بیقرار آنیکو تھی

ہوگئی آندھی بجھانے کو ہوا سے یار
بعد مدت آج پھر شمع مزار آنیکو تھی

رات بھر تڑپا ہوں یاد گیسوے خمدار میں
اب مجھے نیند اے خیال چشم یار آنیکو تھی

توبہ کیا تھی میری بخشش اسکو خود منظور تھی
حیلہ تھا یہ رحمت آمرزگار آنیکو تھی

فاتحہ پڑھکر چلے جب وہ یہ تڑپا غبار
لوح مرقد ہٹ کے پائیں مزار آنیکو تھی

اک نظر میں دیکھ ہی لیتا تم آجاتے اگر
موت بھی دم بھر ٹھہر جاتی ہزار آنیکو تھی

بلبلونکی سرد آہوں نے بھی باندھی کیا ہوا
باغبان کہتے ہیں بے موسم بہار آنیکو تھی

جسطرح آئے تھے وہ باتیں بھی کہ لیتے اگر
پھر تن بیجان میں جان بے قرار آنیکو تھی

انتخاب حضرت ناسخ ہوا حاصل حبیب
سر تک اپنے بھی کلاہ اعتبار آنیکو تھی

ہمکو تنہا ظلم سے اب اسے بت ترسا باقی
قتل کر یہ بھی نہ رہجائے تمنا باقی

خون کا آنکھوں میں ہو شاید کوئی قطرہ باقی
چاک پہلو کو کرو دلمیں ہے اب کیا باقی

کچھہ دنون گر رہے یہی وحشت و سودا باقی
رہ سکیگا نہ کبھی سلسلہ پا باقی

قصہ زندگی ایک ہاتہہ مین فیصل ہو ابھی
چھوڑ مجھکو نہ ستمگار سسکتا باقی

لالہ رویون کو دکھاؤنگا محبت کی بہار
دل مین چند رہے جو رہا داغ تمنا باقی

اور نیرنگ دکھا اے فلک عربدہ ساز
اپنی آنکھین ہین ابھی بہر تماشا باقی

کوئی خواہان اجل آکے نہ محروم پھرا
تا قیامت رہے قاتل ترا کوچہ باقی

دیکھلے چیر کے پہلو نہ اگر باور ہو
دل مین ہے تیری محبت کے سوا کیا باقی

دم ہی جبتک نہ بچوگے غم فرقت سے حبیب
جان کے ساتھہ ہے واللہ یہ جھگڑا باقی

کیا تجھے اے دل سیوای یاد دلبر چاہئے
بلبل شوریدہ کو ذکر گل تر چاہئے

کیا شہید ناز کو غسل و کفن کی احتیاج
خاک کوے یار کی بس ایک چادر چاہئے

فضل حق کے سامنے کیا مال ہی تاج و نگین
ساتھہ ہمت کے رسا ہونا مقدر چاہئے

شان مجنونی نہین معشوق ہو گر رشک حور
فتنہ گر طاقت ربا شوخ و ستمگر چاہئے

تنگدستی سے نہو دل تنگ اتنا اے حبیب
ہے مدار رزاق مطلق دل تونگر چاہئے

دل لئے جاتے ہین داغونسے بدلنی کیلئے
کوئی صورت تو ہو ارمان نکلنے کیلئے

نہین ہوتا ہے بپا یہ تشنج دم نزع
پاؤن مضطر ہین رہ دوست مین چلنے کیلئے

دھوتے ہین اشکون سی لکھہ لکھکی حقیقت اپنی
شغل ہے یہ دل مضطر کے بہلنے کیلئے

پاؤن بڑھنے نہین دیتا ہے ہجوم حسرت
کسطرف نکلین کہان جائین ٹہلنے کیلئے

میری آنکھون ہی مین دن رات پھرا کرتی ہو
کیا تمہین اور جگہہ تھی نہ ٹہلنے کیلئے

اشک تھمتے نہین کھلجاے نہ راز الفت
دمبدم اوٹھتے ہین یہ طفل پہ چلنے کے لئے

رشتہ عمر محبت مین بنا رشتہ شمع
آتش حسن جہان سوز سے جلنے کیلئے

کیا ہے گر بچ بھی گیا تیرا مریض فرقت
مدتین چاہئین اب اسکو سنبھلنے کیلئے

بارلایا نہ کبھی نخل محبت اے چرخ
کیا نہین ہے یہ شجر پہولنے پہلنے کیلئے

راہبر فکر رسائی تو کرین اوس در تک
مین تو ہر طرح سے آمادہ ہون چلنے کیلئے

صورت لغزش ومم اوٹھہ نہین سکتا ہی حبیب
کیا یہ بیٹھا ہے ترے کوچہ مین ٹلنے کیلئے

روا روی مین بگولا بھی غبار بھی ہے
پیادہ بھی تری راہ مین سوار بھی ہے

چھٹی الم کی گھٹا ساقیا چلے پھر دور
ہوا ہے باغ بھی ابر تو بہار بھی ہے

امید و بیم کا انجام دیکھئے کیا ہو
جناب شیخ بھی ہین رند بادہ خوار بھی ہے

جو آئے ہو دم آخر تو اک ذرا ٹھہرو
تکان راہ بھی ہے وقت احتضار بھی ہے

ترے کرم پہ بھروسہ ہے دل کو اے معبود
خطا بھی کی ہے عطا کا امیدوار بھی ہے

کبھی ترے شہدا کا نشان نہین مٹتا
جہان مین نام بھی ہے سبکا یادگار بھی ہے

ق

ابھی سنبھلنے کی تو ہے بہائیو دیکھو
مٹے نفاق تو عزت بھی ہے وقار بھی ہے

گروہ خیال شہنشہ تھے کل گدا ہو آج
دہاڑے مین کوئی تنہا ذلیل و خوار بھی ہے

۲

ہے ناگزیر عمل ہم بھونکو اوس پہ جو حکم
خلاف شرع بھی ہے دلکو ناگوار بھی ہے

نہ کہئے موہنہ سے بس اب کیجئے جو کرنا ہو
کسیکو آپکے وعدہ کا اعتبار بھی ہے

خدا نے کی تہی اطاعت نہ غیر کی لازم
ہمین کسی کی غلامی سے ننگ و عار بھی ہے

گلہ خلاف طبیعت تہہ ٹھہرا اے دل
ابھی تو آپ گئے ہے وہ شرمسار بھی ہے

نہین ہے نوش بلا نیش راوق ہستی
سرور و کیف بھی ہے زحمت خمار بھی ہے

کرین جو کرتے ہین واعظ ہماری پردہ دری
خدا غفور ہے بندونکا پردہ دار بھی ہے

حبیب کیون پیری مین انتشار حواس
خیال نزع بھی ہے ہیبت مزار بھی ہے

کل جو دمساز تھے کیا یاد بہلائین اون کی
ابھی کانون مین ہین دلچسپ صدائین اونکی

دانہ زد کرتے ہین کیون اہل کرم پر چشمک
ڈھانپ لیتی نہین عیوب اونکی عطائین اونکی

محو نظارہ ہین مشتاق تو کی آنکھین دیکھو
پتلیان نرغ فونسے لیتی ہین بلائین اونکی

لاکھہ چاہے کوئی لائیگا کہان سے وہ بات
الفتین اور کسی کی نہ جفائین اونکی

ظالمو کیون نہ ڈرے آہ سے مظلومونکی
لو پہرین باب اجابت سے دعائین اونکی

جائے حیرت ہے جو رندون کو ہنسا کرتے تھی
رہن مے ہونیکو آئی ہین عبائین اون کی

ق

درہی عاقل و اشاد اور ادیب و شعلہ
ایقین یاد کرین ہم کہ وفائین اونکی

۱

اوٹھہ گئے وہ کہ گئی بزم سخن کی رونق
جنکے اشعار وہ تحسین وہ رائین اون کی

۲

ملنے والونکی زبانی وہ پیام اور سلام
تہین غنیمت کرم آمیز ادائین اون کی

۳

تہا ہر اک نکتہ رس و فاضل و نقاد سخن
گو جہان مین وہ نہین دلمین ہین جائین اونکی

۴

ملک عشق پہ ہین جتنے گنہگار حبیب
عفو کر دیتا ہے ستار خطائین اون کی

آجائے گا بلوالو جلدی منظور جو دونکا چارہ ہے
عاشق کا پتہ کیا پوچھتے ہو وہ اک وحشی آوارہ ہے
ناحق جو دما نہ وہ ایذا چھوٹے نہ رہ تسلیم و رضا

سمجھو کہ خدا نے فضل کیا عصیان کا یہی کفارہ ہے

نادان کیون اوج پہ نازش کی لازم ہے بلندی کو پستی
دولابی گردش گیتی کی کشتی ہے زمین گہوارہ ہے

اوس مصحف رخ کے پرتو سے ایام شہور و سال سے
دو ٹکڑے ہوا تھا قمر جیسے یہ ماہ یونہین سیپارہ ہے

سمجھے تھے جواب نامہ ہم جبتک نہ کھلا تھا اونکا ستم
دیکھا تو لفافہ کے اندر خط اپنا پارہ پارہ ہے

گل چین چنکر لیجا ینگے ہم چہرون کو دکھلائینگے
لبریز گل صفت ہر دم یان دامان نظارہ ہے

معلوم ہے اوس کو خطا میری مجبوب کثرت ہی ہو دعا میری
لیکن حسن لیگا خدا میری عام اوس کا کرم ہموارہ ہے

ہر شخص کے منہ سے جو نکلی اگر وزنہ کیونکر ہو جائے
کہتے ہین زبان خلق جسے وہ قدرت کا نقارہ ہے

سب چھوڑ حبیب نکتہ سرا کہہ فکر سخن سے کام سدا
کاشانہ ہے تیرا خیال یہ معشوق مہ پارہ ہے

محو نیرنگ جہان گر نہ طبیعت رہتی
دلمین زاہد کے اگر تیری محبت رہتی
مثل پرکار جو ان آنکھون مین مروت رہتی
چار دن اور ٹھہر کر اگر آتی یہ بہار

مدتون تک میری آنکھون مین وہ صورت رہتی
حور و غلمان پہ مائل نہ طبیعت رہتی
بھولے ہو کے کبھی ملنے کی بھی صورت رہتی
کچھ دنون پیر مغان سے ابھی بیعت رہتی

بہت اچہا تہا پہر آتا جو چہری گردن پر
گرم ہوتا نہ کبہی خود غرضی کا بازار
ہم قفس سیکہتے انداز نوا سنجی کا
پہر تو اے یاد صنم دیر نشین بنتا مین
درمیان آگیا جن دوستونکے پای غرض
اپنے مالک ہی پہ رہتا جو بہروسا اے دل
لطف جتنا تمہین ہر حال مین غیرونسے رہا
بار عصیانسے نہ پیری مین کمر جہک جاتی

تیرے دلمین نہ تو ظالم یہ کدورت رہتی
پہلے جو تہی اگر اے چرخ وہ صحبت رہتی
کچہہ دنون اور انہین گرمی صحبت رہتی
تجہسے خندے جو اسیطرح پہ صحبت رہتی
اون کی آنکہون مین بہلا کیسے مروت رہتی
مانگنے کی نہ کسی غیر سے حاجت رہتی
کم سے کم اتنی ہی مجہپر بہی عنایت رہتی
نوجوانی مین اگر مشق ریاضت رہتی

لطف شاہی تہا ہمین فقر کی حالتمین حبیب
مال دنیا سے اگر سیر یہ نیت رہتی

رہی عمر بہر بہی آرزو کوئی شوخ ماہ لقا ملے
اوسے ہمسے لطف دلا ملے ہمین اس سے داد وفا ملے
غم دہر سے نجات کب ہمین انتشار مین کیا ملے
جو حضور قلب نصیب ہو تو ثواب یاد خدا ملے
نہ اثر ہو جسکے بیان مین اوسے داد کیسے بہلا ملے
جو کسیطرح کا مذاق ہو تو سخن کا دل کو مزا اسے ملے
وہ عجب طرح کا حسین ہے میری حیرتون مین دلیل ہے
نہ تو کوئی اوسکا عدیل ہے نہ کسی سے اوسکی ادا ملے
نہ رہی اگر کوئی آرزو تو حصول کب جو مٹا عدو

اوسے دوسرا تو یہ شرط ہے میری الفتون کی جزا ملے
ہے زمانہ دشمن آرزو نہین دوستون مین وفا کی خو

یہ مجال کیا ہے اوڑائے بو جو گلوں سے بادِ صبا ملے
نہ کوئی طریق طلب چھٹا، یہ درست ہو مدعا

ہے وہ خضر منزل شوق کا مجھے جس سے ٹھیک پتا ملے
تمھی بلا سے جہان وہ روا ردی کبھی اپنی کچھ نہ میری سنی

یہ ادا ہی ہوش ربا ہوئی کبھی گر ملے بھی تو کیا ملے
کوئی دم تو فکر مآل کر نہ زیان دنیا سے ملال کر

اوسی در پہ کیون نہ سوال کر کہ تیری طلب سے سوا ملے
میرے دامنون سے ہو کیا جدا کوئی خار دشت جنون بلا

ہر ایک ایسا لپٹا ہے جسطرح مدتون کا چھٹا ملے

وہی چارہ گر ہے غریب کا نہ اوٹھتا ناز طبیب کا
ہے مدام درد حبیب کا مرے درد دل کی دوا ملے

وفا مین غیر سے اک دن مقابلہ ہو جا کر
تو جلد بحث رقابت کا فیصلہ ہو جائے

بقا فنا سے جو بدلے دوئی کا نام مٹے
کسیطرح سے نہین ملے یہ فاصلہ ہو جائے

دہانسے کچھ نہین کہتا اوٹھا کے سر سے بہجر
نہ دردِ دل کا بیان بھی کہین گلہ ہو جائے

کبھی نفس حقیقت مین ہو بشر عاجز
اگر ازالۂ اوہام باطلہ ہو جائے

جیا ہے اسلئے پیر مغان کے ہاتھ مین ہاتھ
کسی گھرانے سے بیعت کا سلسلہ ہو جائے

رد کا ہو دلمین کہین ہو گئے ش ملال
ڈہلکے آنکھ سے آنسو تو آبلہ ہو جائے

دباؤ مشق ریاضت سے نفس سرکش کو
خدا کے ہاتھ سے نصرت بجا دلہ ہوجاے

نکل کے دل سے گرا فرش خاک پر اپنی اشک
نہ اس قدر بہی کوئی پست حوصلہ ہوجاے

کبھی سنو بہی تو ہے دل کو آرزو کیا کیا
نئی بسپاہ کا ایک روز داخلہ ہوجاے

ہوس کی چھاؤن مین یون چھپ رہین اب ارمان
سہان غبار مین جسطرح قافلہ ہوجاے

وہ روح تازہ رگ و پے مین پہونکدی ساقی
عیان شباب کا پیری مین ولولہ ہوجاے

جو پیرو نہین رہین اپنے پیشواون کی
ہر ایک نقش قدم ہمکو راحلہ ہوجاے

سخن حبیب کا سنلین جو شوق سے احباب
تو اس زمانہ مین کافی یہی صلہ ہوجاے

گھبراتا ہے کیوں اے دل ہر دم اب ختم مصیبت ہوتی ہے
کہتے ہین جہان مین بعد الم انسان کو راحت ہوتی ہے

آپسین محبت ہوتی ہے بے لوث طبیعت ہوتی ہے
جب اوس کی عنایت ہوتی ہے کچھ اور ہی صورت ہوتی ہے

وہ عشق ہے وحشت سے بد تر معشوق کو جس کی ہو نہ خبر
کرتی ہے اثر اک دن دل پر گر دل سے محبت ہوتی ہے

کرکے آسایش کی فکرین ہم لاکھ مصیبت پر سر پر لین
ہوتا ہے وہی ہر حالت مین جو اوس کی مشیت ہوتی ہے

ہوجاتی ہے تکمیل ہنر بنتا نہین دل تشویش کا گھر
بڑھتا ہے وقار انسان کو اگر ممکن پہ قناعت ہوتی ہے

اقوام کی حالت کو دیکھو اسباب ترقی کے سوچو

پڑھجاتے ہین آخر مین جنکو اچھون سے رقابت ہوتی ہے

ہم یاد نہین کرتے ہین اوسے ہین غفلت مین ہوے بیٹھے

کام اوس کو بے ہر دم جمت سے ہر لحظہ اعانت ہوتی ہے

کرجاتے ہین حاکم خود غرضی پر ایک محکومون کی +

پڑتی ہے جب اون پر چوٹ وہی اوس وقت ندامت ہوتی ہے

سب عمر گذاری محنت مین کب چین سے بیٹھے غربت مین

جب پڑتا ہون تھک کر غفلت مین جنت کی بشارت ہوتی ہے

جس سر مین ہواے وصال نہین جس دل کو درد فراق نہین

سمجھانے سے وہ بیٹھے کیونکر کینہ ہر وقت ہوتی ہے

ساکت ہے حبیب نکتہ سرا کیا چھوڑ دیا بالکل کہنا

کیون اوس کا دل ایسا سرد ہوا اس یاس پہ حسرت ہوتی ہے

باطن کی کشش دل مین ہر جا قدرت کی ودیعت ہوتی ہے

ہو جاتے ہین عاشق بھی پیدا جب حسن کی شہرت ہوتی ہے

پژمردگی و ناکامی مین کمہلائی صورت ہوتی ہے

لب غنچہ صفت کھلجاتے ہین جب دل کو مسرت ہوتی ہے

آئینہ قدرت صانع کا آفاق مین ہے ذرہ ذرہ

ہو غور حقایق پر جتنا اوتنی ہی بصیرت ہوتی ہے

آوارہ پریشان سرگردان بیتاب جگر زن مضطر حیران

ہر ہو نگران رسوا ہے جہان عاشق کی یہ حالت ہوتی ہے

جو زلف مین دل الجھاتے ہین پھر کب وہ رہائی پاتے ہین
سارے قیدی چھٹ جاتے ہین جب پوری مدت ہوتی ہے

گر یاد کیا بھی ایذا مین بھولے حق کو استغنا مین
پاتے ہین دولت دنیا مین کیا طاری غفلت ہوتی ہے

ہے نیکیون کی یان نیک جزا ملتی ہے بدی کی بدکو سزا
ایک مٹ کے بنا ایک بنکے مٹا یون روز قیامت ہوتی ہے

بیسود درازی ہے سن کی محدود ہے وسعت باطن کی
کیا ہونگے رجال فن جن کی تھوڑی بھی بضاعت ہوتی ہے

ہے صانع خلق حکیم ایسا کرتا ہے بکثرت وہ پیدا
جس جا آرزو نے آب و ہوا جس شئے کی ضرورت ہوتی ہے

ہم یاد مین تیری رہتے ہین فرقت کی جفائین سہتے ہین
جو آتا ہے دل مین کہتے ہین جب بیحد وحشت ہوتی ہے

اک دن تو زمانہ بدلے گا چمکے گا یہ نکھرا رنگ تیرا
کیون ہے مایوس حبیب اتنا ضایع کہین محنت ہوتی ہے

کرکے تعجب ہر گھڑی کیون میری حیرت دیکھئے
نکلے ہوے گھر سے چمن گذری ہے مدت دیکھئے
دمساز اہل نغمہ سے آہ کی حالت دیکھئے
ہے شاق دل کو کس قدر شکل رقابت دیکھیے
رکھتے ہین خورشید و زمین تاثیر مقناطیس کی

آئینہ لیجئے ہاتھ مین اور اپنی صورت دیکھئے
کس وقت دل سے دور ہو اندوہ غربت دیکھئے
آہنگ وحدت کر گیا دل مین سرایت دیکھئے
سایہ سے بھی مجھے اپنے ہوتی ہے وحشت دیکھیو
اعدا سے جذب و کشش دونو کی قوت دیکھئے

شیدا نہیں یہ حور کا کیا درد ہو مہجور کا — شاہد پرستو فتوے زاہد کی نفرت دیکھیے

آنکھیں چشم یار کی صہبائے کوثر پیجیے — عشق گل رخسار مین گلزار جنت دیکھیے

ایسا بگولا ایک اوٹھا مہ رخشان چھپ گیا — یہ بھی ہوا کا پھیر تھا ذرون کی رفعت دیکھیے

صورت ہمین دکھلائیے نقد دل و دین لیجیے — ہم رونمائی مین کسقدر دیتے ہین ہمت دیکھیے

ہین اہل سب عزلت گزین نا اہل ہین مسند نشین — کیا دور ہا پرسان ہو یہ جاہل کی جرأت دیکھیے

حق نے ہمین گو کر دیا سلطان اقلیم سخن — لیکن نہین ابتک ہوئی دولت دیکھیے

اکدن حبیب نکتہ دان ریگی صد اہل جہان
جاتی نہیں ہے رایگان انسا کی محبت دیکھیے

چمکا رہا ہے حسن کو مے کی حرارت دیکھیے — گل سے زیادہ سرخ ہے چہرہ کی رنگت دیکھیے

دبا سے اونکے بیٹنے کی شکو سماجت دیکھیے — مجبور کر دیتی ہے یون انسان کو حاجت دیکھیے

بیکار کر دی کبر نے شیطان کی طاعت دیکھیے — نخوت سے کیا تھہ آیا نہ کچھ جز طوق لعنت دیکھیے

ہین سفلہ پرور کس قدر ارباب دولت دیکھیے — کیا تیرہ اصلی ملا ادنی کی قسمت دیکھیے

معلوم ہو فرقت مین گر برسون مصیبت جھیلیے — ناصح کسی بیمہر سے کرکے محبت دیکھیے

دم آپ کا بھرتا رہا سہکر ہزارون سختیان — ہون کج تک ثابت قدم میری بھی الفت دیکھیے

اے رحمۃ للعالمین محبوب رب ختم رسل — ق — ہے ہند مین بے دست و پا حضرت کی امت دیکھیے

رائج ہوئے ہین ہر طرف شرک و مناہی آجکل — ٢ — اہل شریعت کی ہوئی معدوم ہمت دیکھیے

سنتو سے تو یقین مغلوب ہین اعیان دین — ٣ — ہر سمت جس کفر کی چھائی ہے ظلمت دیکھیے

جس سر زمین کے واسطے دیندار لاکھون مٹ گئے — ٤ — جاری ہو وان سر سلام سے بجز ضلالت دیکھیے

ہر سو ہین رائج بدعتین ویران ہین لاکھون مسجدین — ٥ — باقی نہیں اسلام مین شان جماعت دیکھیے

آنکھون مین ہی شکل آپکی مژگان کی چلمن ہی پڑی
دل مین مرے اجاے اکدن یہ خلوت دیکھیے

پیری مین یہ مے نوشیان بس ای حبیب خوش بیان
کرنے لگی اب تو زبان بات تو نہین لکنت دیکھیے

احسان قاتل کا لیا شوق شہادت دیکھیے
آ ترے ہمارے سر سے کب یہ بار منت دیکھیے

زاہد ہو شاید یہ وہ مے ہی جسکی حرمت دیکھیے
ایک گھونٹ پیکے کسقدر ہوتی ہی فرحت دیکھیے

ناقص کی عزت دیکھیے کامل کی ذلت دیکھیے
اندھیر ہے اب نور پر غالب ہے ظلمت دیکھیے

نخوت ہی دیندار و نہین اب جای اخوت دیکھیے
منسوخ کیسا ہو گیا آئین خلعت دیکھیے

باقی نہین تاب و توان کروٹ بدلنا ہی گران
کیا رنگ دکھلائی ہمین اندوہ فرقت دیکھیے

افسانہ ہونگے راز سب ہونا جنونکا ہی غضب
رو کی نہین رکتی ہے اب میری طبیعت دیکھیے

ہر بات مین عیاری اہل حکومت سے عیان
کوئی نہ کوئی انپہ اب آتی ہی آفت دیکھیے

ہین خوگر افعال بد بچتے نہین افعال بد
بنتے کو ہین تمثال بد یارونکی شامت دیکھیے

پنہان شرر ہی سنگ مین پیدا چمک ہی رنگ مین
دلبستگی آہنگ مین صانع کی قدرت دیکھیے

دلمین مرے غم اوسکا ہو آزارہ محرم اوسکا ہو
تا چیز ہمدم اوسکا ہو یہ عزم و جرات دیکھیے

کسکی بنا ہے پوچھکر کیجیے عمارت پر نظر
دکھلاتی ہی کیا سمان پھر چشم عبرت دیکھیے

دشوار ہے دیدے خدا سب خوبیان اک شخص کو
یا حسن صورت دیکھیے یا حسن سیرت دیکھیے

کل تذکرہ تھا مے سے کی توبہ حبیب رند نے
پیر مغان سے آج کی پھر اوسنے بیعت دیکھیے

جمتا نہین دل پر کبھی زنگ کدورت دیکھیے
ہین بوترابی پاک ہے ہر وقت طینت دیکھیے

جب نظم ہو مد نظر قانون فطرت دیکھیے
اپنی سخندانی کی پھر دنیا مین شہرت دیکھیے

اب صلح پر مجبور ہین ارباب دولت دیکھیے
ہو جاتی ہے بے چادری یون وجہ عصمت دیکھیے

ہر بات مین ہے سادگی رنگ حقیقت دیکھیے
زور و نسپہ ہے طبع رسا آج اسکی جودت دیکھیے

سب سے زیادہ خلق مین انسان حاجتمند تھا
پتلا بنا کر ورد کا سکھلائی حکمت دیکھیے

ہر شخص شیدا ہوگیا اہل کرم کے نام کا
دنیا مین کیسا دلربا ہے حسن نیت دیکھیے

ارباب علم و فضل کی جس قوم نے تقلید کی
اک روز آخر لیگئی وہ گوے سبقت دیکھیے

تا چند سہے کی یہی اگر اہل غرض سے آفرین
غیبت مین کیا کیا آپکو کہتی ہے خلقت دیکھیے

جسکے موافق ہو ہوا موسم سے اوسکو جا لغزا
جب کہولین گل بند قبا بلبل کی عشرت دیکھیے

ہین آتش و آب و ہوا قابو مین مشت خاک کے
دی حضرت انسان کو کیا خالق نے طاقت دیکھیے

جب عیش غربت مین ہوا یاد وطن مین جی گھرا
گردون ہمین سکھلائیگا کیسی بعد راحت دیکھیے

پابند اپنی وضع کا نکلا حبیب مبتلا
جھیلی خوشی سے ہر بلا یہ صبر و ہمت دیکھیے

پاک ایسا ہو دل کدورت سے
آئینہ دیکھیے جسکو حیرت سے

اونسی سے ہے اونکی اچھی صورت کے
کام کیا ہم کو حسن سیرت سے

عاشقون کی کبھی نہ لین گے خبر
ہین وہ مجبور اپنی عادت سے

یہ ہے انجام جھوٹے وعدونکا
حاصل اس طرح کی مروت سے

جانتے ہین فضیلت طاعت
یہ واعظ کرین گے فرصت سے

کہا کے خود نہ دوسرے کو کہلائے
فائدہ کیا دنی کو دولت سے

باہم اعزاز و جاہ گر ہے بلند
کام اوترا بان ہمت سے

کیا ہے تو ہے مرض مال کی حاجت
جب ہو پیدا سوال صحت سے

تپ

لڑ گئی آج اون کی چشم ناز	خود ہی میری نگاہ حسرت سے
جھکتے ہین جنکے مرتبے ہین بلند	کون ملتا ہے پست فطرت سے
چلی ساتھہ اونکے جان عاشق کی	نہ اوٹھا بار غم نقاہت سے
ہو نہ زاہد رجوع قلب اگر	فائدہ کچھہ نہین عبادت سے
کینہ پرور کے دل پہ الفت کا	رنگ جمتا نہین کدورت سے
مر گیا آج عاشق نالان	ہوئی لیجے نجات زحمت سے
جبکہ لاتقنطو خدا فرمائے	یاس کیونکر ہو ہم کو رحمت سے

دربدر پھر چکے حبیب بہت
اب تو بیٹھو کہین قناعت سے

جہان رہے نہ کسی دل پہ بار بنکے رہے	گلون مین رنگ چمن مین بہار بنکے رہے
وہ خاکسار اوٹھین کیا تیری گلی سے بھلا	عدو کے دلمین جو برسون غبار بنکر رہے
کیا فلک نے دل صاف کا کچھہ ایسا رشک	ہمیشہ کد ہے کہ یہ داغدار بنکے رہے
وہ آئے خواب مین راحت سے تا سحر گذری	تمام شب مرے دلمین قرار بنکے رہے
دریاں شان امارت نکیون ہو حسرت مین	ستم ہے جب اثر مے خمار بنکے رہے
ہمیشہ سوز محبت مین سختیان جھیلین	وہ سنگدل تھے تو ہم بھی شرار بنکے رہے
فراق یار سے پیدا تھی وہ خلش دل مین	کہ پھول بھی مرے بستر پہ خار بنکے رہے
کیے زبان سے جو انسان اوسی نباہے بھی	کبھی جہان مین نہ وہ بے اعتبار بنکے رہے
ہوئے وطن سے زیادہ عزیز غربت مین	ملے ہم ایسے کہ اغیار یار بن کے رہے
مآل ذلت و خواری ہے عجب و نخوت کا	وہ سر بلند ہین جو خاکسار بن کے رہے

گذرے کرتی ہے محجوب نیک و بد کی سمجھ
ہم اپنے ہاتھ سے خود شرمسار ننگ رہے

قمر کے چہرے سے ہو جائے دور عیب کلف
جو چار دن تیرا آئینہ دار زنگ رہے

یہ جذب عشق سے ہے نادیدہ تیری دیوانے
ہمیشہ ایک سے دو دو سے چار سنگ رہے

ہے گلگون کی محبت دلیل خار الم
ضرور بگڑے کی کوئی ہزار ڈھنگ رہے

صلای عام تھا ساقی کی انجمن میں حبیب
تمہیں علیحدہ کیون روزہ دار تنگ رہے

لطف وطن ہمیشہ میسر سفر میں ہے
دل جسکو چاہتا ہے وہ میری نظر میں ہے

اوس آگ کے دھوئیں سے جو پیدا جگر میں ہے
سیل سرشک تازہ نہان چشم تر میں ہے

آفت کا توڑ یار کے تیر نظر میں ہے
دل میں اگر سعیری ہے تو پیکان جگر میں ہے

وجہ بقائے نام ہے کب کوشش نمود
غواص کا پتہ کہیں آب گہر میں ہے

ہے عیب بھی صواب جو مقبول خلق ہو
لالہ کا حسن تابش داغ جگر میں ہے

کہتا ہوا دشمن کے کوچہ تیں سے گرد باد
برباد یوں ہی ہوگا جو اس رہگذر میں ہے

لیکر پھرا ہے آج سفر پیام وصل
چھپتے ہے عیان جو دل نامہ بر میں ہے

اکدن غرور حسن پہ بھی بھروسے نہیں
کیا ایسی بات عاشق شوریدہ سر میں ہے

اے رشک گل تپش دل عاشق کی دیکھئے
عالم ہوا کا طائر بے بال و پر میں ہے

وصف دہان یار سے شیرین ہو کام جان
سچ پوچھئے تو کب یہ حلاوت شکر میں ہے

دل کو تلاش دور ہم داغ جنون ہے پھر
پیدا ہے جو تجسس زاد سفر میں ہے

بیمیرون کا لطف ہے خوی کرم کہ ساتھ
وہ خوشگوار ہے جو حلاوت شکر میں ہے

بعد از دل چاہئین شکر پیمبری کی
کوشش کا نور تازہ جمال قمر میں ہے

کھٹکا تھا خار الفت عارض کبھی یہان
دامان گل کی بو میری چاک جگر مین ہے

برسون بنا چکے ہدف ناوک نگاہ
پھر پوچھتے ہو ضبط کی قوت جگر مین ہے

فرماتے ہین وہ ناز سے آئینہ دیکھکے
ایسا حسین کوئی تمہاری نظر مین ہے

کھوتا ہے افتخار فرمایہ اختیار
نعمت ذلیل کاسہ دریوزہ گر مین ہے

آئے گا روز عیش کٹی غم کی شب حبیب
کچھ تو اثر تمہاری دعاے سحر مین ہے

جینے کا لطف صحبت اہل وطن مین ہے
غربت مین جو پھنسا ہے وہ قید محن مین ہے

گو پیر ہین شباب کا عالم سخن مین ہے
ہر وقت کیف تازہ شراب کہن مین ہے

جان تازہ یاد عارض جانان سی تن مین ہے
یوسف کی بو بھری ہوئی اس پیرہن مین ہے

ہے سادگی مین اور نہ کسی بانکپن مین ہے
ترکانہ وہ ادا جو مرے تیغ زن مین ہے

پہونچا دیار یار مین عاشق پس فنا
اب خاک مین کفن ہے نہ مردہ کفن مین ہے

جو شے بلاے جان ہے وہی اسکو ہے عزیز
نکلا اپنی مخلصی کی دل راہزن مین ہے

وقت سحر ہے گرم فغان کاروان گل
افسردگی کا رنگ ہواے چمن مین ہے

مجرم کے ساتھ جاتے ہین ایسا ہی ہے شعار
تارون کو فکر قطع روابط کفن مین ہے

کیا پوچھتے ہو پڑھ کے نکیرین دیکھ لو
حاضر جواب نامہ ہمارے کفن مین ہے

کیا عطر بیز خاک وہ گلعذار تھی
بو جامۂ عروس کی میرے کفن مین ہے

خوش ہو گی روح جامۂ ہستی اوتار کے
لرزان ہوائی وہ ہے اس پیرہن مین ہے

جو کچھ کہین ہمیشہ اوس سے ہو اتفاق
گویا زبان اونہین کی ہماری دہن مین ہے

ناقوس دیر بنگیا پردہ حجاب کا
لب پر ہے شیخ کے جو دل برہمن مین ہے

مین ہون قتیل فراق آتا ہے قاصد یہ شتاق
پھر دہین خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

لو وہ خفا ہو گیا ہاے یہ کیا ہو گیا
چپ میرا حاضر جواب دیکھئے کبتک رہے

ہوتا ہے رخصت شباب دلمین توان ہے نہ تاب
زور و تپ یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے

حرمت واعظ پہ کی رندون نے بھی خوب پی
گرم نصیحت جناب دیکھئے کبتک رہے

چھٹ گئی بچپن کے ساتھ بیٹھے ہین ملنے کی بات
یارون سے ہم کو حجاب دیکھئے کبتک رہے

آئیگی اب کیا وہ بات اوٹھ گیا لطف حیات
رنج بہار شباب دیکھئے کبتک رہے

دیدۂ دل ہین اودہر خیرہ ہے میری نظر
آئینہ مین آفتاب دیکھئے کبتک رہے

دور ہی کیون اے نصیب شاہ دکن سے حبیب
روز یہی پیچ و تاب دیکھئے کب تک رہے

وصل سے وان اجتناب دیکھئے کبتک رہی
روح کو تن کا حجاب دیکھئے کبتک رہے

دل کا مکین اضطراب دیکھئے کبتک رہے
صبر کی مٹی خراب دیکھئے کبتک رہے

آئی شب انتظار قلب ہے سیماب وار
روز یہی پیچ و تاب دیکھئے کبتک رہے

دیتے ہین بے انتصب وہ رگ جان سے قریب
کیسے مٹے یہ حجاب دیکھئے کبتک رہے

دل کو تمنا وہ آئے آنکھون کو ارمان نجائے
شوق کو یہ اضطراب دیکھئے کبتک رہے

ہے الم ہجر کا باعث سوہان جان
جوش پہ چشم پر آب دیکھئے کبتک رہے

فکر معیشت کے ساتھ ہے فکر نجات
جان کو دوہرا عذاب دیکھئے کبتک رہے

درد کی یا تہو لئے آدکہ درد دل سے ہے تباہ
گھر مین یہ خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

زلف معنبر کی بو پہیلی ہے پہر چار سو
خون جگر مشک ناب دیکھئے کبتک رہے

لب پہ نہین کے سوا حرف نہین دوسرا
اون کا یہی اک جواب دیکھئے کبتک رہے

اوتسے ملا سپہر رقیب ہم ہین جدا یا نصیب
دشمن جان کامیاب دیکھئے کب تک رہے

دل کا ہے سوداگران ہین وہ سبرا ستحان
حجت عیب و صواب دیکھئے کبتک رہے

وہ متلون مزاج باتو نہین بگڑا ہے آج
لطف کے بدلے عتاب دیکھئے کبتک رہے

چہوڑتے ہین نیکخو محفل عالم مین ہو
مٹ گیا گل پر گلاب دیکھئے کبتک رہے

ہوگئے رخصت حبیب بدلے توان و شکیب
حسرت وغم باریاب دیکھئے کبتک رہے

روز ازل سے پٹ غم الفت کی جا نہین ہے
لذت بلا کی اس خلش جاودا نہین سے ہے

صادق ہو جذب دل تو غلو دا ... یکا نہین ہے
جو منزلت کی حد نظر سالکان مین ہے

جو دل سے ہے بیقرار غم رفتگان مین ہے
اک شور الرحیل کا اس کاروان مین ہے

تسخیر کا اثر تیری میٹھی زبان مین ہے
سحر حلال پردۂ حسن بیان مین ہے

ہر پارہی ہے دل کو ہوا کوے یار کی
کیا رہبرون کا قافلہ ریگ روان مین ہے

عشاق کو مدارج الفت پہ کیا ہو ناز
ہر گام ہجوم بیم و رجا امتحان مین ہے

اوراق گل مین پرو رہا ہے ساز عندلیب
آہنگ نغمہ ہاے حسرت فغان مین ہے

لے بہر کے جام عیش خرابات دہر سے
وا فریبہ بادہ ظرف زمان و مکان مین ہے

بدلی مزاج تک تیری رفتار اے فلک
اب کونسی ہوس دل ایذا رسان مین ہے

سینہ مین سر مین آنکھ مین پہلو مین قلب مین
وہ کیا ہے جو وہم مین ہے نہ گمان مین ہے

افسانہ ہاے عشق ہون یا قصہ ہاے حسن
لطف نہین وہ نہین جو تیری داستان مین ہے

ہر شے کی ہے بقا و فنا صورت حباب
غفلت کا تیری شور ہمہ جا نہین سے ہے

کروٹ بہی لی نہ طالع خفتہ نے ایک بار
مدت سے بیخبر ایسی خواب گران مین ہے

ق

اہل ہنر عزیز ہین جنس ہنر گران — پر دخل یان نصیب کو سود و زیان نہین ہے

جبتک ہے نور مہر مین اور ماہ مین ضیا — محمود کے کمال کا شہرہ جہان مین ہے

نور ولا سی شاہ ولایت کی آب و تاب — مانند شمع طور دل خواجگان مین ہے

توبہ اخیر عمر مین زیبا نہین حبیب
تا حال پاس وضع بھی اہل جہان مین ہے

کسی کی سنکے نہ ہرگز تمہارے در سے پہرے — ہم اک زمانہ سے بگڑے جہان بہر سے پہرے

کریم وہ ہے پر پرواز مرغ دل کو مرے — یہ جا کے گر تو بہت پہلے نامہ بر سے پہرے

نہ درد ہجر وہ آفت کہ آ کے سر سے ٹلے — نہ وہ بلا شب فرقت جو آ کے گھر سے پہرے

ادہر کا رخ کیا جنے وہ جس طرف کو چلے — وہ ہین کہ ہم نظر آئے جدہر ادہر سے پہرے

ہزارون منزل الفت نکے رہنما پا کر — جناب خضر حسینون کے رہگذر سے پہرے

وہی ہین نام خدا آپ مجکو بیت سے ہے — جو پتلیون مین میری مدتون نظر سے پہرے

طریق عشق مین اسے دل دکہا ثبات قدم — بہٹک گئے وہ ہین پیرو جو راہبر سے پہرے

پناہ تیرے جمال و جلال کا پرتو — کمال تیز بہی خورشید گرم قمر سے پہرے

نہین تھے ایک جو دریاے عشق پہر گئے — نہنگ وار شناور کمر کمر سے پہرے

کہان وہ عارض و کاکل کہان گل و سنبل — اسی خیال مین ہم شام تک سحر سے پہرے

نہ ایک دم بہی رکی ہستی و عدم کی راہ — یہان کچھ آئے ادہر سے تو کچھ ادہر سے پہرے

وہ کب ہین کوچہ الفت کے مرد میدان جو — کسیکے زور پہ ٹہیرے کسیکے ڈر سے پہرے

یہی ہے عشق کا مسلک کہ خارزار نہین — چلے پیادہ وہ سیر اور قتیل سر سے پہرے

جری وہ ہے جو غضب مین خدا کا خوف کرے — وہی بشر ہے مگر جو راہ شر سے پہرے

جہلک نہ بستی فطرت کی دیکھے گا حبیب
زمانہ لاکہہ کسی صاحب نظر سے پہرے

جنون مین لڑ گئے ناصح سے چارہ گر ہو کر
رہے کہین سے نہ وہ پہر جو تیر سے دور ہو پہرے

نگاہ ناز کی اچہی ہو بہین ادا مین
وہ مار سے تیر رہے ولیکن جگر سے پہرے

ہجوم باب اجابت پہ ہے قیامت کا
ہے تلون میرا یک دعا کدہر سے پہرے

نفاق لال لہو کو سپید کرتا ہے
دگر نہ لخت جگر کس طرح جگر سے پہرے

خدا نے یاس مین دکہلائی صورت امید
جو تشنہ یاس تہی وہ اشک چشم تر سے پہرے

نکیوں جہان مین آوارگی کا رنگ جما سکے
نگاہ جب کوئی لڑ کر تری نظر سے پہرے

چمن کے لٹتے پکڑتی نہ ہے کیون فغان بلبل
خزان محال ہے نہ زیادہ وقت پر سے پہرے

مین وہ مسافر ملک عدم ہون اپنے قسمت
گنوا کے رخت تہیہ سے جو سفر سے پہرے

مریض ہجر پہ جب مسیح آ پہر سکے
نہ مسیح جو قاتل کی رہگذر سے پہرے

ستم ہے دن نہ پہرے آج بہی پہری قسمت
وہ آتے آتے مجہے دیکہکر ادہر سے پہرے

نہ تہی امید شفا دل کو اس مرض میں حبیب
بچے ہم ایسے کہ گویا خدا کے گہر سے پہرے

دل بچے کیونکر بت عیار سے
سا سنا غافل کا ہو ہشیار سے

گل بچا جاتے ہین پہلو خار سے
اہل زر ہین کیون جہکین نادار سے

ہٹ نہین سکتے کبہی پاے ثبات
بہاگتا ہے سایہ خود دیوار سے

یہ ریاضت کا ثمر ہے عندلیب
پہول چہٹتے ہین تری منقار سے

پوچہے کہہ کے پہ ہوگا بات صاف
شرم سے رستے ہین کیون اغیار سے

خون کرتا دل کو خوف معصیت
سابقہ ہوتا نہ گر غفار سے

ہوتی ہے شان شرافت خود عیان
مرد کی رفتار سے گفتار سے

ہم برے واعظ تمھین اچھے سہی
فائدہ ہر وقت کی تکرار سے

چاہئین معقول اصحاب و جلیس
عقل لے سکتے نہین بازار سے

دل مین کرلی ایک پریوش نے جگہ
جنس الفت لاے ہم بازار سے

کچھ زمانہ کرنے دیتا ہی نہین
دست و پا ہین آج کل بیکار سے

کیون لہو دل کا بہایا بے سبب
کوئی پوچھے دیدۂ خونبار سے

کہدیا اہل وفا کو خود غرض
یہ خطاب اچھا ملا سرکار سے

دل کو یہ وعدے تسلی خاک دین
جلد پھر جاتے ہو تم اقرار سے

حد نہ تھی میرے گناہون کی مگر
چھپ گئے سب دامن ستار سے

ہو سکے فکر سخن کیونکر حبیب
ایک دم فرصت نہین افکار سے

وہ آٹھے ہین تیور بدلتے ہوئے
چلو دیکھین تلوار چلتے ہوئے

ندیکھا تھا عاشق کو جلتے ہوئے
وہ آئے پھرے ہاتھ ملتے ہوئے

اوٹھو سونیوالو لگے گی نہ دیر
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے

ندیکھا ترے دور مین ای فلک
نہال تمنا کو پھلتے ہوئے

ہین انگشت حیرت بدندان مسیح
وہ مردے جلاتے ہین چلتے ہوئے

چلو میکدہ محفل وعظ سے
یہ عالم ہے دیکھو اچھلتے ہوئے

زبان پر ترا نام جب آگیا
تو گرتے کو دیکھا سنبھلتے ہوئے

محبت مین پلسے ہر اک راہ سے
ہزارون ہی رستے نکالتے ہوئے

بین کیا اونکی زلفین یہ ایدل نپوچھہ
چھلاوے کو دیکھا ہی چھلتے ہوئے

بنے جزو تن جب چبھے خار غم
یہ کانٹے نہ دیکھے نکالتے ہوئے

کیا کچھہ دجب تک رہا اختیار
جہان سے چلے ہاتھ ملتے ہوئے

غم عشق پیدا ہوا میرے ساتھ
اسے گذری اک عمر پلتے ہوئے

بچے کس طرح تیغ ابرو کا وار
سنا ہے اجل کو بھی ٹلتے ہوئے

اُن آنکھوں کے فتنہ نکالا کیا پتہ پتا
یہ جادو ہین لاکھون مین چلتے ہوئے

نہین شمع عارض پہ خط جمع ہین
ہزارون ہی پروانے جلتے ہوئے

فسانے ہین مشہور عشاق کے
ق کٹی عمر فرقت مین جلتے ہوئے

جوان مرتے دیکھے بہت نامراد
سنا ہوگا ارمان نکلتے ہوئے

نہین کھیل چلنا رہ عشق مین
ق ذرا پاؤن رکھنا سنبھلتے ہوئے

جو مشہور ثابت قدم تھے حبیب
اونہین تمنے دیکھا پھسلتے ہوئے

چمن مین ایک دم اگر وہ رشک گل آکر بیٹھے
تو میری طرح بلبل بھی کلیجہ تھام کر بیٹھے

اسیران ہوس عمر دم بھر کر در بدر بیٹھے
یقین کب تھا جو دینا ہی خدا دیگا گھر بیٹھے

کبھی افسانہ الفت سنانے ہم اگر بیٹھے
تو سارے درد والے تھام کر قلب و جگر بیٹھے

بناوے مجھے جسم گھر جم کر ترے آشفتہ سر بیٹھے
ہزارون زلزلے آئے اٹھے طوفان گھر بیٹھے

قیامت ہین شب فرقت مین یہ وحشت فزا نالے
گلا تیر آگین ای بلبل شوریدہ سر بیٹھے

یہی وارفتگی رکھتی ہے ہم کو سب سے بیگانہ
جو کچھہ سوجھی وہ کہہ بیٹھے جو آیا جی مین کر بیٹھے

یہ کیون ہے اونکے دربا تو نکو ضد ہم خستہ حالون سے
اوٹھا دیتے ہین ظالم عاشق محزون جدہر بیٹھے

اونہین کیا مذہب و ملت سے جنکی عمر یون گذری
لڑے اس سے ملے اوس سے ادہر بیٹھے ادہر بیٹھے

سخندان ہوگئے یشاش ساری ہرزہ گو ساکت
جہان دو چار نقاد سخن اہل نظر بیٹھے

کرین کیا عرض مطلب ملکے جب یہ رنگ صحبت ہے
خبر اون کو نہین اسکی بہی کب آسکے کدہر بیٹھے

مذاق عالم حادث مین پایا تلخ و شیرین کا
سپر کے تیغ حوادث سنکے جب سینہ سپر بیٹھے

نہ آنا تہا اگر تمکو تو وعدہ کیون کیا صاحب
عبث ہی تارے گنتے شام سے ہم تا سحر بیٹھے

کٹی عزت سے مالک نے دیا دینا تہا جو اوسکو
جماے پاے ہمت جب پکڑ کر ایک در بیٹھے

کوئی ایسا نہین وان جو کہے کچہہ دو جواب انکو
گلی پہر جاے گی یونہین رہے گر تا مہ بر بیٹھے

خدا رکہے سلامت شاہ آصف جاہ سادس کو
حبیب خستہ خاطر کو طلب کرلین جگہ گہر بیٹھے

اب مسلمانون مین دولت ہی نہ عزت باقی
کیا ہے اے ہند کوئی اور بہی ذلت باقی

گہل چکے شمع صفت صدمۂ محرومی سے
مگر اے بخت سیہ ہے وہی ظلمت باقی

صحبتین جتنی تہین برہم ہوئین سب آخر کار
ہم ہین اور قبر کا اک گوشۂ عزلت باقی

دینگے اعمال بد و نیک کا اوس وقت نشان
غیر صانع تر ہے جب کوئی صنعت باقی

نیک لوگونکے مخالف ہین ازل سے بدخو
دیکہئے رہتی ہے کبتک یہ رقابت باقی

مٹ گئے لاکہ نشان نامور ونکے لیکن
جا بجا اب بہی ہے سرمایۂ عبرت باقی

نسل کا عیب مٹانے سے کہین مٹتا ہے
بدلین اوضاع پہ رہتی ہے رذالت باقی

کار بد کرنے مین کچہہ دیر مزا ملتا ہے
عمر بہر رہتی ہے اعمال کی شامت باقی

سو رتہ دبیر ہے ادبار کے لشکر کا نشان
راے مین خود نہین رہتی ہے اصابت باقی

قبر میں چھوڑ کے تنہا گئے احباب و عزیز
اب نکیرین سے کچھ دیر ہے خلوت باقی

کیون نظر پھیر لی آنکھین تو ملاؤ صاحب
کیا جہان مین نہین اب رسم مروت باقی

موسم گل مین رہا زور سیہ مستی کا
کوئی ارمان نہین ساقی کی بدولت باقی

حق پہ مرنیکو یہ سمجھے ہین حیات ابدی
تیرے جانبازون مین ہے شوق شہادت باقی

پارسائی کی یہ کی رندون نے مٹی برباد
کہ رہی بنت عنب کی بھی نہ حرمت باقی

کبھی طینت کا تخالف نہین زائیل ہوتا
مار و طاوس مین ابتک ہے خصومت باقی

یہ بھی سوچے نہ کہ عاشق کو ذرا دیکھ آئین
عمر بھر کے لئے رہتی ہے شکایت باقی

دیکھ گل گشت وطن کی ہے تمنا ای چرخ
دور آخر مین نہ رہجاے یہ حسرت باقی

عاشق زار یہان ہوگیا پیوند زمین
وان ابھی ہے خبر مرگ کی صحت باقی

تجھنے آتے ہی شفا دی مجھے کہتی ہے سب
اسمین بچنے کی نہین کوئی علامت باقی

نہ طبیعت پہ ہوا رنگ حوادث کا اثر
رہگئے جوہر شمشیر اصالت باقی

نیند آنے کے لئے چاہیئے تھوڑی سی ضرور
مے کی بے قید کم و کیف ہے عادت باقی

مستقل تیرے عاشق سا ہوا کب کوئی
صبر ایوب کی رکھی نہ حقیقت باقی

عالم یاس سے ہے ندیدہ گلون پر دم صبح
نہ رہی شام کو جو تھی وہ بشاشت باقی

اپنے کوچہ مین او نہین شاق ہے عاشق کا نشان
دیکھئے رہتی ہے کس شخص کی تربت باقی

دیکھتے ہی تجھے جان آگئی ای رشک مسیح
ناتوانی سے کہین اب نہ علالت باقی

کہاتے ہین غصہ و غم صابر و شاکر عشاق
اب اگر ہے تو یہ ہے وجہ معیشت باقی

جی مین آتا ہے پڑھون ایک غزل اور جلیب
اس زمین مین ہے ابھی کہنے کو وسعت باقی

سر مین سودا ہے نہ اب دلمین ہے وحشت باقی — جان کی طرح مگر ہے غم الفت باقی
رکہہ نہ اللہ پہر کوئی اے شب فرقت باقی — آج لاسا تہا دے کل تن جو آفت باقی
خط لکہا مجہکو پتا غیر کا تہا جسکو دیا — ایسا بہولے تری نام کی تہمت باقی
ما تکیا ایکی رکتے تہے دلونمین جو غبار — قبر پر ہین فقط آثار کدورت باقی
مشغلہ اون کا ہے عشاق کو لڑوا دینا — ہے جوانی مین بہی بچپن کی شرارت باقی
قبر مین چین سے سوتے جو نہ ہوتا یہ خیال — قید تنہائی کی تا حشر ہے مدت باقی
کر دی عشق کئی جوش جوانی کے ساتہ — دلمین کچہہ درد طبیعت مین ہے وحشت باقی
سب کو کرتا ہے خمار مئے عشرت بیچین — ہے قیامت رہے جب تک یہ مصیبت باقی
خلق مین صاحب غیرت نہ مرین نام پہ کیون — خاک مین ملکے بہی رہجاتی ہے غیرت باقی
جان تن مین نہین لب پر ہے دم بازپسین — مگر آنکہون مین ہے کچہہ کچہہ تیری صورت باقی
دل ویران مین محبت کے خزانے ہین نہان — اس لٹے شہر مین بہی ہے ابہی دولت باقی
دے چکے کفر کا بتوار وہ لگے فتوے واعظ — اور فرمائیے جو بات ہو حضرت باقی
جسم سے تاب وتوان لے گئی ہوش وخرد — دل سے ہے الفت دلدار کی رخصت باقی
سن لیا آپنے افسانۂ فرقت غم ہجر — کیا کہون اب نہین کچہہ کہنیکی حاجت باقی
قبر عاشق پہ حسینونکی نظر پڑتی ہے — نہ رکیں گے یہ ہرن سبزۂ تربت باقی
ہوشیاری کی صفت ہو گئی اغیار پہ ختم — جسمین ہم ہین اسی صحبت مین ہے غفلت باقی
شورش عشق ہے پیری مین نہ الفت کا مذاق — ہان زبان پر ہے کچہہ اس درد کی لذت باقی
ہاتہ ملتے ہین یہ کہکے وہ تربت پہ میرے — رہ گیا نام وفا تیری بدولت باقی
شہر اے روز قیامت ابہی جلدی کیا ہے — قطع ہونیکو ہے طول شب فرقت باقی

ہے نہ قارون کا پتہ اور نہ حاتم کا نشان
رہ گیا تذکرۂ بخل وسخاوت باقی

تو بہ کرنیکو چلے تھے کہ بہار آئی حبیب
اور کچھہ دن نفسی ہوا بھی فرصت باقی

وہ بوکر تخم داغ عشق کیا حاصل کو ڈہونڈہینگے
میسر اوسی ہوگا پہلو مین جو اپنی دل کو ڈہونڈہینگے

نہین مجنون سے کم اوس غیرت لیلی کے دیوانے
غبار راہ وحشت بنکے یہ محمل کو ڈہونڈہینگے

قدرون کچہہ شوق خونریزی ہین ارمان شہادت کے
نہ ڈہونڈہیگا ہمین قاتل تو ہم قاتل کو ڈہونڈہینگے

نہ دم لینگے کبہی بیٹہین نہ جبتک اونکو چہین
طریق عشق کے سالک یونہین منزل کو ڈہونڈہینگے

نہنگ آسا نہین رکتی شناور بحر الفت کے
جنہین تہی شوق غواصی وہ کیا ساحل کو ڈہونڈہینگے

مزے لیکے تڑپینگے نگاہ ناز کے گہایل
بدن مین ان کے جبتک جان ہے قاتل کو ڈہونڈہینگے

شب فرقت مین مغز استخوان شمعین جلائیگا
اسیر کنج تنہائی تیری محفل کو ڈہونڈہینگے

کسے معلوم تہا ہاتہون سی اک غارتگر جان کے
کبہی دل سا ہمکو ڈہونڈہیگا کبہی ہم دلکو ڈہونڈہینگے

اوٹہینگے ہر طرف لاکہون نگاہ ناز کے کشتے
جو وہ گنج شہیدان مین کسی بسمل کو ڈہونڈہینگے

تمنائین بر آئین دن کہین آئے تو محشر کا
اوسی ظالم کو ہم ڈہونڈہینگے سب عاب دل کو ڈہونڈہینگے

یہ دیکہین گی شراب عشق کا ہی کون متوالا
مزا ہوگا جو ہوشیار ہونگین وہ غافل کو ڈہونڈہینگے

رہی دشمن ہنرکی گر یونہین ناقدری عالم
نہ پائین گے کہین ناقص اگر کامل کو ڈہونڈہینگے

تعلق کب ہے دنیا سی غرض کیا ہے سہارے
تمنائی شہادت کے جنہین قاتل کو ڈہونڈہینگے

حبیب مبتلا پاکر تجہے مایوس وہ اک دن
بہرینگی جسمین ارمان سیکڑون اس دلکو ڈہونڈہینگے

تیغ قاتل اور ہے ابروے قاتل اور ہے
رقص بسمل اور ہے بیتابی دل اور ہے

ہے کہیں دلدار ہی کوئی نہ اب دل اور ہے
سب کو ہیں آسانیاں ہم کو یہ مشکل اور ہے

ہو سکے تجھسے تو پہونچا دے خطِ آخر مرا
نامہ بر یہ زحمت قطع منازل اور ہے

اے فلک اک دن تو بر آئیں تمنائیں مری
پوچھتا وہ شوخ کوئی حسرت دل اور ہے

قیس ہم وادی میں ہوں پوچھو تو وہ لیلی جمال
کوئی سایہ کے سوا ہمراہ محمل اور ہے

سن ہمیشہ مجھسے وصف رشک گل اے باغباں
چار دن گلزار میں شور عنادل اور ہے

آتی ہے ہر پہر کے کیوں مرے سینہ خانہ میں برق
شک ہے کیا خرمن جلا کے بھی کہ حاصل اور ہے

کسکو ہیں چنبر گماں یہ سب حسین ہیں بیقصور
چپ رہو اے چارہ سازو میر اقاتل اور ہے

صبح کا پچھلا پہر کہتا ہے پروانو چلو
کوئی دم گرمی حسن شمع محفل اور ہے

جذب دل سے ہے کوچۂ الفت میں سیر کاروان
ہو کہاں اے حضرت سالک یہ منزل اور ہے

یہ نہ سمجھا کون ہوں کاٹی خطا کاری میں عمر
اے دلِ ناداں کوئی تجھسا بھی غافل اور ہے

لو خودی پر بیخودی پیتے ہی مے غالب ہوئی
کوئی ایسا نسخہ تصفیۂ دل اور ہے

حبیب بھی بنجاتے تھے آپس کی صحبت میں صواب
اب سنبھل کر بیٹھئے مد مقابل اور ہے

رند تھے پیر مغان کے خوف سے سب دم بخود
اوٹھ گیا وہ دیکھئے اب رنگ محفل اور ہے

تو ہمیشہ شاد رکھ یا رب جناب شاد کو — ق
یوں تو سب ہیں پر یہ جوہر ہیں باذل اور ہے

بو چکے تخم ارادت مزرعہ دل میں حبیب
اوسکی رحمت سے ہمیں اب فکر حاصل اور ہے

اگر ہم پہلوئے نفع و ضرر بھی دیکھتے جاتے
ہمیشہ حسن کوشش کا ثمر بھی دیکھتے جاتے

دکھ ہوتا جیسے ہر سحر بھی دیکھتے جاتے
میں جی جاتا اگر وہ اک نظر بھی دیکھتے جاتے

مصیبت میں جو رہتی یاوری تیرہ بختوں کو
تو جیتے جی شب غم کی سحر بھی دیکھتے جاتے

ملا کیا مرے مرغ نامہ بر کو صید کرنے سے
تماشائی وفا کے دشت پر بھی دیکھتے جاتے

چھپا رہتا نہ کتنے نیم بسمل ہین جہان یا رب کہتے
شمل کر تم جو روئے رہگذر بھی دیکھتے جاتے

نہ دل کرتے کبھی ہم ہنرشناسون کی عطاؤن سے
دم بخشش جو یہ عیب و ہنر بھی دیکھتے جاتے

صواب و عیب کہہ دیتے وہ رشک ماہ گر ہوتا
ادھر سے بھی دیکھتے روئے قمر بھی دیکھتے جاتے

دم آخر نہ ملتے یا شبہ گر ہم عمر رفتہ مین
کبھی سب مایۂ زاد سفر بھی دیکھتے جاتے

ہلا دیتے کلیجہ ہم دل صد چاک دکھلا کے
اگر وہ تیز ہے تیغ نظر بھی دیکھتے جاتے

مین مر جاتا مسیحائی کا دعوے وہ اگر کرتے
دکھاتے معجزہ بھی ہم اگر بھی دیکھتے جاتے

رہا مین نیم جان جان بخشیان غیر کی کیون تھنے
بگڑتا کیا اگر مڑ کر ادہر بھی دیکھتے جاتے

گلے بے تیغ و خنجر کتنے ہی کٹتے جو وہ تکتے
نسر وہی نوٹ لیتے جاتے گھر بھی دیکھتے جاتے

سنبھل جاتی ہنسی جو ادھر کے آپسین یہ غافل گر
مآل اتفاق یکدگر بھی دیکھتے جاتے

جنازہ کو بھی قاتل سے اگر احباب لے چلتے
گو ہم کشتہ ہین جسکے اسکا گھر بھی دیکھتے جاتے

دکھاتا ختم گر تو نہ اپنی شان ستاری
جہان مین کیفر قہر اہل قہر بھی دیکھتے جاتے

انہین کرنا تھا پہلو چاک میرا قتل سے پہلے
رہبر ہم پاس قلب نوحگر بھی دیکھتے جاتے

اجل برحق ہے لیکن ہائے حد اتنی تمنا ہے
دعائین کین تھین جو ان کا اثر بھی دیکھتے جاتے

برا کیا تھا کسی عاشق پہ گر وہ ملتفت ہوتے
ذرا بیداد کا اپنی اثر بھی دیکھتے جاتے

کہان یہ ہوش تھا سودائے الفت کر نیوالونکو
کہ ہر دم پہلے نفع و ضرر بھی دیکھتے جاتے

کبھی پر گر ہماری طرح مشہور ان کا دل آتا
مزہ بیداد کا بیداد گر بھی دیکھتے جاتے

جتا دیتے معما کہین ہم جاتے وہ الفت مین
جفا کی ناوک انداز نظر بھی دیکھتے جاتے

خداوندا نکل جاتا حبیب رند کا ہوتا

بہ حسرت بے خبر کو باخبر بھی دیکھتے جاتے

جاتا نہین جو دل سے وہ تیرا خیال ہے
جیتا ہون جسپہ مین وہ امید وصال ہے

الفت کی آب و تاب صفائے خیال سے ہے
ہر پیچ دل کا حلقۂ دام ملال ہے

اب زلف پر شکن کا سلجھنا محال ہے
سر پر ترے شکستہ دلونکا وبال ہے

الفت کا پاس ہے نہ وفا کا خیال ہے
بیوجہ دل دکھانے مین تمکو کمال ہے

انسان کو اداکا سمجھنا محال ہے
اونکی ہر ایک بات مین پہلو ہی چال ہے

تفریق حسن و عشق مین اے دل محال ہے
کہتے ہین خود جمیل محب جمال ہے

روز فراق ہے کبھی شام وصال ہے
دنیا بھی سیر گاہ عروج و زوال ہے

پر بستہ اون کو دیکھکے مرغ خیال ہے
تا رنگاہ رشتۂ دام ملال ہے

ذرہ ہے جسکا مہر وہ تیرا جلال ہے
دیکھے گا کیا کوئی کسے تاب جمال ہے

دود چراغ عمر بنا ہے ہر اک نفس
فرقت مین سوز دل کا ہمارے یہ حال ہے

سمجھے یہ دوڑ دوڑ کے لب تشنہ ہوس
بحر جہان بھی ایک سراب خیال ہے

یون زینت مرقع ہستی ہے شکل یار
ممدوح فن نظم مین جیسے مثال ہے

جویائے نقص رہتی ہے حساد کی نظر
خیرہ رخ کمال سے عین الکمال ہے

ساقی کی چشم مست کے لاکھون خراب ہین
یہ مفت کی شراب سبھی کو حلال ہے

عاشق کو اب تو ایک نظر دیکھ لیجئے
آنکھین کھلین ہین بند زبان سوال ہے

بیگانہ وار پوچھتے ہو مدعائے دل
مین کیا کہون زبان سے صورت سوال ہے

احباب ہین عروج کی کوشش مین رات دن
اور آفتاب عمر سریع الزوال ہے

یوان کو بھی جواب ہے اظہار عشق پر
سودائے خام ہے یہ خیال محال ہے

ہے عاشقوں کو زہرِ اجل شربتِ عسل
پیغام موت ہے کہ نوید وصال ہے

کیا ہو کسی سے دل کی تمنا کا انحصار
شیشہ میں ناپس پری کا اُترنا محال ہے

دل دادگان نرگسِ مخمور یار کا
خضرِ طریقِ وحشتِ چشمِ غزال ہے

مسکن پہ چند روز قناعت کرو حبیب
بے ترک حرص رزق میں وسعت محال ہے

لب کو مدحت گوش کو تیری کہانی چاہیے
ہجر میں کوئی تو شغلِ زندگانی چاہیے

وصفِ چشمِ یار کو جادو بیانی چاہیے
ہر قسطیر سراپا کلک مانی چاہیے

شکل ہوسی میں نہیں نادیدہ عاشق آپکا
ہر گھڑی ناحق نہ اتنی لن ترانی چاہیے

جان دی ہے جسنے بہلوئے ابروی خمدار میں
غسل میت کا اوسے خنجر کا پانی چاہیے

ہیچ کی کیا بات ہے صدمے سہا عاشق اگر
وہ بہت خوش تھا تمہیں بھی شادمانی چاہیے

بے تعلق تم تھے یاں واللہ ہم ہیں آپ کی سیج
مرنے والونکو نہ ایسی زندگانی چاہیے

کر نشانہ اسکو پر تیرِ نظر دل سے نہ کھینچ
جو خلش کا لطف دے ایسی نشانی چاہیے

حور وش کہنے پہ سمجھے مجکو عاشق غیر کا
اب تو صاحب کچھ مزاج بدگمانی چاہیے

بارِ الفت عالمِ پیری میں اوٹھ سکتے ہیں
بوالہوس یا سکے لئے روزِ جوانی چاہیے

آہ عالم سوز نے بیٹھے ہو کیوں ناسنتے شور
یہ میرے دل کی لگی تم کر بجھانی چاہیے

جسنے عالم کو بنایا منظر مردم فریب
دل کرا ایسے مہمان کی مہمانی چاہیے

آج اوڑھا ہے جو دوپٹہ آسمانی یار نے
اے فلک مجکو بلا کے آسمانی چاہیے

ذات اوسکی جو ہمکو خبر کیوں نہ ممکن کا وجود
جو بنا ہے اوس کا آخر کو کہ باقی چاہیے

لیکے تابہ جان باقی ہے اک جان حزین
ہی بتا اب کیا مجھے اے ناتوانی چاہیے

قدردان اپنا جناب شاد کو پایا حبیب
اب تو بس ہم کو انہین کی مہربانی چاہیے

فریاد بھی مین کر نہ سکا بے خبری سے
دل کھینچ لیا اوسنے کمند نظری سے

اوس بت کو کیا رام نہ سوز جگری سے
نالے مرے بدنام ہوئے بے اثری سے

کب دل پہ اثر کرتا ہے ظالم کا تملق
سلتے ہین کہین زخم جگر بخیہ گری سے

ہے سایہ فگن تازہ نہال چمن حسن
نسبت اسیرے دل کو ہے عقیق شجری سے

اوڑ جاتے تیرے ہوش مرے نغمونسے بلبل
کر شکر کہ مجبور ہون بے بال و پری سے

ہے لطف سے خالی ہی فروغ دم پیری
روشن ہوا یہ نور چراغ سحری سے

دامن کی کلی باد صبا کھول سکے کب
ساتر نہین ڈرتے ہین کبھی پردہ دری سے

الفت کا شجر سرو قدونکی ہے ہری شاخ
عشاق کو بار ہوا یہ بے ثمری سے

کہتے ہین وہ سنکر خبر رحلت عشاق
جلدی گیا کہتا تھا ہمین کچھ نہ سفری سے

ہون لاکھ خطر کوچہ دلبر نہ چھٹے گا
اوٹھ سکتی ہے ذلت بھی کہین مرد جری سے

نفرت نہین لازم تجھے ظالم عوض رحم
بیٹھا ہون مین دل کھوکے تیری حیلہ گری سے

حاصل کرین اکبار اگر بند تو میکش
خالی کرین سو مرتبہ شیشہ کو پری سے

کردیتے ہین یون ہرزہ دراکو کملا بند
لب زخم کے جسطرح ملین بخیہ گری سے

اغیار ہوے کب مری ناکامی کا باعث
محروم یہان پیدا ہوئین آشفتہ سری سے

کر فیض کو اپنا کہ مرادون کا نشان دے
بیکار وہ پیکان ہے جدا ہو جو سری سے

اعمال حبیب جگر افگار کی کشتی
ساحل پہ پہونچ جائیگی اشکونکی تری سے

ملنے سے عار بھی ہے شوق کا اظہار بھی ہے ‌‌ ‌ اوسکے انکار مین اک پہلو ہی اقرار بھی ہے

کیسی نیرنگ سے خالی نہین قدرت کا چمن ‌ ‌ جس جگہ دیکھئے وان پھول بھی ہے خار بھی ہے

ہمپہ گذری جو گذرنی تھی رہے چپ احباب ‌ ‌ تکھا یہ ہمین کچھ ان سے سروکار بھی ہے

آئے ہو گر تو نہ حال شب فرقت پوچھو ‌ ‌ ہے وہ افسانہ بھی اک رنج کا طومار بھی ہے

دیکھنا ہو جسے دیکھے مری رونے کی بہار ‌ ‌ چشم خونبار بھی ہے ابر گہربار بھی ہے

ٹھنڈی آہونکا محل داغ محبت کا مقام ‌ ‌ آرزو دل مین مرے مدفن بھی ہوادار بھی ہے

عقدے الفت کے ہین سو رشتۂ جان کی گرہ ‌ ‌ میری گردن مین یہ تسبیح بھی زنار بھی ہے

پھرے بازار محبت کا یہ دل سودائی ‌ ‌ خود بھی بکنے کو ہے تیار خریدار بھی ہے

بے طلب دیتا ہے مالک جسے جو ہو درکار ‌ ‌ تیری سرکار سے بڑھ کر کوئی سرکار بھی ہے

جو سزا دے وہ سزاوار ہے اے داور حشر ‌ ‌ یہ گنہگار محبت کا گرفتار بھی ہے

دوستی ہو کہ بناوٹ نہین چھپتی اوس سے ‌ ‌ یار یارونکا ہے عیارون مین عیار بھی ہے

دم الفت نہ بھرین کس لئے خوبان جہان ‌ ‌ فرد ہے حسن مین وہ شوخ طرحدار بھی ہے

ہو نہ کسطرح اوسے راہ عدم کا کھٹکا ‌ ‌ ناتوان جو ہے گناہون سے گرانبار بھی ہے

جھک کے دربار مین اک شان سے سب آتے ہین ‌ ‌ ہے گدا جسمین اوسی جامہ مین سردار بھی ہے

دیکھین سب بے غرضی سے وہ راضی ہو کہ خوددار و شیخ ‌ ‌ زاہد خشک بھی ہے عاشق سرشار بھی ہے

تم سے جو جسنے کہا تھا وہ خدارا کہدو
ہین مخالف بھی حبیب مگر انکار بھی ہے

وہ جو ہے دل منظور ہے صاحب کو لے لیجے ‌ ‌ ہم یہان بیٹھین گے اسے حق نظر لے لیجے

شاد ہو گی روح کچھ لگی جو نہین سے کچکر ‌ ‌ چلتے چلتے اپنے کشتہ کی خبر لے لیجے

بک رہی ہین پارہ ہای لخت دل مٹی کے مول
آئیے سودائے بازار ہنر لے لیجیے

کہنے والا ہائے اتنا بہی وہان کوئی نہین
خط لئے بیٹھا ہے کب سے نامہ بر لے لیجیے

ماہ چمکے مہر بنکر اپنے اک عارض کا نور
شام کو دیجئے وقت سحر لے لیجیے

دن بہت غفلت مین کاٹے آئے اب ہوش مین
کوچ ہے درپیش کچھہ زاد سفر لے لیجیے

جنبش ابرو ہی کافی قتل عاشق کے لئے
پھر زینت یون سہی تیغ و سپر لے لیجیے

اچھی قسمت لائی پہلے خدا کے گھر سے پھر
مال و دولت کی ہوس ہو جسقدر لے لیجیے

کیون یہ سب طول امل اس مہمان سرائے دہر مین
چار دن راحت کا سامان مختصر لے لیجیے

دیکھیے پھر شوق سے گلزار عالم کی بہار
پہلے غنچونکی طرح مٹھی مین زر لے لیجیے

ولمین آداب دعا ملحوظ رکھیے وہ گھڑی
تازہ پھر نخل اجابت کا ثمر لے لیجیے

مال و زر صدقے کیا دل دیدیا پھر کچھہ نہین
واہ صاحب اب کسی کا مفت گھر لے لیجیے

نذر کرتا ہے دل درد آشنا اپنا حبیب
آپ کو پاس محبت ہے اگر لے لیجیے

پلا ساقی مئے گلرنگ کالی گھٹا آئی
چھپا نیکو گنہ مستونکے کعبہ کی ردا آئی

سنا ہی سحر جسے تیرے عاشق کی قضا آئی
اجل آغوش کھولے صورت لطف خدا آئی

چلی ہے ساتھ حسن صورت و تاب و توان لیکر
ٹھہر کب ہی جوانی تو جو آئی بہی تو کیا آئی

جہان مین بے عرق ریزی کے دولت مل نہین سکتی
ہوس مین مٹ گئے لاکھون کسیکو کیمیا آئی

فلک تجھکو نہ آئی چارہ سازی ہم غریبونکی
جو آیا بہی تو کیا آیا ستم آیا جفا آئی

ملے ہمدرد اور دنکی مصیبت کا قلق سہکر
گیا زنگ کدورت دلسے تب کامل صفا آئی

شناسا دل تہا ہر تیر نگاہ یار کا گویا
دہان زخم سے پیہم صدائے مرحبا آئی

کبھی بدلا نہ میرا خواب غفلت راحت
نظر کب عالم رویا مین شکل مدعا آئی

کہون کیا کیون پھرا مین وادی وحشت مین سرگردان
نظر کے سامنے اوس بت کی صورت بارہا آئی

تمہارے عارض پرنور پر شیدا ہوئی ایسی
صباحت ہو کے روے ماہ کامل سے جدا آئی

دے دنیا مین آکر کیسے کیسے امتحان دل نے
بتون کا عشق بنکر بارہا یاد خدا آئی

توکل نے لباس فقر مین ایسا غنی رکہا
نظر پر چشم منعم شکل کشکول گدا آئی

یہان کی آہ مین سنے وہ ادہر دل تہام کر بولے
کدہر سے آج آواز حبیب مبتلا آئی

ہونے والی بات ان پر یون طبیعت آگئی
دل مین آنکھوں کی طرف سے پیاری صورت آگئی

رنج سے ملکہ کا کل مسکین کی ہمت آگئی
ساتھ جام آب حیوان پیکے ظلمت آگئی

یاد وقت نزع کس گلرو کی صورت آگئی
موت آئی یا بغل مین حور جنت آگئی

یا علی کسکو پیا جس وقت جام آب سرد
بادۂ تسنیم کی ہونٹون پہ لذت آگئی

دیکے دل اون کو جو فرقت مین بہائے اشک
دامن تر خود بکار اوٹھا کہ قیمت آگئی

ہوگا پایان شب غم مطلع صبح امید
کٹ بہی جائیگی یو ہین جیسے مصیبت آگئی

آب خجلت ہو سے زیبا پر بنا دل کا غبار
مر گئین جب ہم سے چار آنکھین مروت آگئی

خاک کرکے یار نے ہمکو بنایا خاک در
سے رشک... با تاثیر صحبت آگئی

جانکنی مین رکھدیا سینہ پہ کسنے اپنا ہاتھ
دل مین قوت آگئی رخ پر بشاشت آگئی

لطف از خود رفتگی پوچھے فنا پرست
ہاتھ سے جاتا رہا دل جب طبیعت آگئی

دل کے ہر گوشہ مین الفت کے خزانے ہین نہان
بس غزل لا ہمت دنیا بہی دولت آگئی

تا در پیر مشکیا اون کو پہنچا
اور کی ... تو وحشی سیری سیرت آگئی

دیکھکر فرد گنہ کانپا جو میرا بند بند
پھر تسکین دل مین اُمید شفاعت آگئی

جیب مرقد سے نکالے پھر میری وحشت نے ہاتھ
اب تو نوبت تابہ دامان قیامت آگئی

چین سے جی بھر کے ہم سونے نپائے قبر مین
لیٹتے ہی غل اوٹھا صبح قیامت آگئی

مجکو مٹی مین ملا کر حسرتین رخصت ہوئین
بال کھولے قبر پہ صبح قیامت آگئی

حشر برپا کر دیا کس کے خرام ناز نے
خفتگان خاک چلائے قیامت آگئی

یون کھلے ہم پر رموز عالم کون و فساد
لطف حق سے جسطرح لقمان کو حکمت آگئی

قبر عاشق پر پڑا جب اون کا دامان نظر
دلمین چھنکر سات پردون سے کدورت آگئی

دونون کہتے ہین اوسے میرے سیوا دیکھو نہ غیر
مردم دیدہ مین بھی اب تو رقابت آگئی

قبر سے اوٹھیگا یہ کہتا ہوا اک دن حبیب
کام اپنے الفت شاہ ولایت آگئی

سمجھکر اپنا گھر مہمان سرا مین کی بسر تونے
کیا ابتک نہ غافل ٹھیک سامان سفر تونے

شب وصل صنم کی باتون باتونمین بسر تونے
کہا افسانہ فرقت سے اے دل تا سحر تونے

ہوئین جب بند آنکھین میری تب دیکھا ادہر تونے
خبر لی فتنہ گر آخر بنا کر بیخبر تونے

نقاب گل اوٹھی نرگس پہ بلبل کی یہ قدغن ہے
نکلواؤنگا مین آنکھین اگر دیکھا ادہر تونے

کیا کیا مردم دیدہ پہ احسان سوزن مژگان
سیا کس دن بشفقت چاک دامان نظر تونے

ملا بے فیض سے قطرہ بھی کوئی اے حسد بتلا
یہ چلو مدتون رکھے نہ آب گہر تونے

جلایا آب اشک گرم کو اے آہ ناکامی
لگا کر برف مین ساغر کیا ٹھنڈا جگر تونے

جواب نامہ اوسنے لوٹ کر قدمون پہ لکھوایا
کیا ہے کار انسان آج مرغ نامہ بر تونے

لکھا تھا جو مقدر مین بہرصورت وہ پیش آتا
بھٹکائے ہوس ناحق پھرایا دربدر تونے

منت سے عدم کی سفری رک نہین سکتی
دیکھین کوئی ان روٹھے ہوؤن کو تو منالے

اُف اُف کی صدا منہ سے نکلتی ہی دم ضبط
مجبور ہون احباب جو سمجھین اسے نالے

دہ آج حنا باندھ کے ہاتھون مین جو سوئین
کچھ بے خودی شوق بہی رنگ اپنا جمالے

دانا ہے تو نادانون کی صحبت سے حذر کر
مینا ہے تو فیض نظر اہل صفا لے

سمجھین رہ الفت مین اوسے بستر گل پانون
تلوؤن مین پڑین دشت نوردی سے جو چھالے

ظالم کو ہے شوریدگی ظلم حلاوت
خنجر کی زبان مین بہی کہین پڑتے ہین چھالے

پرسش سے لرزتا ہے طبیب جگر افگار
ستار اسے دامن رحمت مین چھپالے

ہان ہان کے سبو اکچھ نہین گرد او وفا لے
بدعہد سے آخر جو کوئی لے بہی تو کیا لے

کہتے ہین ترے نقش قدم دیکھنے والے
مینا ہے جوان چشمون کو آنکھون سے لگالے

آسان ہے کوہ الم و غم کا تحمل
شہزور وہ ہے دلکو جو دنیا سے اٹھالے

لازم ہے نباہے اوسے دم تن مین ہے جب تک
جس بات کو انسان کبھی منہ سے نکالے

عارف کی نظر مین مئی وحدت سے بھری ہین
پیمانے گل شیخ کے لاکے پیالے

حق بین جو نگاہین ہون تو انصاف کرے دل
کج فہمی کی آنکھون نہین تعصب کے ہین جالے

کرتی ہے نظر مجھ سے دکھا کر تیری تصویر
دل مین اسے رکھ لے اسی آنکھون مین بٹھالے

پوچھنا کو گئے شوریدہ سرون کو نہ رلاؤ
سوتون کو تہ خاک جگا دیگی یہ نالے

بنتے نہین مرغ قفس رنگ کے طائر
آزاد ہین ان کو کوئی پالے کہ نہ پالے

سمجھے کوئی کس طرح سے اوس شوخ کا کہنا
جو بات کہے ایک سے او ایک پہ ٹالے

واعظ نہین عاشق و معشوق کے مصلح
جنگ ایسے کہ جو کہے ہے جیا تو جنگ کے والے

دل لیگا تیرا طرۂ طرار اور بھی — جادو ہے یہ سلاست گفتار اور بھی
دامن مین بھیگنے کو ہین کچھہ تار اور بھی — دو چار قطرے کر دیدۂ خونبار اور بھی
زاہد تو بولے ہوش مین واعظ ہین ساقیا — بیٹھے ہین ان کی آڑ مین دو چار اور بھی
دیکھے جو عاشقون نے وہ نیرنگ کچھہ نہ تھی — بدلیگی رنگ چشم فسون کار اور بھی
دو چار خون کرکے ستمگر کدہر چلا — بیٹھے ہین جان دینے کو دو چار اور بھی
شہرہ جہان مین بڑہگیا یوسف سے آپ کا — کیا ہے خیال گرمئ بازار اور بھی
سنتے ہو گر تو کہتے ہین ورنہ نہین سہی — کچھہ حال دل ہے قابل اظہار اور بھی
شاہ و گدا ہین سب مرے مالک سے ملتجی — اس سے بڑی ہے کیا کوئی سرکار اور بھی
میرے پری جمال کا ثانی نہین کوئی — ہونیکو ہین جہانمین طرحدار اور بھی
ساقی ہے دل تو سیر پہ نیت بھری نہین — بھر بھر کے جام دے ہمین دو چار اور بھی
عصیان سے مجھکو کرکے سبکدوش ای رحیم — احسان سے اپنے کر دے گرانبار اور بھی
ساقی نے آنکھہ سے جو اشارہ کیا کہ لو — ہم پی کے جام ہوگئے سرشار اور بھی
کافی نہوگا حشر کا اک دن حساب کو — نکلے جو مجھسے چند گنہ اور بھی
میرے کریم کو وہی سائل پسند ہے — لیلیکے کہتا جائے جو ہر بار اور بھی

اہل سخن ہین تشنۂ فیض سخن وکن
باقی ہے اک حبیب نمک خوار اور بھی

بالخیر

اعلان

اس دیوان کی رجسٹری سرکار نظام و سرکار انگلشیہ دونوں جگہ کرادی گئی ہے کوئی صاحب بے اجازت چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نہ کریں ورنہ خلاف ورزی قانون کا خمیازہ اوٹھانا پڑیگا۔

جس شخص کو جتنی جلدیں مطلوب ہوں محمد ابراہیم خان اکبرآبادی مہتمم مطبع شمسی حیدرآباد دکن بازار شیدی عنبر سے طلب کرے قیمت فیجلد عما کمپنی یا عما ہ حالی قرار پائی ہے۔ فقط

المشتہر

سید محمد کاظم متخلص بہ حبیب کنتوری